

امام الائمہ سراج الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ

رضی
اللہ
تعالیٰ
عنه

انوار امام اعظم

معہ
شرح قصیدہ النعمان

حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد نشا تالبش قصوری

مدارس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مکتبہ اشرفیہ مرید کے (شیخوپورہ)

57/2

انوار

سید محمد عظیم

محمد منشا تابش قصوری

مکتبہ اشرفیہ مرید کے (پنج پورہ)

80999 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انوارِ امامِ اعظم	نام کتاب
محمد منشاء تابش قصوری	مصنف
حافظ محمد مسعود اشرف قصوری	تصحیح
محمد محمود احمد حافظ قصوری	ناشر
چوہدری رفعت اللہ	کمپوزنگ
2004ء / 1425ھ	بار پنجم
جنوری / اذی القعدہ المبارکہ	با اہتمام
شیخ عبدالوحید ہادی	

ملنے کا پتہ

شعبہ برادرز 40 اردو بازار لاہور

مکتبہ اشرفیہ مرید کے ضلع شیخوپورہ

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

انتسابِ جمیل

ملتِ اسلامیہ کی نامور روحانی شخصیت، تحریکِ مجددیت کے بین الاقوامی مبلغ، شیخ المشائخ حضرت
الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری مدظلہ۔ زیپ سجادہ آستان
عالیہ حضرت ثانی لاٹانی میاں غلام اللہ صاحب۔ برادر گرامی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب
شرقپوری رحمہما تعالیٰ کے

نام

جنہوں نے قلم کی اہمیت کو پہچانا اور پھر اس کا حق ادا کرنے کی طرح ڈالتے ہو۔
ماہنامہ نور اسلام، کے درج ذیل تاریخی نمبر شائع فرما کر اہل علم و دانش اور قوم پر عظیم احسان
فرمایا۔

شیر ربانی نمبر امامِ اعظم نمبر صدیق اکبر نمبر

اولیاء نقشبند نمبر ۲ جلد حضرت مجدد الف ثانی نمبر ۳ جلد

نیز زیر نظر ترتیب میں امامِ اعظم نمبر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہ حبیبہ الاعلیٰ علیہ التحسینہ والثناء ایسی روحانی و علمی شخصیات کا سہارا

عالمِ اسلام پر قائم رکھے جن کے دم قدم سے سنیت کی بہار ہے

محتاج دعا: محمد منشاء تابش قصوری

۱۱۴ اگست ۱۹۸۹

پیر محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ کلماتِ شکر ﴾

سید امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ رسالہ چوبیس سال قبل
۱۴۰۰ھ میں زینت قلم و قرطاس بنا، رضا اکیڈمی لاہور کو دوبارہ اولین اشاعت کا شرف نصیب ہوا۔
پھر حضرت شیخ المشائخ جمیل احمد صاحب شر قپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ زینت سجادہ
آستانہ عالیہ شر قپور شریف نے اپنی پسندیدگی کا عملاً اظہار فرماتے ہوئے طباعت سے آراستہ
کر کے مفت تقسیم کرایا

حضرت مولانا علامہ محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی مدظلہ، ناظم تعلیمات الجامعۃ
الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا) نے کمال دلچسپی سے نوازتے ہوئے اپنے ارشد تلامذہ کو
اشاعت کا شوق دلایا اور پھر اپنے تقدیمی و تحسینی کلمات کے جلو میں، مغربی بنگال کے مشہور شہر
دیناج پور انڈیا سے شائع کیا گیا۔

○ راقم نے جب حدیث شریف کی شہرہ آفاق کتاب مؤطا امام محمد کا ترجمہ کیا تو اس کے
آخر میں انوار امام اعظم، "کونسلک کر دیا الحمد للہ مسلسل چھپ رہا ہے۔ اب اسے مکتبہ اشرفیہ
مرید کے نے اشاعت کا لباس پہنایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ میری اس چھوٹی سی کاوش کو قبولیت کا
مزید ثمرہ عطا فرمائے اور میرے لئے دیگر تصانیف و تراجم کے ساتھ توشہء آخرت بنائے۔

امین ثم امین بجاہ سید المرسلین رحمة للعالمین ﷺ

وعلیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم

طالب دعا: محمد منشا تابش قصوری

ذیقعدہ المبارکہ ۱۴۲۵ھ

جنوری 2004ء

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مرید کے ضلع شیخوپورہ

مضامین انوارِ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۲	بصیرت و فراست	۷	امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳	حاضر جوابی	۷	نام و نسب
۲۵	وصال	۷	دعائے علی
۲۷	مزار مبارک	۷	ابو حنیفہ
۲۹	عجیب اتفاق	۹	بشارت نبی ﷺ
۳۰	حضرت امام اعظم کے تلامذہ	۱۰	تعلیم
۳۱	امام حماد فرزند امام اعظم	۱۲	شرف تابعیت
۳۳	حضرت امام مالک بن انس	۱۳	عبادت و ریاضت
۳۳	وضاحت	۱۳	شب بیداری و قرآن خوانی
۳۶	حضرت امام ابو یوسف	۱۵	خوف خدا
۳۸	قاضی القضاہ	۱۶	حسن سلوک
۳۹	عبادت	۱۷	اوصاف کمالیہ
۳۹	تلامذہ	۱۹	زیارت حبیب و خلیل
۳۹	وصال	۲۰	نگاہ مصطفیٰ ﷺ
۴۰	امام محمد بن حسن شیبانی	۲۰	حضرت داتا گنج بخش کا خواب
۴۰	عملی زندگی	۲۱	امام المسلمین

۵۹	امام شافعی کا امام اعظم سے توسل	۴۱	عہدہ قضا اور وصال
۶۰	امام ابوحنیفہ اور علم حدیث	۴۲	م زفر بن ہذیل
۶۱	امام اعظم کی خصوصیات	۴۳	امام عبداللہ بن مبارک
۶۲	اکابر اسلام کی تحسین	۴۵	ام داؤد طائی
۶۵	تطبیق احادیث	۴۶	سال
۶۶	امام ابوحنیفہ اور محدثین	۴۶	سیل بن عیاض
۶۶	ضابطہ جرح و تعدیل	۴۷	نرت ابراہیم بن ادہم
۶۹	حدیث اور قیاس	۴۷	رت بشر بن الحارث
۷۱	حدیث مصراة	۴۸	شفیق بلخی
۷۲	کتے کے جھوٹے کا بیان	۴۸	اسد بن عمرو
۷۵	منقبت	۴۹	کیج بن جراح
۷۶		۴۹	حسینی بن سعید
۷۷		۵۰	ثیبی بن زکریا
۷۸		۵۱	سار بن معسر
۷۹		۵۱	نص بن غیاث
۸۰		۵۲	ن بن زیادہ
		۵۳	مر بن کدام
		۵۴	ح بن دراج

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الائمہ سراج امتہ، رئیس الفقہاء والمجہدین، سید الاولیاء والمحدثین پیشوائے اصفیاء، مبشر مصطفیٰ، دعائے ترضی القصد نبوت و صحابیت کے بعد انسان میں جس قدر فضائل و محاسن پائے جاسکتے ہیں آپ ان امام اوصاف کے جامع و رہنما تھے۔ ولادت ۸۰ھ کوفہ، وصال ۱۵۰ھ بغداد شریف۔

نام و نسب: نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن یزدگرد بن

ہریار بن پرویز بن نوشیروان از فرزند ان حضرت اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ است بناء علیہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر جا کر آپ کی خاندانی نسبت نبی کریم ﷺ سے مل جاتی ہے۔ جو اس اعتبار سے آپ کی عظمت و رفعت پر دلالت کرتی ہے۔

دعائے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت اسماعیل بن حماد بن امام اعظم رضی اللہ

عالی عنہم سے روایت ہے کہ آپ کے دادا نعمان بن مرزبان کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے عمدہ مراسم تھے، ایک مرتبہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا سے آپ نے بے حد پسند فرمایا۔ جب ثابت پیدا ہوئے تو نعمان بن مرزبان آپ کے پاس لائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثابت اور ان کی اولاد کیلئے دعا فرمائی۔

حضرت اسماعیل بن حماد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توقع ہے کہ وہ دعا اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں قبول فرمائی ہے۔

ابوحنیفہ: حضرت فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی کنیت کے سلسلہ میں

ایک عجیب واقعہ درج فرماتے ہیں ایک مرتبہ چند عورتوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ جب مرد کو چار نکاح کرنے کی اجازت ہے تو پھر عورت کو کم از کم دو شوہر رکھنے کی اجازت کیوں نہیں؟

آپ نے فرمایا اس سوال کا جواب کسی اور وقت پر دوں گا، اسی اثناء میں گھر تشریف لائے آپ کی صاحبزادی جس کا نام حنیفہ تھا اس نے آپ کو متفکر دیکھا تو سبب پوچھا، آپ نے عورتوں کے سوال کرنے کی بابت بتایا اور کہانی الحائس اس کے جواب سے قاصر ہوں۔ صاحبزادی نے عرض کیا اگر آپ اپنے نام کے ساتھ میرے نام کو بھی شامل فرمائیں تو میں ان عورتوں کو جواب دے سکتی ہوں۔ آپ نے وعدہ فرمایا، دوسرے دن عورتوں کو بلایا گیا، صاحبزادی نے ہر ایک کو ایک ایک پیالی دی اور کہا ہر ایک اپنی پیالی میں اپنا اپنا دودھ ڈال دے، انہوں نے عمل کیا۔ صاحبزادی نے ایک بڑے پیالے میں ہر ایک کا دودھ ڈال دیا اور کہا اس پیالے سے اپنا اپنا دودھ الگ کرو! اس بات پر عورتوں نے کہا یہ تو ناممکن ہے۔ صاحبزادی نے فرمایا جب دو شوہروں کی شرکت سے تمہاری اولاد ہوگی تو تم کیسے بتا سکو گی کہ یہ اولاد کس شوہر سے ہے۔ اس جواب پر وہ عورتیں حیران رہ گئیں اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی دن سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار کی جسے اللہ تعالیٰ نے نام سے بھی زیادہ شہرت عطا فرمائی۔ مگر جمہور کے نزدیک یہ کہانی درست نہیں۔

بعض محققین نے آپ کی کنیت ابوحنیفہ کے معنوی مفہوم لئے ہیں: کسی نے لکھا ہے اس سے مراد "صاحب ملت حنیفہ" اور اس کا مطلب ہے "ادبان باطلہ سے اعراض کر گئے دین حق کو اختیار کرنے والا" اسی معنی سے یہ کنیت اختیار کی، ورنہ حنیفہ نام کی آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی (واللہ تعالیٰ اعلم)

بشارت نبی ﷺ: قرآن کریم میں بشارتوں کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے

بیداری اور خواب ہر دو حالتوں میں اولوالعزم صاحب مرتبت شخصیات کی آمد اور ظہور کی بشارتیں، فتح و نصرت کی خبریں اور پیشگوئیاں، مستقبل کے احوال کی نشاندہی اور ان پر نتائج کا مرتب ہونا آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہے بعینہ سید عالم نبی ؐ کی احادیث سے امت محمدیہ کی بعض جلیل القدر ہستیوں کے بارے میں اشارات بشارت کی صورت میں پائے جاتے ہیں جن میں سے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق بھی متعدد بشارتیں متحقق ہیں ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اسی مجلس میں سورہء جمعہ نازل ہوئی جب آپ نے اس سورہ کی آیت: وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ لِمَا يَلْحَقُوْا بِهِمْ، تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: حضور یہ دوسرے کون ہیں؟ جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے۔

حضور نے سکوت فرمایا! جب بار بار سوال کیا گیا تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر دست اقدس رکھ کر فرمایا: لو كان الايمان عند الشريالنا له رجال من هولاء، اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کی قوم کے لوگ اسے ضرور تلاش کر لیں گے۔ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض شاگردوں کے حوالے سے درج کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے استاذ یقین کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم ہیں کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پاسکا۔ بلکہ آپ کا مقام تو الگ رہا آپ

کے تلامذہ کے مقام و مراتب کو بھی آپ کے معاصرین میں سے کوئی شخص حاصل نہ کر پایا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کی اس بشارت کے مصداق ہیں اس کی تائید امام اولیا، عارف کامل قطبِ زمانہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کشف المحجوب میں بیان کردہ حکایت سے بھی ہوتی ہے ”کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ میں نے حضور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو کہاں تلاش کروں: فرمایا! عند علم ابی حنیفہ، علم ابوحنیفہ کے نزدیک! اس روایت سے تو یہ بھی مترشح ہے کہ ابوحنیفہ کنیت حضور ﷺ کی عطا فرمودہ ہے جیسا کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضور کے ارشادات کو کنیت کے طور پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے استعمال کیا اور آج تک اسی سے معروف ہیں، جیسے ابو تراب، ابو ہریرہ وغیرہما۔

شارح تحفہ نصاب تحریر کرتے ہیں کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ نے فرمایا ”سیاتی من بعدی رجل یحییٰ السنۃ ویمیت البدعة وهو نعمان بن ثابت، میرے بعد ایک ایسا آدمی آئے گا جو سنت کو زندہ اور بدعت کو ختم کرے گا اور وہ نعمان بن ثابت ہے۔

نیز ارشاد ہے ”سیاتی من بعدی رجل یعرف ویکنی بابی حنیفہ وهو سراج امتی“ عنقریب میرے بعد ایک ایسا آدمی آئے گا جو ابوحنیفہ کی کنیت سے معروف ہوگا اور وہ میری امت کا آفتاب ہے۔

تعلیم: حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی، ضروری تعلیم کے

بعد تجارت کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ مگر زہد و تقویٰ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا پھر آپ گوشہ نشینی کی راہ پر گامزن ہوئے تو خواب میں سید عالم ﷺ نے فرمایا! اے ابوحنیفہ! اللہ تعالیٰ نے تیری تخلیق میری

یہ محبت یکطرفہ نہیں تھی بلکہ آپ کے استاذ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے اس جوہر قابل حضرت امام اعظم سے نہایت درجہ الفت تھی۔ چنانچہ حضرت حماد کے صاحبزادے اسماعیل کا بیان ہے کہ ایک بار والد ماجد سفر پر گئے، کچھ دن باہر رہ کر واپس آئے تو میں عرض کیا! ابا جان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق ہے کہا! حضرت ابوحنیفہ کو! بیٹے کو گمان تھا والد ماجد میرا نام لیں گے مگر والد ماجد نے مزید فرمایا، اگر یہ ہو سکتا کہ کبھی نگاہ ان کے چہرہ سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا۔

چہ حسنت آنکہ در یک دم رخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بار در گرینم

شرفِ تابعیت: صحابیت کے بعد تابعیت سے بڑھ کر کوئی مقام مرتبہ نہیں اور

یہ شرفِ اعلیٰ ائمہء مجتہدین میں صرف آپ کو حاصل تھا تابعی اس خوش نصیب انسان کو کہتے ہیں جس نے رسول کریم ﷺ کے کسی صحابی کو دولتِ ایمانی کے ساتھ دیکھا ہو اور اس بات پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے اور ان سے ملاقات بھی ثابت ہے، کیونکہ امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے۔

حدائقِ حنفیہ میں ہے کہ آپ بیس صحابہ سے زیادہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے، کئی ایک کی زیارت کی اور بعض سے حدیث کو سماعت کیا امام قسطلانی شافعی علیہ الرحمۃ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تبع تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے، تعلق المجد میں منقول ہے کہ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر میں لکھا ہے امام ابوحنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھی پس بلاشبہ آپ طبقہء تابعین

میں سے ہیں۔

حضرت امام عسقلانی شارح بخاری نے کہا کہ تحقیق ابوحنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح سفر السعادة میں فیصلہ کن انداز میں تحریر فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ واقع میں یہ بات عقل سے بہت بعید ہے کہ امام کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ ﷺ موجود ہوں اور آپ ان کی ملاقات کا قصد نہ کریں حالانکہ اصحاب کا موجود ہونا اور امام کا ان شہروں میں جانا جہاں اصحاب تھے ثابت ہے اور امام کی زندگی سے بیس ۲۰ سال کی مدت اصحاب کے زمانہ میں گزری کیونکہ سو ۱۰۰ برس کے آخر تک صحابہ کا وجود ثابت ہے پس اصحاب ابوحنیفہ کا قول حق ہے ہیں کہ امام صاحب نے ایک جماعت صحابہ کو پایا ہے۔

یہ بات عقل سلیم کبھی باور نہیں کرے گی کہ آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہو اور ملاقات و زیارت کی خواہش پیدا نہ ہوئی ہو جب کہ مخبر صادق کا ارشاد ہے طوبی لمن رای و لمن رای من رانی۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنے شہر ہی میں صحابہ موجود ہوں اور پھر بے اعتباری کریں، کہ اتنے عرصہ میں ایک مرتبہ بھی ان کی خدمت سے مشرف نہ ہوں، نیز آپ کے والد ماجد بھی خدمت صحابہ میں نہ لے گئے ہوں، حالانکہ وہ نعمت تابعیت سے پوری طرح بہرہ مند تھے نیز قرن اول سے آج تک لوگوں کا دستور ہے۔ کہ اپنی اولاد کو دعائے برکت کے لیے صلحاء کے پاس ضرور لے جایا کرتے ہیں، جیسا کہ امام اعظم کے والد ماجد ثابت کو ان کے باپ دعائے برکت کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئے تھے، لہذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو رہی ہے کہ امام کو رویت صحابہ کے باعث تابعیت کا شرف نصیب تھا، حاسد اور متعصب یا جاہل کے سوا کوئی انکار نہیں کر سکتا آپ کی آٹھ صحابہء اکرام سے ملاقات متحقق ہے جن میں سے بعض کے اسماء گرامی

تحریر کئے جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوالطفیل عامر بن وائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤخر الذکر مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے جن کا وصال ۱۰ھ میں ہوا جبکہ امام ابوحنیفہ نے والد ماجد کے ہمراہ پہلا حج ۸۶ھ میں کیا، چونکہ یہ بات تو اتر سے ثابت ہے کہ آپ نے زندگی میں پچپن ۵۵ حج کیے تو یقیناً حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ میں پندرہ بار حج و زیارت کیلئے آنا ہوا، تو بلاشبہ ان کی خدمت میں متعدد بار حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

عبادت و ریاضت: حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کرتے ہیں جب میں کوفہ پہنچا تو اہل کوفہ سے دریافت کیا یہاں سب سے پارسا کون ہے، لوگو! نے کہا ابوحنیفہ انہیں کا قول ہے کہ مارایت احد اور ع من ابی حنیفہ میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ پارسا کوئی نہیں دیکھا۔

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے زمانہ میں کوئی آدمی مکہ مکرمہ میں سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

ابو مطیع کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں، رات کی جس گھڑی میں بھی طواف کو حضرت ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری کو طواف میں مصروف پایا۔

شب بیداری و قرآن خوانی: حضرت یحییٰ بن ایوب زاہد کا قول

ہے کہ کان ابوحنیفہ لا ینام اللیل، حضرت ابوحنیفہ شب بیدار تھے۔ حضرت عمرو کا بیان ہے کہ ابوحنیفہ رات کی نماز میں ایک رکعت میں مکمل قرآن ختم کر دیتے تھے، اور ان کی گریہ زاری سے



پڑوسیوں کو رحم آتا تھا، انہیں کا قول ہے جہاں امام اعظم کا وصال ہوا اس جگہ پر آپ نے سات ہزار بار قرآن کریم ختم کیے تھے۔

حضرت معسر بن کدام کا قول ہے کہ میں ایک رات مسجد میں داخل ہوا تو کسی کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنائی دی، جس کی شیرینی دل میں اثر کر گئی، جب ایک منزل ختم ہوئی تو مجھے خیال ہوا، اب رکوع کریں گے، مگر انہوں نے ایک تہائی پڑھا اسی طرح پڑھتے رہے حتیٰ کہ ایک ہی رکعت میں قرآن کریم ختم فرمایا، میں نے جب قریب جا کر دیکھا تو وہ ابوحنیفہ تھے

خوفِ خدا: یزید بن الکیمیت و کان من خیار الناس، جو برگزیدہ لوگوں میں سے

تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوحنیفہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شدید خوف تھا، ایک رات امام نے عشاء کی نماز میں سورت اذان لزلت پڑھی، ابوحنیفہ جماعت میں تھے، جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے تو میں نے دیکھا ابوحنیفہ فکر میں غرق ہیں، تنفس جاری ہے میں نے دل میں کہا چپکے سے چلا جاؤں تاکہ ان کے شغل میں خلل نہ آئے چنانچہ میں قندیل روشن چھوڑ کر چلا آیا اس میں تیل کم تھا، طلوع فجر کے وقت جب میں پھر آیا دیکھا ابوحنیفہ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے ذرہ بھرنیکی کا اچھا بدلہ دینے والے اور ذرہ بھر برائی کا بدلہ دینے والے اپنے بندہ نعمان کو آگ سے بچاؤ اور اپنی رحمت کی فضا میں داخل کیجیو۔ میں نے اذان دی آ کر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا قندیل لینا چاہتے ہو۔ میں نے کہا میں صبح کی اذان دے چکا ہوں۔ آپ نے کہا جو دیکھا ہے اسے چھپانا۔ یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں اور بیٹھ گئے میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے ہمارے ساتھ صبح کی نماز اول شب کے وضو کے ساتھ پڑھی۔

حضرت زائدہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ابوحنیفہ کے ساتھ عشاء کی نماز مسجد

میں پڑھی، آدمی نماز پڑھ کر چلے گئے آپ کو معلوم نہ ہوا کہ میں مسجد میں ہوں، حالانکہ تنہائی میں، میں ان سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا آپ کھڑے ہو کر نوافل میں قرآن پڑھنے لگے، میں انتظار میں سنتا رہا فارغ ہوں تو مسئلہ پوچھوں آپ قرآن پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے

”فَمِنَ اللَّهِ عَلَيْنَا وَوَقْنَا عَذَابَ السَّمُومِ“

تو اس آیت کو بار بار دہرانے لگے اور اسی آیت کی تکرار میں صبح ہو گئی یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دے دی۔

حُسنِ سلوک: حضرت قیس بن ربیع کا بیان ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیزگار، فقیہ اور اور محسود خلاق تھے، ان کے ہاں جو بھی کوئی حاجت مند جاتا اس کے ساتھ بہت عمدہ سلوک فرماتے، بھائیوں کے ساتھ بکثرت احسان فرماتے، مال تجارت بغداد بھیجتے، اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے سالانہ منافع جمع کر کے شیوخ، محدثین کیلئے ضرورت کی چیزیں خریدتے، خوراک، لباس غرضیکہ جملہ ضروریات کا انتظام کرتے اور جو روپیہ بچتا وہ نقد جملہ سامان

کے ساتھ یہ کہہ کر ان کی خدمت میں بھیجتے کہ ”انفقوا علی حوائجکم ولا تحمدوا الا اللہ فانی ما اعطیکم من علیٰ شیئاً ولا کن من فضل اللہ علیٰ فی کم و هذا ارباح بضائکم“ اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تعریف نہ کرو، اس لیے کہ میں نے اپنے مال میں سے تمہیں کچھ نہیں دیا، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو تمہاری وجہ سے مجھ پر ہوا، یہ تمہاری قسمت کا نفع ہے، یہ وہ فیض ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں تمہیں پہنچانا ہے، اور یہ ظاہر بات ہے کہ جو اللہ تعالیٰ بخشے اس میں دوسرے کی قوت کا کیا دخل ہو سکتا ہے“

حضرت امام ابو یوسف کا بیان ہے آپ ہر سائل کی حاجت پوری فرماتے اور درباری عطیات سے ہمیشہ بچتے رہے خلیفہ منصور نے انہیں مختلف اوقات میں تیس ہزار درہم دیے، انکار میں برہمی کا اندیشہ تھا، آپ نے فرمایا امیر المؤمنین میں بغداد میں غریب الوطن ہوں، اجازت دیجئے کہ خزانہ شاہی میں یہ رقم میرے نام سے جمع ہوتی رہے۔ منصور نے منظور کیا، وفات تک یہ رقم خزانے میں رہی، بعد وفات جب منصور نے یہ حال سنا اور یہ بھی سنا کہ امام صاحب کی حفاظت میں لوگوں پچاس ہزار درہم امانت کے تھے جو بعد وفات بکنہ واپس کر دیئے گئے تو اس نے کہا ابو حنیفہ میرے ساتھ چال چل گئے۔

آپ کی امانت داری بھی مسلم تھی، حضرت وکیع کا قول ہے کہ کان واللہ ابو حنیفہ عظیم الامانۃ وکان فی قلبہ جلیلا وکبیراً، خدا کی قسم ابو حنیفہ بڑے امین تھے، اللہ تعالیٰ کی جلالت و کبریائی ان کے دل میں بھری ہوئے تھے، جب وہ اپنے بال بچوں کے کپڑے بناتے تو قیمت کے برابر صدقہ کر دیتے اور جب وہ خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کے برابر علماء مشائخ عظام کے لیے لباس تیار کراتے، جب کھانا سامنے آتا تو اپنی خوراک کی مقدار سے دو نازکال کر کسی محتاج کو دے دیتے۔

معاملات میں صفائی و ایمان داری اس واقعہ سے معلوم ہو رہی ہے کہ ایک بار کپڑے کے تھان میں نقص تھا اپنے شریک حفص کو ہدایت کی کہ جب یہ تھان بیچو تو اس کا عیب جتا دینا۔ وہ بھول گئے سارے تھان بک گئے یہ بھی یاد نہ رہا کہ عیب والا تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا، جب امام صاحب کو معلوم ہوا تو سارے تھانوں کی قیمت خیرات کر دی۔

اوصاف کمالیہ:

حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت سفیان ثوری سے کہا اے ابو عبداللہ حضرت ابو حنیفہ غیبت سے کس قدر دور بھاگتے ہیں، میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے نہیں سنا! واللہ ابو حنیفہ کی عقل اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ اپنی نیکیوں پر ایسی بلا مسلط کریں جو ان کو تباہ کر دے، حضرت علی بن عاصم کا بیان ہے کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل روئے زمین کے آدھے آدمیوں کی عقل سے تولی جائے تو اس کا پلہ بھاری ہوگا

حضرت خارجہ بن مصعب نے ایک موقع پر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کے سلسلہ میں کہا کہ میں نے ایک ہزار علماء دیکھے ان میں تین چار عاقل پائے ان میں سے ایک ابو حنیفہ ہیں۔

یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے بہت سے آدمی دیکھے مگر کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ عاقل زیادہ فاضل اور زیادہ پارسا نہیں پایا۔

محمد بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ کی عقل ان کے کلام، ارادہ اور نقل و حرکت سے ظاہر ہوتی ہے۔ کان ابو حنیفہ یتبین عقله من منطقه و مشیتہ و مدخلہ و مخرجہ:

ایک بار حضرت امام اعظم خلیفہ منصور کے پاس گئے آپ کے مخالف حاجب ربیع نے کہا کہ ابو حنیفہ حاضر ہیں جو خلیفہ کے دادا عبداللہ بن عباس کی مخالفت کرتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ قسم کھا کر انسان اگر ایک دو دن کے بعد استثناء کر دے تو جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں، وہی استثناء جائز ہوگا جو قسم کے ساتھ ساتھ کیا جائے امام اعظم نے فرمایا: امیر المؤمنین! ربیع کا خیال فاسد یہ ہے کہ آپ کی فوج پر آپ کی بیعت کی پابندی نہیں، اس لیے کہ وہ آپ کے سامنے عہد کرتے

ہیں۔ اور گھر جا کر استثناء کر لیتے ہیں لہذا بیعت کا حلف باطل ہو جاتا ہے منصور یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا بیعت! ابوحنیفہ کے منہ مت لگ، باہر نکل کر بیعت کی شکایت کی کہ تم نے تو میرا خون ہی بہا دیا تھا امام اعظم نے کہا تم نے میرے قتل کا سامان کیا تھا، میں نے تمہیں بھی بچایا اور اپنی بھی جان بچائی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن عمارہ کو میں نے ابوحنیفہ کی رکاب تھامے یہ کہتے ہوئے سنا۔ واللہ ہم نے کوئی انسان نہیں دیکھا جو فقہ میں آپ سے زیادہ بالغ النظر ہو، زیادہ صابر ہو یا زیادہ حاضر جواب ہو۔ آپ اپنے وقت کے مسلم پیشوا ہیں۔

زیارت حبیب و خلیل: کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری

رحمہ اللہ تعالیٰ رقم فرماتے ہیں کہ ”حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت نوفل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ نے وفات پائی تو میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور مخلوقات حساب و کتاب کے مقام پر حاضر ہے۔

حضرت سید یوم النشور ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ حوض کوثر پر جلوہ افروز ہیں اور آپ کے بائیں جانب بہت سے مشائخ حاضر ہیں ایک معمر بزرگ کو دیکھا جو بہت خوبصورت ہیں۔ آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور وہ اپنے رخسار حضور ﷺ کے رخ اقدس پر رکھے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی حضرت نوفل بن حیان کھڑے ہیں، انہوں نے جیسے ہی مجھے دیکھا، میری طرف آئے اور میں نے ان سے پانی طلب کیا تو انہوں نے کہا ساقی کوثر سے اجازت لے لوں معافی کریم ﷺ نے انگلی سے اشارہ فرما کر پانی دینے کا حکم دیا، میں نے پانی پیا اور جو میرے ساتھی تھے انہیں پلایا، مگر وہ پیالہ جس سے پانی پیا تھا بدستور بھرا رہا، کچھ کم نہ ہوا۔

میں نے حضرت نوفل سے پوچھا یہ سفید بالوں والے بزرگ جو حضور ﷺ کے دائیں

جانب کھڑے ہیں کون ہیں؟ فرمایا! یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور بائیں جانب جو کھڑے ہیں وہ صدیق اکبر خلیفۃ الرسول ﷺ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس طرح میں پوچھتا رہا اور اپنی انگلیوں پر گنتا رہا حتیٰ کہ سولہ بزرگوں کو میں نے گنا جب بیدار ہوا تو سولہ عدد پر میری انگلی میں گرہ کے نشان تھے۔

نگاہِ مصطفیٰ ﷺ: حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں

کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ”این اطلبک قال عند علم ابی حنیفہ“ میں حضور کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا ابوحنیفہ کے علم کے پاس۔

داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کا خواب: امام الاولیا حضرت داتا گنج

بخش علی بن عثمان ہجویری لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ ”میں ایک بار شام میں حضرت بلال مؤذن رسول اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر ہانے سو رہا تھا کہ اپنے آپ کو مکہ مکرمہ میں پایا اسی خواب میں نے دیکھا سرکارِ مدینہ ﷺ باب، بنی شیبہ سے تشریف لارہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں۔

میں فرط محبت سے دوڑا اور حضور ﷺ کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب

میں تھا کہ یہ معمر شخص حضور پر نور ﷺ کے اتنے محبوب کیوں ہیں، معا حضور ﷺ میرے تعجب کو نور

نبوت سے بھانپ گئے، مجھے فرمانے لگے یہ تیرا اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے، یعنی ابوحنیفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مجھے اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ قوی امید ہے، اور میرے شہر

والے بھی بالخصوص امیدوار ہیں، اس خواب سے میرا یہ بھی خیال صحیح ہو گیا کہ حضرت امام اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ انہی پاک ہستیوں میں سے تھے جو اوصاف طبع سے فانی اور احکام شرع کے ساتھ باقی

وقائم ہیں اس لئے کہ انہیں چلانے والے حضور سید یوم النشور ﷺ ہیں۔ اگر آپ خود چلتے تو باقی القف ہوتے، باقی الصفتہ یا مخطی ہوتا ہے یا مصیب اور جب حضور ﷺ ان کے قائد ہیں تو فانی الصفتہ ہوئے اور نبی صفت بقاء سے قائم ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر سے صدورِ خطانا ممکن ہے اور جو اس ذات کے ساتھ قائم ہے اس سے بھی خطا نہیں ہو سکتی، یہ درحقیقت ایک نہایت لطیف رمز ہے۔

امام المسلمین : تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنه حضور سید عالم ﷺ کی زیارت کیلئے جب مدینہ منورہ پہنچے اور آپ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوتے تو آپ نے عرض کیا!

السلام علیک یا سید المرسلین

روضہ انور سے جواب آیا وعلیک السلام یا امام المسلمین

گویندہ گاہ بطوافِ روضہ منور رسول اللہ ﷺ میرے بغتے السلام علیکم یا

رسول اللہ جواب آدے وعلیک السلام یا امام المسلمین،

کہتے ہیں آپ جب بھی روضہ انور پر حاضری دیتے اور سلام عرض کرتے السلام علیک

یا رسول اللہ تو روضہ انور سے آواز آتی وعلیکم السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے امام تجھ پر بھی

سلام ہو۔

قرآن کریم میں ہے

إِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

(اے میرے حبیب) جب بھی میری آیات پر ایمان رکھنے والے آپ

کے دربار میں حاضر ہوں تو آپ انہیں السلام علیکم کہیے، خوش بخت ہیں وہ حضرات جو قرآن کریم پر

صحیح ایمان رکھتے ہیں بارگاہ، رسول کریم ﷺ میں حاضر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سلام کی نعمت عظمیٰ سے نوازے جاتے ہیں مگر ان کی فیروز بخشی کا کہنا جو اپنے کانوں سے حضور سید، عالم ﷺ کی آواز مبارک سماعت کرتے ہیں اور یہ سعادت بدرجہ اتم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل رہی۔

بصیرت و فراست: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ

تعالیٰ فتاویٰ رضویہ جلد اول میں مختلف مقامات پر تحریر فرماتے ہیں۔

اولیا کرام فرماتے ہیں کہ امام اعظم و امام ابو یوسف سرداران اہل کشف و مشاہدہ ہیں، امام شعرانی اپنے مرشد ارشد حضرت سید علی خواص شافعی سے راوی ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے مدارج اتنے دقیق ہیں کہ اکابر اولیا کشف کے سوا کسی کے علم کی رسائی وہاں تک معلوم نہیں ہوتی، فاضل بریلوی مزید رقم فرماتے ہیں کہ ”امام اہل مشاہدہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”ماء مستعمل نجاست غلیظہ ہے کیونکہ وہ اسے انہیں گناہوں سے لٹھڑا ہوا دیکھتے تھے، تو انہیں اس حکم کے سوا کیا گنجائش ہوتی، آدمی آنکھوں سے دیکھی بات کیسے رد کر دے، امام عبدالوہاب قدس سرہ میزان الشریفہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ امام ابو حنیفہ کے مدارک باریک ہیں، قریب ہے کہ ان پر مطلع نہ ہوں مگر اکابر اولیا اہل مشاہدہ، امام اعظم لوگوں کے وضو کو دیکھتے تو ان کے گناہوں کو بعینہ پہچان لیتے جو دھل کر پانی میں گرتے اور جدا جدا جان لیتے کہ یہ دھون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا نیز فرمایا ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ جامع مسجد کوفہ کے حوض پر تشریف لے گئے، ایک جوان وضو کر رہا تھا اور اس کا پانی جو ٹپکا، امام ابو حنیفہ کی اس پر نظر پڑی تو فرمایا! بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر، چنانچہ اس نے اپنے

والدین کی ایذا رسانی سے توبہ کی، ایک اور شخص کا غسل کا بہتا ہوا پانی) دیکھ کر فرمایا! بھائی
زنا سے توبہ کر اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں، ایک شخص کا غسل دیکھ کر فرمایا! شراب پینے سے توبہ
کرو، وہ تائب ہوا۔

حاضر جوابی: ایک مرتبہ آپ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ دین مبین اس شخص

کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے جو کہتا ہے:

خدا کا مجھے ڈر نہیں، دوزخ کا کوئی خوف نہیں، بہشت سے کوئی توقع نہیں رکھتا،
یہودیوں اور عیسائیوں کے قول کو سچا جانتا ہوں، بغیر ذبح کیے گوشت کھاتا ہوں، بلا رکوع و سجود نماز
پڑھتا ہوں، فتنہ کو دوست رکھتا ہوں، جھوٹ سے مجھے محبت ہے، حق سے مجھے نفرت ہے، کیا
ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر ہے؟

جن علماء کے سامنے یہ استفتاء پیش ہوا انہوں نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا اور کہا کہ اس
میں کوئی بات مسلمانوں والی نہیں، مگر جب یہی مسئلہ امام اعظم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے بغور
ملاحظہ فرماتے ہی جواب دیا کہ میرے نزدیک ایسا شخص پکا مسلمان ہے اور اس کی ان باتوں سے
مراد یہ ہے۔

ہمیشہ ظالم کے ظلم کا ڈر ہوتا ہے چونکہ وہ شخص خدا کو ظالم نہیں سمجھتا، عادل سمجھتا ہے اس
لئے وہ کہتا ہے کہ مجھے ڈر نہیں، دوزخ کو مضر بالذات نہیں سمجھتا اس میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ خدا
کے حکم سے ہوتی ہے اس لئے وہ کہتا ہے مجھے دوزخ سے کوئی خوف نہیں،
بہشت چونکہ اپنے طور پر کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ حکم الہی کے تابع ہے اس لئے
وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے بہشت سے کوئی توقع نہیں۔ وہ خدا سے توقع رکھتا ہے۔

یہودیوں کے قول قالت اليهود لیست النصارى علی شیء، یعنی عیسائی کچھ نہیں اور عیسائیوں کے قول قالت النصارى لیست اليهود علی شیء یعنی یہودی کچھ نہیں ان دونوں کے اقوال کو جو ایک دوسرے کے حق میں کہتے ہیں وہ سچا سمجھتا ہے کہ واقعی وہ دونوں کچھ نہیں بغیر ذبیحہ کے گوشت کھانے سے مراد اس کی مردہ مچھلی کا گوشت ہے۔

بغیر رکوع و سجود نماز پڑھنے سے اس کی مراد نماز جنازہ ہے۔

فتنہ کو دوست رکھنے سے مراد مال و اولاد کو دوست رکھنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہے۔ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں۔

جھوٹ سے محبت کرنے سے مراد دنیا سے محبت ہے کہ: الدنیا زور دنیا جھوٹی ہے۔

حق سے نفرت کرنے سے مراد موت سے نفرت ہے ”جو حق ہے“ بہر حال وہ شخص

مسلمان ہے اس میں کفر کی کوئی بات نہیں، سب علماء نے آپ کا یہ فیصلہ پسند کیا۔

ایک شخص نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح دوسرے شخص کے دو بیٹوں سے کیا، دوسرے روز

دعوتِ ولیمہ میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماء کرام کو بھی اس نے مدعو کیا، اسی اثناء میں

لڑکیوں کا باپ پریشانی کے عالم میں علماء کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ہم لوگ بڑی مصیبت میں پڑ

گئے ہیں کہ رات غلطی سے دلہنیں بدل گئیں بڑے کی دلہن چھوٹے کے ہاں اور چھوٹے کی بڑے

کے کمرے میں غلطی سے چلی گئی، صبح غلطی کا علم ہوا، فرمائیے اب کیا ہو؟

حضرت سفیان نے کہا! کوئی مضائقہ نہیں وطی بالشبہ ہے دونوں بھائیوں پر صحبت کی وجہ

سے مہر واجب ہو گیا اور آج دونوں بہنیں اپنے اپنے خاوندوں کے پاس چلی جائیں۔ حضرت امام

اعظم خاموش تھے۔ حضرت معمر نے آپ سے کہا آپ فرمائیے سفیان نے کہا اور کیا کہیں گے

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس دونوں لڑکوں کو آؤ۔ چنانچہ دونوں لڑکے

لائے گئے آپ نے ہر ایک سے پوچھارات تم جس عورت کے پاس رہے ہو تم کو پسند ہے، دونوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تم دونوں اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو اور جس کے پاس جو عورت سوئی ہے وہ اس کے ساتھ نکاح کرے۔ چنانچہ اس جگہ ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو طلاق دے دی اور چونکہ اپنی بیوی سے کسی نے بھی صحبت نہ کی تھی اس لئے عدت تو ان پر واجب ہی نہ تھی، لہذا اسی مجلس میں ہی ان کا نکاح بھی ہو گیا۔

وصال: کتاب جامع الاصول میں ہے کہ اگر ہم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

فضائل مناقب بیان کرنا چاہیں تو دفاتر لکھنے کے باوجود اپنے اصل مقصد تک نہ پہنچ سکیں گے۔ آپ کے حق میں اقوال مختلفہ بیان ہو چکے، جن سے آپ کی جلالت قدر اور پاکیزگی ظاہر ہوتی ہے اور آپ کی پاکبازی پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو تمام جہاں میں مشتہر کر دیا ہے اور آپ کے علم سے زمین کو بھر دیا ہے، لوگوں نے آپ کے مذہب پر عمل کرنے اور آپ کے قول و فقہ پر عمل کو اپنا معمول بنا لیا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی مخفی راز نہ ہوتا اور رضائے الہی شامل حال نہ ہوتی تو اہل اسلام آپ پر جمع نہ ہوتے اور آپ کی تقلید نہ کرتے نیز آپ کی رائے پر عمل کرنے اور آپ کے مذہب کی پیروی کرنے کے قریب نہ جاتے، آج تک یہ عمل در آمد ہوتا چلا آ رہا ہے، یہ آپ کی صحت مذہب اور عقیدہ کی صداقت کی دلیل ہے۔

بعہد خلیفہ منصور بغداد شریف بحالت قید وصال فرمایا، بوقت وصال سجدہ میں تھے

وصال کا باعث منصور کی طرف سے عہدہ قضا کو قبول نہ کرنا تھا، خلیفہ نے متعدد بار آپ کو قضا کے عہدہ پر فائز کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے ہر بار اعراض فرمایا حتیٰ کہ اس نے آپ کو قید کر دیا اور روزانہ دس درے سزا دی جاتی یہاں تک کہ آپ کا آب و دانہ بھی بند کر دیا گیا۔ دسویں روز آپ

نے نہایت الحاح و زاری سے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: یا الہ العالمین! مجھے اپنی پناہ عطا فرما، اس دعا کے بعد پانچویں روز خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ آپ ۴ شعبان المعظم ۱۵۰ھ کو اس دارفانی سے راضی بقا ہوئے۔ آپ کے وصال کی خبر سن کر سارا بغداد اٹھ آیا قید خانے سے باہر تشریف لائے گئے تو قاضی حسن بن عمارہ نے غسل دیا، ابورجاء عبداللہ بن واقدی نے پانی بہایا، جب غسل سے فارغ ہوئے تو حضرت حسن نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اے ابوحنیفہ! آپ نے چالیس برس تک افطار نہ کی چالیس برس میں رات بھر پہلو پر آرام نہ کیا، واللہ آپ فقیہ اعظم تھے، سب سے بڑے عابد و زاہد تھے، آپ میں تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ نے جمع کر دی تھیں، آپ نے اپنے جانشینوں کو مایوس کر دیا کہ وہ تمہارے درجہ کو پہنچ سکیں، علامہ ابن حجر مکی بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا علم کی رونق ۱۵۰ھ میں اٹھ جائے گی امام شمس الدین کردی نے فرمایا: اس حدیث سے مراد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ ان کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔

نمازِ جنازہ میں پہلی مرتبہ پچاس ہزار افراد شریک ہوئے لیکن لوگوں کی آمد کا سلسلہ بدستور جاری رہا حتیٰ کہ چھ مرتبہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی مقبرہ خیزراں جو عباسی خاندان کے خلفاء کیلئے مخصوص تھا اس میں آپ کو دفن کیا گیا، خیزراں ہارون رشید کی والدہ کا نام تھا۔ یہ قبرستان اسی سے منسوب تھا۔ مشہور ہے کہ ساڑھے سات لاکھ مسلمانوں نے مجموعی طور پر آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ (تابش قصوری)

آپ کے وصال پر تابعین و تبع تابعین، محدثین و فقہاء، علماء، ائمہ اکرام خاص و عام نے بڑے غم و الم کا اظہار کیا محدث ابن جریر جو مدینہ منورہ میں مقیم تھے جب انہوں نے آپ کے وصال کی خبر سنی تو پکاراٹھے آج سب سے بڑا عالم جاتا رہا۔ شعبہ بن الحجاج جو آپ کے شیوخ میں

سے تھے فرمانے لگے! آج کوفہ میں اندھیرا چھا گیا، حضرت عبداللہ بن مبارک جو آپ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوئے قبر پر حاضر ہوئے اور نہایت رقت کے عالم میں کہا! اے ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے ابراہیم نے وصال فرمایا تو اپنا جانشین چھوڑ گئے افسوس کہ آپ گئے ہیں تو تمام دنیا میں کسی کو اپنا جانشین نہ چھوڑا،

بیان کرتے ہیں کہ آپ کے دفن کے بعد تین راتیں یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ ذہب

الفقه فلا فقیہ لکم فاتقوا اللہ و کونوا خلفامات نعمان فمن هذا الذی یحیی اللیل اذا ما استجفا: یعنی فقہ رخصت ہو گئی اور تمہارے لئے کوئی فقیہ نہیں، پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کی نیابت اختیار کرو۔ افسوس! نعمان وصال کر گئے اب کون شخص ہے جو رات کو زندہ رکھے گا جب وہ تاریک ہو جاتی ہے۔

مزار مبارک: حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک شرف الملک

ابوسعید محمد بن منصور خوارزمی نے ۴۵۹ھ میں تعمیر کرایا اور ایک نہایت خوبصورت بلند و بالا گنبد بنوایا جب تعمیر کے مراحل طے ہوتے تو ابوسعید بڑی شان و شوکت سے اعیان و ارکان دولت کو ساتھ لے کر حاضر ہوا اس وقت ابو جعفر مسعود بیاضی نے درج ذیل قطعہ تصنیف کیا۔

الم تر ان العلم کان مبردا مجمعہ هذا المغیب فی اللحد

کذلک کانت هذا الاض میتة فانشرها فعل العمید ابی سعد

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی گجراتی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے سفر نامہ

میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس سے متعلق درج فرماتے ہیں..... سب

سے پہلے ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر گئے جو محلہ باب

الشیخ سے قریباً آٹھ کلومیٹر دور ہے دجلہ کے پل کے اسی طرف واقع ہے اس محلہ کا نام اعظمیہ ہے اور یہاں کے باشندوں کو اعظمین کہتے ہیں وقت مغرب قریب ہے امام اعظم کا مزار پر انوار دیکھ کر حیرت ہوئی، لب سڑک کمان نما دیوار ہے تین کمائیں بہت شاندار ہیں اندر وسیع صحن ہے جس کے کنارے پر شاندار ٹاور لگا ہے جو بہت اونچا ہے۔ اس میں چو طرف گھڑیاں نصب ہیں جو دور سے نظر آتی ہیں دوسرے کنارے پر مینارہ ہے جس پر گول دائرہ کی شکل میں ٹیوبیں نصب ہیں مینار کی کلغی پر نیلی ٹیوبوں سے بہت جلی حروف میں (کلمہ) اللہ بنایا گیا۔

اس دائرہ اور اس نقش کی روشنی سے دل منور، ایمان تازہ ہوتا ہے کئی دروازے طے کر کے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار تک پہنچنا ہوتا ہے مزار پر انوار کے گرد چاندی کا کٹھرا ہے جس میں امام اعظم کی قبر شریف ہے، یہ قبر انور جس حال میں ہے وہ کمرہ بہت وسیع اور نہایت خوبصورت ہے، کیوں نہ ہو! یہ امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامتہ امام اعظم کا مزار عالی ہے۔ یہ مزار قبول دعا کیلئے اکسیر ہے اس مزار پر حضرت امام شافعی اپنی حاجت روائی کیلئے آتے رہے قبر انور میں ایسی جاذبیت ہے کشش ہے کہ وہاں پہنچ کر ہٹنے کو دل نہیں کرتا زائرین کا ہجوم لگا رہتا ہے کسی عالم کی قبر اس قدر شاندار اور مرکز انور، مرجع خلائق میں نہ دیکھی تھی۔ فاتحہ پڑھی، وقت کم تھا بادل نخواستہ بعد دعا و فاتحہ روانہ ہوئے برابر میں بائیں جانب ایک بڑا قبرستان ہے اس کے آخری کنارہ پر حضرت شبلی رحمہ اللہ کا مزار شریف ہے وہاں فاتحہ پڑھی فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ امام اعظم کے مزار شریف سے مغرب کی اذان ہوئی، ہم جلد ہی امام اعظم کے مزار پر پھر پہنچے۔ الحمد للہ باجماعت نماز پڑھی، بہت بری بڑی سات صفیں تھیں سب نمازی حنفی تھے بعد مغرب ہم دجلہ کے پل پر گئے اس پل کو اب جسرائمہ کہا جاتا ہے (سفر نامے ۱۰۹)

عجیب اتفاق: اہل سنت و جماعت کی یہ دو جلیل القدر شخصیتیں سیدنا امام

اعظم اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی شہرت کا آفتاب ہر زمانہ میں نصف النہار پر چمکتا آ رہا ہے دونوں کا خاندانی تعلق حضرت سیدنا خلیل علیہ السلام سے جا ملتا ہے علی الترتیب ایک حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں تو دوسرے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح عظیم

علیہ السلام کی پشت مبارک سے ہیں اور دونوں ہی شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت میں امت، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہادی و راہنما ہیں اور جن دو محلوں میں آسودہ خاک ہیں اس خطہ کا نام کاظمین یعنی اعظمین شریفین ہے۔ تاریخ کا یہ بھی کارنامہ یاد رکھنے کے قابل ہے سیدنا ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا پیدائشی وطن عراق (بابل) اور شہر بغداد ہے جس کو اس وقت اُر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ان پاک ہستیوں کے فیوض و برکات سے ہمیشہ نوازتا رہے اور

صراطِ مستقیم کے ان راہنماؤں کے نقشِ قدم پر سدا گامزن رکھے۔ اور ظالموں بے دینوں

امریکیوں اور دیگر کفار کی دست برد سے جلد آزادی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہ و یس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین

تابشِ قصوری

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ

خواجہ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات ظاہری تک جمیع علوم و عرفان کا مصدر و منبع رہے اور تمام مسائل زندگی کا حل قرآن کریم اور اپنے ارشادات عالیہ (وحی غیر متلو) سے فرماتے رہے حضور کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرآن و حدیث مصطفیٰ اور اپنی لامحدود قوت تفقہ سے زندگی کے مسائل کی الجھنوں کو سلجھاتے رہے، بالخصوص سیدنا فاروق اعظم سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے فقہ کے میدان میں خوب خوب جوہر دکھائے اور افضل ترین فقہائے امت میں شمار ہوئے، پھر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور فتوحات بلاد و ممالک میں اضافہ ہوتا گیا وہاں کے ماحول و حالات سے نئے نئے مسائل پیدا ہوئے جنہیں زیادہ تر قرآن و سنت اور آثار صحابہ کی روشنی میں حل کیا جانے لگا، پھر مسائل میں کچھ پیچیدگیاں نظر آئیں تو علمائے فقہ بالخصوص سیدنا امام اعظم، سیدنا امام مالک، سیدنا امام شافعی اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے ایسے مسائل کا حل ڈھونڈا اور امت مسلمہ کی حلال و حرام کے معاملات میں خوب رہنمائی فرمائی۔

ان حضرات میں سب سے زیادہ فقہ اور قرآن و سنت اور آثار صحابہ کے عین مطابق مذہب حنفی ہے جس کے بانی حضور سیدنا امام الائمہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں آپ دنیا کے افقہ ترین انسان تھے جنہیں مشرق و مغرب کے فقہاء نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ مغرب کے مشہور ترین اہل علم ہالن Hollan، ون فیلڈ Win Field اور سامن Salmon نے آپ کی بے مثال فقاہت، ذہانت و فطانت کے پیش نظر آپ کے حلال و حرام کے معاملے میں انسانیت کا سب سے بڑا محسن قرار دیا ہے اور آپ کی قوت فیصلہ کی بے پناہ تعریف کی ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات خود تو مزرع امت کیلئے ابر کرم کی حیثیت رکھتی تھی لیکن آپ نے اپنے تلامذہ کو بھی اس قابل بنا دیا کہ وہ بھی کشتِ امت کی آبیاری کرتے رہے۔ یوں تو حضرت کے تلامذہ ہزاروں ہیں لیکن یہاں ان مشاہیر کا ذکر کیا جائے گا جن کا تذکرہ کتب سیر میں بار بار اور تو اتر کے ساتھ آتا ہے اور جنہوں نے دنیائے فقہ میں اپنی خداداد ذہانت و فطانت کے بل بوتے پر اپنا اور اپنے استاذ کا لوہا منوایا۔ ذیل میں سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند ایسے ہونہار اور نامور تلامذہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے جو فقہ اور علم حدیث کے امام تسلیم کئے گئے ہیں۔

حضرت امام حماد رحمہ اللہ تعالیٰ جگر گوشہ امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حماد بن امام اعظم رضی اللہ عنہ بلند پایہ فقیہ، تقویٰ و پرہیزگاری، فضل و کمال، علم و دانش اور جو دو سخا میں اپنے والد ماجد کا عکس جمیل تھے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعلیم و تربیت نہایت اہتمام سے فرمائی، مشہور ہے کہ الحمد کے ختم پر آپ نے ان کے ایک استاذ صاحب کو ایک ہزار درہم عنایت فرمائے۔

ابتدائی تعلیم کے بعد حضرت امام حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث و فقہ کی تحصیل والد ماجد سے کی اور اس میں کمال مہارت پیدا کی جب امام اعظم نے اپنے اس لائق اور ہونہار لخت جگر کو علوم و فنون میں کامل پایا تو مسند افتاء پر متمکن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپ نے نہ صرف فتویٰ نویسی کے اہم فریضہ کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا بلکہ تدوین کتب فقہ میں بھی

۱: الموافق احمد المکی ۵۶۸: الامام، مناقب الامام اعظم، مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۲۱ھ ص ۲۵۶
 ۲: محمد حسین سنہلی، ۱۳۰۵ھ: مولانا تنسیق النظام فی مسند الامام، مطبوعہ اصح المطابع کراچی، ص ۱۳
 ۳: فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ، ۱۸۸۶ء، ص ۱۵۵

آپ نے نمایاں کردار ادا کیا اور حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد، حضرت امام زفر، حضرت امام حسن بن زیاد وغیرہ، ارشد تلامذہ، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طبقہ میں شمار ہوئے۔

آپ نہایت متقی و مشرع انسان تھے، جب حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو گھر میں لوگوں کی بہت سی ایسی امانتیں بھی تھیں جن کے مالک مفقود الخیر تھے۔ آپ نے وہ تمام مال و اسباب امانتوں کی صورت میں قاضی وقت کے سامنے پیش کر دیا۔ قاضی صاحب نے بہت اصرار کیا کہا ابھی اپنے پاس رہنے دیجئے، آپ امین مشہور ہیں اور بہتر طریقے سے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں مگر آپ نے قاضی سے اعتذار کرتے ہوئے تمام مال و اسباب کی فہرست پیش کر دی اور ساتھ ہی فوری عمل درآمد کیلئے کہہ دیا تاکہ ان کے والد ماجد بری الذمہ ہوں کہتے ہیں قاضی نے جب تک وہ امانتیں کسی اور کے سپرد نہیں کیں آپ نظر نہیں آئے۔

حضرت امام حماد نے اپنی عمر تعلیم میں صرف فرمائی آپ سے آپ کے بیٹے اسماعیل نے تفقہ کیا جن سے عمرو بن ذر، مالک بن مغول، ابن ابی ذؤائب اور قاسم بن معین وغیرہ جلیل القدر فقہاء محدثین فیض یاب ہوئے حضرت امام اسماعیل بن حماد بن امام اعظم پہلے بغداد، بعدہ بصرہ اور پھر رقبہ کے قاضی مقرر ہوئے، احکام قضا، وقائع و نوازل میں ماہر اور عارف و بصیر تھے۔ محمد بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آج تک کوئی قاضی اسماعیل بن حماد سے اعلم نہیں ہوا۔ آپ بہ عہد خلیفہ مامون الرشید ۲۱۲ھ میں جوانی کے عالم میں فوت ہوئے۔ اسی فرزند ارجمند کے نام سے حضرت امام حماد نے ابوالسماعیل کنیت پائی۔ حضرت امام حماد حضرت قاسم بن معین کی وفات کے بعد کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ ماہ ذی القعدہ ۱۷۶ھ میں

۱: فقیر محمد جہلمی، مولانا: حدائق الحنفیہ، مطبوعہ نول کشور لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء، ص ۱۵۵

۲: حدائق الحنفیہ ص ۱۳۵

انتقال فرمایا، قطب دنیا آپ کی ۶۷ھ تاریخ وفات ہے۔ آپ نے عمر، اسماعیل، ابو حیان اور عثمان چار صاحبزادے چھوڑے جو علم و فضل میں یگانہ روزگار تھے۔ تصانیف میں مسند الامام الاعظم آپ کی یادگار ہے۔

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت ۹۵ھ مدینہ منورہ وفات ۱۷۹ھ

آپ نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے احادیث نبوی کا مجموعی مدون کیا جو موطاء امام مالک کے نام سے چار دانگ عالم میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔ آپ نے علم حدیث و فقہ حضرت نافع محمد بن منکدر، امام زہری، امام اعظم اور دیگر تبع تابعین سے سیکھا۔ آپ کے فیض یافتگان کی تعداد کا شمار ناممکن ہے جو تمام عالم اسلام کے گوشہ گوشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور تشنگی علم کا درماں کرتے۔ آپ کی خدمت میں حجاز، شام، عراق، خراسان، مصر، شمالی افریقہ اور اندلس کے لوگ کشاں کشاں چلے آتے۔ حضرت ابن جریج، حضرت سفیان ثوری، حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت امام اوزاعی، حضرت امام شعبہ، حضرت یحییٰ بن یحییٰ اندلسی، حضرت ایث بن سعد، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہم جو آسمان علم فضل کے درخشندہ مہر و ماہ ہیں۔ ان سب کا آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی کا قول ہے لولا مالک و ابن عیینہ لذهب علم الحجاز۔ اگر امام مالک اور ابن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز یوں کا علم نیست و نابود ہو جاتا۔

وضاحت: یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض مورخین حضرات

۱: تنسیق النظام فی مسند الامام: ص ۱۳

۲: سنت خیر الامام، پیر کرم شاہ، مولانا، مطبوعہ پبلشنگ کمپنی کراچی (۱۹۷۱ء) ص ۱۵۶

قلم کے زور سے حضرت امام مالک کو امام اعظم کے نہ صرف تلامذہ میں شمار نہیں کرتے بلکہ استاذ کو شاگرد ثابت کرنے کیلئے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگاتے نظر آتے ہیں سیرت نعمان کے مصنف شبلی نعمانی ۱ اور سیرت ائمہ اربعہ کے مرتب رئیس احمد جعفری ۲ کو دیکھئے کس طرح حقیقت کو مسخ کرتے ہیں ہوئے رقم طراز ہیں: ”امام صاحب کو طلب علم میں کسی سے عار نہ تھی۔ امام مالک عمر میں ان سے تیرہ برس کم تھے ان کے حلقہ درس میں اکثر حاضر ہوئے اور حدیثیں سنیں۔

اس کو بعض کوتاہ بینوں نے امام اعظم کی کسر شان پر محمول کیا ہے“

”صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین الخطیب نے“ اکمال فی اسماء الرجال“ کے باب ثانی

میں ائمہ متبوعین کا تذکرہ کیا تو امام مالک کو سب سے پہلے ذکر کیا اور لکھا کہ میں نے امام مالک کا ذکر سب سے پہلے اس لئے کیا ہے کہ وہ زمانہ اور مرتبہ کے اعتبار سے مقدم ہیں“ ۳

ملاحظہ کیجئے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیرۃ نعمان کا مصنف امام مالک کے حلقہ

درس میں اکثر دیکھتا ہے جیسے کوفہ اور مدینہ میں کوئی بعد مسافت ہی نہ تھا یا اس کے نزدیک کوفہ مدینہ

تھا، بناء علیہ امام مالک کوفہ میں تھے یا امام اعظم مدینہ کو متوطن قرار دے چکے تھے ورنہ اکثر حاضری

چہ معنی دار؟ البتہ عمر کا تفاوت تسلیم ہے اگر صاحب مشکوٰۃ کی طرح زمانہ کے اعتبار سے بھی مقدم سمجھ

لیتے تو مسئلہ ہی حل ہو جاتا۔ ایس چہ است؟

ناظرین ان دو متضاد عبارتوں پر غور فرمائیں سیرۃ نعمان کے مصنف نے تو اکثر حاضری ثابت کی

مگر صاحب مشکوٰۃ نے امام مالک سے امام اعظم کو عمر اور مرتبہ دونوں میں کم قرار دیا۔

(۱) زمانہ کے تقدم و تاخر کو تو قارئین خود دیکھ لیں کہ پیدائش میں بھی امام اعظم مقدم

۱: سیرۃ نعمان، شبلی نعمانی، مولوی، مطبوعہ پیشنگ کمپنی کراچی (۱۹۷۱ء) ص ۶۰

۲: سیرت ائمہ اربعہ، رئیس احمد جعفری، مرتب، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ص ۳۶

۳: سید احمد رضا بجنوری، مولانا، انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری، مطبوعہ مکتبہ ناشر العلوم دیوبند ج ۱: ص ۵۳

ہیں اور پھر وفات میں بھی کہ حضرت امام اعظم کا وصال ۱۵۰ھ میں ہے جبکہ امام مالک ۱۷۹ھ میں انتقال فرماتے ہیں۔

(۲) اس کے بعد مرتبہ کو دیکھئے تو بالاتفاق ائمہ اسلام، امام اعظم نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھی لہذا آپ طبقہ تابعین میں سے تھے اور یہ فضیلت کسی کو آپ کے معاصر ائمہ امصار میں سے حاصل نہ ہوئی۔ مثلاً امام اوزاعی امام بصرہ، ہر دو حماد امام کوفہ سفیان ثوری، امام مدینہ امام مالک اور امام مصر لیث بن سعد (یعنی ان سب جلیل القدر ائمہ امصار کو شرف تابعیت حاصل نہ ہوا جبکہ امام اعظم کو حاصل تھا) تو مرتبہ تابعی کا بڑا ہوتا ہے یا تبع تابعین کا؟

پھر امام مالک کو علامہ ابن حجر کی شافعی نے امام اعظم کے تلامذہ میں شمار کیا ہے چنانچہ

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

قال ابن حجر تلمذہ كبار من الائمة المجتهدین والعلماء الراسخین
عبدالله بن المبارک واللیث بن سعد والامام مالک بن انس انتھی اہ ومنہم
داؤد الطائی و ابراہیم بن ادہم و فضیل بن عیاض و غیرہما اکابر السادة
الصوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ، تو کیا مرتبہ استاذ کا بڑا ہے یا شاگرد کا؟

(۳) امام مالک سے امام اعظم کی روایت حدیث پاک پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور امام اعظم کی روایت امام مالک سے مشکوک ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، کہ امام اعظم کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں اور دارقطنی نے جو روایتیں ذکر کی ہیں وہ محل نظر ہیں کیونکہ وہ بطور مذاکرہ تھیں، بطور تحدیث بالقصد روایت نہ تھیں ۲

محمد منصور علی مراد آبادی، مولانا الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین، مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ص ۲۹۶

۲: انوار الباری، جلد ۱۔ ص ۱۵۴

(۴) حضرت امام مالک کا امام اعظم سے اس بات سے بھی تلمذ ظاہر ہوتا ہے کہ جب امام اعظم مدینہ طیبہ میں حاضر ہوتے تو امام مالک آپ سے برابر استفادہ کرتے پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام مالک ابوحنیفہ کی کتابوں کی کھوج میں رہتے اور بڑی کوشش سے حاصل کر کے مطالعہ کرتے اور مستفید ہوتے۔ یہ بھی منقول ہے کہ امام مالک نے آپ کے ساٹھ ہزار مسائل سے فائدہ اٹھایا۔ نیز امام مالک کا تالیفی دور امام ابوحنیفہ کی وفات کے بعد شروع ہوا۔ اسلئے ان سے امام اعظم کے مستفید ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا ثابت ہوا کہ امام مالک حضرت امام الائمہ امام اعظم کی ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت امام مالک کی کنیت ابو عبد اللہ، نام و نسب مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی اور لقب امام دارالہجرت ہے۔ مولد و مدفن مدینہ الرسول ﷺ تاریخ پیدائش ۹۵ھ اور وفات ۱۷۹ھ ہے ایک بار حج کے بعد کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں نکلے۔ آخر ہمیشہ کے لئے آغوش رحمت میں جگہ پائی! رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت ۱۱۳ھ کوذوفات ۱۸۲، بغداد

آسمان علم فضل کے آفتاب سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے عباسیہ کے عہد میں عالم اسلام کے پہلے قاضی القضاة (چیف جسٹس) مقرر ہوئے آپ کی ذات ستودہ صفات شریعت و معرفت، تقویٰ و طہارت۔ حدیث و فقہ کا روشن مینار تھی جس کی روشنی آج بھی انسانوں کو منزل بتا رہی ہے اور لاکھوں علماء کرام اس روشنی سے راہ شریعت پر چل رہے ہیں۔
آپ کا اسم گرامی یعقوب، کنیت ابو یوسف ہے جس سے آپ کو شہرت دوام حاصل

۱۔ احمد یار خاں نعیمی (۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) مفتی، مرآت المناجیح شرہ مشکوٰۃ المصابیح اردو، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات

ہوئی، قاضی القضاة کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ ولادت، علوم و معارف کے مرکزی شہر کوفہ میں ۱۱۳ھ مطابق ۷۳۱ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے فقہ کو پسند کیا۔ پہلے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی شاگردی اختیار کی، پھر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حلقہء درس میں آئے اور مستقل طور پر انہی سے وابستہ ہو گئے۔ والدین نہایت غریب تھے جو آپ کی تعلیم کو جاری نہ رکھنا چاہتے تھے جب حضرت امام اعظم کو حالات کا علم ہوا تو انہوں نے نہ صرف آپ کے تعلیمی مصارف بلکہ تمام گھر والوں کے اخراجات کی کفالت اپنے ذمہ لے لی۔ حضرت امام ابو یوسف فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امام اعظم سے اپنی ضروریات بیان کرنے کی کبھی حاجت نہیں ہوئی۔ وقتاً فوقتاً خود ہی اتنا روپیہ بھیجتے رہتے کہ ہم فکرِ معاش سے بالکل آزاد ہو گئے۔

آپ ذہانت کے بحرِ زخار تھے۔ آپ کی ذہانت و فطانت بڑے بڑے فضلاء روزگار کے دلوں میں گھر کر گئی۔ حافظ ابن کبر جو ایک مشہور محدث ہیں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف محدثین کے پاس حاضر ہوتے تو ایک ایک جلسہ میں پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ حدیثیں سن کر یاد کر لیتے تھے۔

آپ کی قوتِ حافظہ کے بارے صاحبِ نور الانوار رقمطراز ہیں:

امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کو بیس ہزار موضوع حدیث یاد تھی پس صحیح احادیث کے متعلق

تجھے کیا گمان ہے ۳

۱: محمد بن محمد شہاب کردری ۸۲۷ھ، الشیخ الامام، مناقب الامام الاعظم عربی، مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۲ ص ۱۱۷

۲: مناقب کردری، محمد بن محمد بن شہاب، جلد ۲، ص ۱۲۳

۳: شیخ احمد بن ابی سعید اٹیٹھوی (۱۸۱۶/۱۳۰ء) ملا جیون، نور الانوار شرح المنار مطبوعہ مجتہبائی دہلی، ص ۱۹۲

یحییٰ بن معین ۱۲۲۸ھ حضرت امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ حضرت شیخ علی بن المدینی جو

آپ کی مشاہیر تلامذہ میں سے ہیں آپ کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں آپ کا ہم سر نہ تھا ۲ اور طلحہ بن محمد کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے کوئی ان سے بڑھ کر نہ تھا، داؤد بن رشد کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ نے صرف یہی ایک شاگرد ہی پیدا کیا ہوتا تو ان کے فخر کے لئے کافی تھا۔

حضرت امام ابو یوسف کو نہ صرف نقد حدیث پر عبور حاصل تھا بلکہ تفسیر، مغازی، تاریخ عرب، لغت، ادب اور علم الکلام وغیرہ علوم و فنون میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے، یہی وہ فطری ذہانت تھی جس نے چند سال کی مدت میں آپ کو سارے معصروں میں ممتاز کر دیا اور علماء وقت آپ کے تخر علمی اور جلالت فقہی کے قائل ہو گئے بلکہ خود حضرت امام اعظم آپ کی بڑی قدر و منزلت فرماتے اور فرمایا کرتے میرے شاگردوں میں سب سے زیادہ جس نے علم حاصل کیا وہ ابو یوسف ہیں ۳

قاضی القضاة: ۱۶۶ھ مطابق ۷۸۳ء میں آپ بغداد تشریف لائے تو خلیفہ

محمد المہدی منصور (۱۶۹ھ ۷۸۵ء) نے بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ ہادی بن مہدی بن منصور (۷۸۶ھ ۷۸۶ء) کے زمانے میں بھی اس عہدہ پر رہے۔ جب ہارون الرشید (۱۹۳ھ ۸۰۸ء) نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اس نے تمام سلطنت عباسیہ کا آپ کو قاضی القضاة (چیف جسٹس) مقرر کیا، یہ منصب جس پر حضرت امام ابو یوسف مامور کئے گئے موجودہ زمانے کے تصور کے مطابق محض عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے حاکم اعلیٰ کا نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ وزیر قانون کے فرائض بھی اس میں شامل تھے بلکہ سلطنت کے تمام داخلی و خارجی معاملات میں قانونی رہنمائی

۱: النجد عربی، مطبوعہ بیروت۔ ص ۵۷۳؛ مناقب موفق، جلد ۲، ص ۲۳۲

۲: المناقب الکردری، جلد ۲، ص ۱۲۶

۳: اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، مورخ، تاریخ اسلام ج ۲، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی، ص ۲۴۳

کرنا بھی آپ کا کام تھا مملکت اسلامیہ میں پہلا موقع تھا کہ یہ منصب قائم ہوا، اس سے پہلے کوئی شخص خلافت راشدہ، اموی یا عباسی سلطنتوں میں چیف جسٹس نہیں بنایا گیا بلکہ زمانہ بعد میں بھی بجز قاضی احمد بن داؤد کے اور کسی کو یہ عہدہ نصیب نہیں ہوا۔

عبادت: حضرت امام ابو یوسف باوجود عہد قضا اور علمی مشاغل کے عبادت و

ریاضت میں بھی بہت بلند مقام رکھتے تھے آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں امام اعظم کی خدمت میں انتیس سال حاضر ہوتا رہا اور میری صبح کی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی۔ بشر بن ولید کا بیان ہے کہ امام ابو یوسف کے زہد و ورع، عبادت و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ زمانہ قضا و وزارت میں بھی دو دو سو رکعتیں نوافل ادا کرتے۔

تلامذہ: آپ کے شاگردوں میں حضرت امام محمد بن شیبانی، شفیق بن ابراہیم بلخی،

حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت بشر بن غیاث، علی بن جعدہ یحییٰ بن معین، احمد بن منیع وغیرہ محدثین کبار و فقہاء کرام آفتاب ماہتاب کی طرح درخشاں و تاباں نظر آتے ہیں۔

وصال: ۵ ربیع الاول ۱۸ھ جمعرات کے روز ظہر کے وقت بغداد شریف میں علم

و عرفان کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ مزار شریف احاطہ حضرت امام موسیٰ کاظم کے شمالی گوشہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی یوں فرماتے ہیں

ہے اس روضے کا بھی ذی شان سنگیں خوش نما گنبد

ہے چوبی جالیوں کے درمیاں آپکا مرقد ۵

۱: یہ شخص معتزلی تھا اس نے خلق قرآن کے مسئلہ کو بڑی شد و مد سے اٹھایا اور بقول حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ بہت

۳: مناقب کردری: جلد ۲ ص ۱۳۷

بری حالت میں مرا۔ ۲: حدائق الحنفیہ، ص ۱۱۷

۴: عبدالمصطفیٰ اعظمی، شیخ الحدیث، مطبوعہ انڈیا (۱۳۸۵ھ) ص: ۲۸

۵: محمد یعقوب الحسن ضیاء القادری بدایونی (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء)، مولانا، جوارث غوث الوری، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳

کسی نے قطعہء تاریخ وصال لکھا ہے

ابو یوسف آل زبیب علم و عمل فقیہ معظم، امام اجل

سعید ازل بود بے مثل زان شدہ سال فوتش سعید ازل

تصانیف میں کتاب الخراج شہرہ آفاق ہے۔

حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی: رضی اللہ عنہ ولادت ۱۳۲/۱۳۵ھ واسط وفات ۱۸۹ھ

حضرت امام بن حسن بن فرقد الشیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ، حدیث، لغت، نحو اور حساب کے جلیل القدر امام تھے۔ فصاحت و بلاغت اور اسبیت میں عدیم النظیر ہوئے اصلی وطن سمشق کے قریب حرس نامی ایک گاؤں تھا جسے آپ کے والد ماجد آپ کی پیدائش سے پہلے چھوڑ کر وراق کے ایک قصبہ واسط چلے آئے یہیں ۱۳۲ھ یا ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشوونما پائی۔ آپ نے دو سال تک امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درس لیا۔ امام اعظم کے وصال کے بعد حضرت امام ابو یوسف، حضرت معمر بن کدام، حضرت سفیان ثوری، حضرت امام مالک، حضرت مالک بن دینار، حضرت امام اوزاعی، حضرت ربیعہ اور حضرت امام مالک بن مغول ایسے اکبر محدثین و فقہاء کرام سے کسب فیض کیا۔

اپنے تعلیمی ذوق و شوق سے متعلق خود فرماتے ہیں کہ ”مجھے تیس ہزار درہم ملے، پندرہ ہزار علم نحو، شعر، ادب اور لغت وغیرہ کی تعلیم و تحصیل پر خرچ کئے اور بقایا پندرہ ہزار درہم حدیث و فقہ کی تحصیل میں کام آئے۔“

عملی زندگی: تعلیم و تعلم سے فارغ ہوئے تو کوفہ میں ہی مسند درس و تدریس پر

جلوہ گر ہوئے اور شائقین علوم و فنون جو جو درجہ چلے آئے۔ آپ کا درس اتنا پرکشش تھا کہ کثیر

۱: حدائق الحنفیہ، ص ۱۲۰ ۲: مناقب کردری جلد ۲، ص ۱۳۰ ۳: ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء)، مولانا،

الفوائد البہیہ فی التراجم الحنفیہ، مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ، ص ۵۹ (۱۳۳۶ھ/۱۹۱۵ء) ۴: حدائق الحنفیہ، ص ۱۲۹

حاضری کے باعث کوفہ کی سڑکیں بھر جاتیں۔ اس ابر کرم سے ایک زمانہ مستفیض ہوا اور جلیل القدر محدثین و فقہاء ملت نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جن میں حضرت امام شافعی، حضرت ابو عبیدہ القاسم بن سلام، ابو کبیر احمد بن حفص، حضرت محمد بن سماعہ، حضرت معلیٰ بن منصور، حضرت اسمعیل بن لؤلؤ، حضرت عیسیٰ بن ابان، حضرت ہشام بن عبید اللہ، حضرت محمد بن مقاتل اور رشد بن حکیم وغیرہ علم و عمل کے آفتاب و ماہتاب بن کر دنیا کے اسلام کو منور کرتے رہے۔

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت امام محمد نے تصانیف و تالیفات کی طرف بھی پوری توجہ مبذول رکھی۔ آپ کے قلم حقیقت رقم سے نوسونانوے ایسی کتابیں منصفہ شہود پر جلوہ گر ہوئیں کہ جن سے زمانہ آج تک فیض یاب ہو رہا ہے فقہائے احناف نے آپ کو محرر المذہب کے لقب سے اسی لئے ملقب کیا اور ان کتابوں کو فقہ حنفی کا مدار سمجھا جن میں مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، زیادات رقیات، کتاب الحج، سیر صغیر، سیر کبیر بہت مشہور ہیں۔

حضرت امام شافعی کا قول ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ حضرت امام محمد کی کتابوں کو دیکھ لیں تو بے اختیار ایمان لے آئیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عیسائیوں کے ایک نامور فاضل نے جامع کبیر کو ملاحظہ کیا تو حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ حدائق الحنفیہ میں ہے کہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میں امام محمد کی کتابوں کی بدولت فقیہ ہوا۔ الحمد للہ موطاء امام محمد کے اردو ترجمہ کی سعادت راقم الحروف کو نصیب ہوئی جسے فرید بکسٹال لاہور نے شائع کیا ہے (تابلش قصوری)

عہدہ قضاء اور وصال: خلیفہ ہارون الرشید جو علماء و مشائخ کا قدردان

تھا آپ کی جلالت علمی اور عظمت فقہی سے بھی بے حد متاثر ہوا چنانچہ آپ کو بصد عجز و انکسار عرض کرنے لگا کہ آپ عہدہ قضاء کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے رقبہ کی مسند قضاء کو سنبھالنے آپ نے اس پیشکش کو قبولیت کا شرف بخشا اور رقبہ کے قاضی مقرر ہوئے کچھ مدت بعد بغداد چلے آئے یہاں سے ہارون الرشید اپنے ساتھ رے میں لایا جہاں آپ نے ۱۸۹ھ میں وصال فرمایا۔ اتفاق سے ی

روز امام ابو الحسن علی المعروف کسائی نحوی بھی وہیں فوت ہو گئے۔ ہارون رشید کو بڑا صدمہ ہوا اور
آبدیدہ ہو کر کہنے لگا۔ آج فقہ اور نحو کو ہم نے ”رے“ میں دفن کر دیا، علامہ زیدی جو کہ ایک مشہور
شاعر اور ہارون الرشید کا وزیر تھا، بے اختیار پکارا اٹھا۔

فقلت اذا ما شکل الخطب من لنا بايضاحه يوم ما وانت فقيد

”میں نے کہا جب تو نہ رہا تو ہمارے لئے مشکلات کا حل کرنے والا کہاں سے آئے گا

حضرت امام زفر بن ہذیل: رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولادت کوفہ ۱۱۰ھ وفات ۱۵۸ھ بصرہ

فقہ میں صاحبین (حضرت امام یوسف و امام محمد) کے ہم مرتبہ مانے گئے حضرت امام
ابو حنیفہ کے ان دس اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے کتب فقہ کی تدوین میں امام اعظم کی معاونت
فرمائی۔ آپ عربی النسل تھے ۲۔ والد ماجد اسفہان کے رہنے والے تھے تحصیل حدیث کے بعد فقہ کی
طرف متوجہ ہوئے اور آخر عمر تک یہی مشغلہ رہا حضرت امام زفر رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں سے
ایک یہ بھی ہے کہ آپ کا نکاح امام اعظم نے پڑھایا اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا
هذا الامام (زفر) من ائمة المسلمين في حربه و شرفه و علمه ۳۔

آپ حضرت امام اعظم کے محبوب ترین اور معتمد شاگرد تھے چنانچہ حسن بن زیاد نے
کہا ہے کہ امام زفر مجلس ابو حنیفہ میں سب سے آگے بیٹھتے اور امام اعظم ہر موقع پر آپ کی مدح و
ستائش اور حوصلہ افزائی فرماتے ۴۔ حسن بن زیاد سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت امام زفر
اور حضرت داؤد طائی

ایک ساتھ امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حدیث و فقہ کا درس لیتے، دونوں میں بھائی چارہ تھا پھر
حضرت داؤد طائی علمی مشغلہ سے تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے امام زفر علم و عبادت دونوں کے

۱: اولیاء الرجال الحدیث، ص ۲۹۹

۲: محمود احمد رضوی، علامہ، ذکر اخبار، مطبوعہ، ص ۶۹

۳: مناقب کردری، جلد ۲، ص ۱۸۳ ۴: اولیاء الرجال الحدیث، ص ۱۶۵

جامع بنے۔ حدیث و فقہ میں امامت کا درجہ رکھنے کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں بھی بی مثال تھے۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ دو مرتبہ حکومت نے عہدہ قضا پر مجبور کیا مگر آپ نے دونوں مرتبہ انکار کر دیا اور وطن چھوڑ کر روپوش ہو گئے، حکومت وقت نے انتقاماً آپ کا گھر جلا دیا چنانچہ آپ کو اپنا مکان دو مرتبہ تعمیر کرنا پڑا۔

آپ اصل میں کوفہ کے باشندے تھے مگر بھائی کی میراث کے سلسلہ میں بصرہ چلے گئے۔ اہل بصرہ نے بصد اصرار یہاں ہی اقامت کا مشورہ دیا اور آپ انکی درخواست پر یہیں مقیم ہو گئے، آپ نے ۱۵۸ھ میں خلیفہ محمد المہدی کے عہد میں یہیں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے اصحاب داند ۱۵۸ھ ۲ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک: رضی اللہ عنہ ولادت ۱۱۸ھ، وفات ۱۸۱ھ

سید الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”آپ کا وجود اپنے زمانہ میں مستثمان قوم میں سے تھا اور شریعت و طریقت کے احوال و اقوال میں آپ کو امام وقت مانا گیا۔ آپ نے بڑے بڑے مشائخ عظام، صوفیاء کرام کی زیارت فرمائی ان کی صحبت سے مستنین ہوئے۔ آپ کی تصانیف ہر علم و فن میں مشہور اور کرامتیں مذکور ہیں ۳۔

عبداللہ بن مبارک نام، ابو عبدالرحمان کنیت، امیر المؤمنین فی الحدیث، عالم المشرق و المغرب لقب، مرو میں پیدا ہوئے، والدین امیر ترین تھے، انہوں نے اپنے اس ہونہار فرزند کی بڑے اہتمام سے تعلیم و تربیت کی۔ ۴۔

سب سے پہلے حضرت امام اعظم کے حلقہء درس میں شامل ہوئے اور علم فقہ پر عبور حاصل کیا آپ کے ذوق علمی میں یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ ایک مرتبہ والد ماجد نے آپ کو پچاس

۱: اولیاء رجال الحدیث، ص ۱۶۵

۲: المناقب الکردری، جلد ۲، ص ۱۸۷ / ۳: حدائق الحنفیہ، ص ۱۱۱

۴: ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری (۳۶۵ھ) شیخ الطریقت، کشف المحجوب (ترجمہ اردو، ابوالحسنات سید محمد احمد

قادری) مطبوعی المعارف لاہور: ص ۱۲۳

ہزار درہم تجارت کے لئے دئے تو تمام رقم طلبِ حدیث میں خرچ کر کے واپس آئے۔ والد ماجد نے درہموں کی بابت دریافت فرمایا تو آپ نے جس قدر حدیث کے دفتر لکھے تھے باپ کے حضور پیش کر دیے اور عرض کیا میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے ہم دونوں کو دونوں جہان کا نفع حاصل ہوگا۔ والد ماجد بہت خوش ہوئے اور تیس ہزار درہم اور عنایت کر کے فرمایا جائیے بیٹا علم حدیث و فقہ کی طلب میں خرچ کر کے اپنی تجارت کامل کر لیجئے۔

بعد ازاں آپ نے اس تجارت کو نہایت فروغ دیا۔ ایک مرتبہ بزرگوں کی ایک جماعت کسی مقام پر اکٹھی ہوئی، کسی نے کہا آؤ حضرت عبداللہ بن مبارک کے کمالات شمار کریں انہوں نے جواب دیا کہ وہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، آپ علمِ فقہ، ادب، نحو میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے، شجاعت میں لاجواب تھے نغزگو شاعر اور ادیب تھے، شب بیداری، عبادت، حج، جہاد، شہسواری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، لایعنی باتوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے، نہایت منصف مزاج اور امن پسند تھے ۲

حضرت سفیان ثوری فرمایا کرتے:

لوجهدت جہدی ان اکون فی السنۃ ثلثۃ ایام علی ماعلیہ ابن
المبارک لم اقدر:

ترجمہ: میں کتنی ہی کوشش کروں کہ سال بھر میں تین روز بھی عبداللہ بن مبارک کی طرح گزاروں تو نہیں گزار سکتا ۳

حضرت ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے سارے عالم میں ابن المبارک سے بڑھ کر تحصیل علم کا شوق کسی میں نہیں دیکھا، خلوص نیت پر بہت زور دیتے تھے، آپ کے محامد و محاسن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

۱۸۱ھ کے دوران آپ کو کہیں جہاد پر جانا پڑا، جہاد میں شرکت کے بعد نہایت فوز و

۱: حدائق الحنفیہ، ص ۱۲۳

۲: سنن خیر الانام، ص ۱۶۱

کامرانی سے واپس آرہے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ قصبہ سوس میں چند دن کی علالت کے بعد انتقال فرمایا اور دریائے فرات کے کنارے ایک گاؤں ہیبت میں مدفون ہیں آپ کا مزار مرجع انام ہے۔ حبیب زمانیاں (۱۸۱ھ) کا مادہء تاریخ ہے۔

حضرت امام داؤد طائی: رضی اللہ عنہ وفات ۱۶۵ھ

حضرت ابوسلیمان داؤد بن نصر الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے اہل تصوف میں سید السادات اور بے مثل صوفی مانے گئے حضرت فضیل بن عیاض، حضرت ابراہیم بن ادھم وغیرہما عارفانِ کامل کے ہم عصر تھے ۲ حضرت حبیب بن سلیم راعی کے مرید خاص اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشد تلامذہ میں تھے بیس سال تک امام الائمہ کی خدمت میں حاضری دی علم حدیث میں احمد۔ حمید الطویل، عبدالمالک بن عمیر وغیر محدثین سے بھی استفادہ کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں کامل دستگاہ حاصل کی۔

حضرت امام ابو داؤد طائی ابتداء میں تعلیم و تعلم کے بہت شیدائی تھے اور فقہ و حدیث کے نامور عالم ہوئے، لیکن پھر ایک دم علمی مشغلہ چھوڑ کر ہمہ تن عبادت میں مشغول ہو گئے۔ یہاں تک کہ کوفہ میں ”فقیہ زاہد“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ زہد و قناعت کا عجیب عالم تھا، حضرت امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ رسالہ قشیریہ میں رقمطراز ہیں کہ آپ کو وراثت میں بیس ہزار دینار ملے جنہیں بیس سال میں خرچ کیا ۳

اسی طرح عطاء بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم جب بھی داؤد طائی کے مکان پر گئے تو ان کے ہاں اس کے سوا کوئی سامان نظر نہ آیا یعنی ایک چٹائی بچھی ہوئی، تکیہ کے لیے ایک اینٹ ہوتی اور ایک جھولی (بیگ) میں خشک روٹی کے چند ٹکڑے اور لوٹا موجود ہوتا ۴

۱ حدائق الحنفیہ ص ۱۲۳ / ۲ کشف المحجوب ص ۲۱۳-۲۲۰

۳: ترجمہ رسالہ قشیریہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب ایم۔ اے، پی ایچ ڈی، صدر شعبہ عربی جامعہ اسلامیہ بہاولپور

مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ص ۳۷

۴: اولیاء رجال الحدیث، ص ۱۱۳۹ / ۲: رسالہ قشیریہ ص ۱۳۷ / ۳: کشف المحجوب ص ۱۲۳، ۱۲۴ / ۴: رسالہ قشیریہ ص ۲۵

وصال: ایک دن ایک صالح شخص نے خواب دیکھا کہ آپ دوڑ رہے ہیں۔

پوچھا کیا بات ہوئی؟ جواب میں فرماتے ہیں کہ ابھی ابھی قید خانہ سے چھٹکارا پا کر آ رہا ہوں، وہ

صالح شخص بیدار ہوا تو اسے پتہ چلا کہ حضرت امام داؤد طائی انتقال فرما چکے ہیں۔

ابونعیم نے آپ کا سن وفات ۱۶۰ھ بتایا ہے لیکن ابن نمیر کا قول ہے کہ آپ کا وصال ۱۶۵ھ

میں ہوا، حدائق الحنفیہ میں زیب عالم ۱۶۵ھ مادہ تاریخ سے بھی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض: رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۸۷ھ، مکہ مکرمہ

حضرت ابوعلی فضیل بن عیاض خراسانی مرو کے اطراف میں رہتے تھے بعض نے کہا

سمرقند میں پیدا ہوئے اور رابورڈ میں نشوونما پائی آپ کا نامور محدثین اور معروف اولیاء میں شمار ہوتا

ہے آپ اعمال و عبادات میں درجہ کمال کو پہنچے، ارباب طریقت میں صوفی نامور مانے گئے

حضرت امام اعظم سے جوانی میں تعلیم پائی اور مسند حدیث پر جلوہ افروز ہوئے۔

آخر عمر میں درس حدیث بند کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ بیت اللہ شریف کی مجاورت

اختیار فرمائی اور حرم کعبہ میں مستقل طور پر معتکف ہو گئے، شب بیداری، گریہ زاری آپ کا محبوب

مشغلہ بن گیا تھا۔ بدن پر دو کپڑوں کے سوا سامان دنیا نہیں رکھتے تھے۔ منجملہ فضائل و مناقب یہ بھی

ہے کہ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج فرمائی۔ آپ کے خوارق و عادات سے بڑی بڑی مستند

کتابیں بھری پڑی ہیں آپ نے مکہ مکرمہ ہی میں محرم ۱۸۷ھ میں وصال فرمایا ۳ امام

عادل ۱۸۷ھ مادہ تاریخ ہے

حضرت ابراہیم بن ادہم: رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وفات ۱۶۲ھ روم

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن ادہم بن منصور علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے یگانہ عارف اور سید اقران گزرے ہیں! آپ کی بیعت حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھی آپ نے بہت سے قدماء مشائخ کو دیکھا اور حضرت امام ہمام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کی۔ بعد ازاں مسند درس و تدریس کوزینت بخشی آپ کے تلامذہ میں سے حضرت سفیان ثوری، حضرت شفیق بلخی، حضرت ابراہیم بشار، حضرت امام اوزاعی جیسے باکرامت محدثین و عبادوزہاد امت پیدا ہوئے۔

آخری عمر میں درس و تدریس سے کنارہ کش ہو کر ہمہ تن عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے دستِ حق پرست پر ہزاروں غیر مسلم زمرہ اسلام میں داخل ہوئے اور سینکڑوں گنہگار مسلمان آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے۔ مشہور ہے کہ آپ مجاہدین اسلام کے لشکر میں شامل جہاد کے لئے روم تشریف لے گئے اور بلاد روم میں ۱۶۲ھ میں واصل ہوئے۔

حضرت بشر بن الحارث الحافی (دم ۲۲۷): تلامذہ امام اعظم میں

اہلِ معاملت حضرت بشر بن الحارث الحافی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں آپ مجاہدات و ریاضت میں بھی بلند شان کے مالک تھے، اعمال و اخلاص میں حدتاً رکھتے تھے حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ کے خاص صحبت یافتہ لوگوں میں سے تھے اور اپنے ماموں حضرت علی بن حشر رضی اللہ تعالیٰ

۱: اولیاء رجال الحدیث ص: ۵۸ / ۲: کشف المحجوب، ص: ۲۲۳؛ تذکرۃ الاولیاء ص: ۱۰۳

عنه کے مرید تھے علم اصول و فروع میں یکتا و بیمثال تھے اصل وطن مرو تھا لیکن علوم و فنون کے حصول کے بعد مستقل طور پر بغداد میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔

حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم ازدی بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۹۳ھ

مایہ زہد و تقویٰ حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقتدائے اہل اصحاب میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام اسرائیل بن یونس اور حضرت عباد بن کثیر سے روایت کی، مدت تک حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کی صحبت میاں میں رہے اور ان سے طریقت کا علم حاصل کیا آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایک ہزار سات سو سا تاذہ کی شاگردی کی جب توکل کے میدان میں قدم رکھا تو اپنے تین سو گاؤں فقراء میں تقسیم کر دیے حتیٰ کہ بوقت وصال کفن کیلئے بھی کچھ نہ تھا آپ سے حضرت حاتم اصم، حضرت محمد بن ابان بلخی اور مروویہ نے روایت کی کفار سے جہاد کرتے ہوئے مقام ختلان (ترکستان) میں ۱۹۳ھ میں جام شہادت نوش فرمایا ”نجم اہل دنیا“ ۱۹۳ھ آپ کی تاریخ وفات ہے ۳

حضرت امام اسد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸۸ھ تا ۱۹۰ھ)

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان چالیس اصحاب میں سے ہیں جو کتب اور قواعد فقہ کی تدوین مشغول رہے اور امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور حضرت داؤد طائی وغیرہ کی طرح اکابرین میں شمار ہوئے تیس سال تک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کتابت کی خدمت انجام دیتے رہے۔ امام ابو یوسف کے وصال کے بعد ہارون رشید نے بغداد اور واسط

۱۔ رسالہ قشیریہ ص ۳۲ ۲۱ کشف المحجوب ص: ۲۳۳، مناقب کردری ج ۲، ص ۲۳۳

۳۔ حدائق الحنفیہ ص ۱۳۲ رسالہ قشیریہ ص ۳۹

کا قاضی مقرر کیا اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کیا کچھ مدت بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ آئے آنکھوں سے معذور ہو جانے پر عہدہ قضا کو چھوڑ دیا آپ سے امام احمد بن حنبل، محمد بن بکار، احمد بن منیع نے حدیث روایت کی۔ ۱۸۸ھ تا ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت امام وکیع بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۷ھ

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو ان القابات سے متعارف کراتے ہیں، الامام الحاف الثبت محدث العراق احد الائمة الاعلام وکیع بن الجراح، اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ زواۃ میں سے ہیں۔ فقہ و حدیث کے امام عابد، زاہد، اکابر تبع تابعین، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد کے شیخ، ابوسفیان کنیت تھی، امام اعظم سے فقہ میں درجہ تخصص حاصل کیا، کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں حضرت امام احمد بن حنبل کو آپ کی شاگردی پر فخر تھا۔ جب ان سے روایت کرتے تو فرماتے، یہ حدیث مجھ سے ایسے شخص نے روایت کی ہے کہ تمہاری آنکھوں نے اس کا مثل نہ دیکھا ہوگا۔

آپ نے ۷۰ سال کی عمر پا کر ۱۹۷ھ میں وصال فرمایا۔ کعبہ اہل دین ۱۹۷ھ آپ کی

تاریخ وفات ہے۔

حضرت امام نقد رجال تکلی بن سعید القطان رضی اللہ عنہ

حافظ ذہبی نے آپ کو الامام العلم کے لقب سے ذکر کیا ہے۔ ابوسعید کنیت تھی۔ حدیث کے امام، ثقہ، متیقن اور قدوۃ المشائخ تھے، امام اعظم کے حدیث و فقہ کی مجلس کے رکن رکین تھے آپ سے امام احمد، علی بن مدینی، تکلی بن معین وغیرہ نے روایت کی ہے آپ کے درس حدیث کا وقت

۱: الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص ۱۲۱: مناقب موفق، انوار الباری، حدائق الحنفیہ۔ ص ۱۳۲

عصر سے مغرب تک ہوتا تھا نماز عصر کے بعد منارہ مسجد سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے آپ کے سامنے امام احمد، ابن المدینی، شیخ اکبر امام بخاری، عمرو بن خالد اور یحییٰ بن معین کھڑے ہو کر حدیث کا درس لیتے، مغرب تک نہ وہ کسی سے بیٹھنے کیلئے فرماتے نہ ان کے رعب و عظمت کے سبب خود ان میں سے کسی کو بیٹھنے کی جرأت ہوتی۔

فن رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ فن رجال پر سب سے پہلے انہوں نے لکھا پھر ان کے تلامذہ نے اور پھر ان کے تلامذہ امام بخاری و امام مسلم وغیرہ نے قلم اٹھایا۔ امام احمد کا قول ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان کا مثل نہیں دیکھا۔ رواۃ کی تنقید میں اس قدر کمال تھا کہ ائمہ حدیث کا قول ہے کہ جس کو یحییٰ القطان چھوڑ دیں گے اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے باوجود ان فضائل و کمال کے خود امام اعظم کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور اٹھتہر ۷۸ برس کی عمر پا کر ۱۹۸ھ میں فوت ہوئے!

حضرت امام ابو سعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ

ہمدانی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حافظ الحدیث، فقیہ الفقہاء متدین، متورع اور ان اکابر اہل علم و فضل سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو نمایاں طور پر جمع کیا۔ امام طحاوی کا قول ہے کہ وہ امام اعظم کے ان چالیس اصحاب میں سے ہیں جو تدوین فقہ میں مدد و معاون رہے اور تیس سال تک روزانہ قرآن مجید ختم کیا بغداد میں ایک مدت تک درس حدیث دیتے رہے آپ کے تلامذہ میں حضرت امام احمد بن حنبل ابن معین قتیبہ، حسن بن عرفہ، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ اکابر امت ہیں خلیفہ ہارون الرشید نے آپ

مناقب کردری، انوار الباری، حدائق حنفیہ ص ۱۳۳

کو مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا حضرت امام اسماعیل بن حماد بن امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ تکھی بن زکریا حدیث میں ایسے تھے جیسے عطر میں بسی ہوئی دلہن۔ آپ نے بھرم ۹۳ سال ۱۸۶ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت امام علی بن مسعر قریشی کوفی رضی اللہ عنہ وفات ۱۸۹ھ

مشہور صاحب درایت و روایت، جلیل القدر محدث و فقہ کے جامع اور شریک تدوین فقہ تھے۔ آپ سے ہی حضرت امام سفیان ثوری نے امام اعظم کا علم حاصل کیا اور ان کی کتابیں نقل کرائیں، مدت تک موصل کے قاضی رہے اصحاب صحاح ستہ کے کبار شیوخ میں سے ہیں ۱۸۹ھ میں وفات پائی حضرت امام محمد بن الشیبانی کا وصال اسی سال ہوا۔

حضرت امام حفص بن غمیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۳ھ

مشہور و معروف عالم، محدث، ثقہ، فقیہ، زاہد، عابد، امام اعظم کے ممتاز فضلاء اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں تھے آپ امام اعظم سے مسانید امام میں سے کثرت احادیث روایت کرتے ہیں امام اعظم نے جن اصحاب کو وجہ سرور اور دافع غم فرمایا تھا یہ بھی انہیں سے ہیں۔ امام اعظم سے فقہ میں بھی تخصص کا درجہ حاصل کیا آپ کے تلامذہ میں عمرو بن حفص امام احمد، ابن معین، علی بن المدینی، ابن معتوق، تکھی القطان وغیرہ ہیں، ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ میں تیرہ سال اور بغداد میں دو سال تک دارالقضاء کے متولی رہے۔

۱: انوار الباری ص ۱۹۱ ۲: حدائق الحنفیہ، جامع مسانید الامام الاعظم۔ ص ۵۰۸

۳: الحنفیہ انوار الباری، ص ۲۰۷

حضرت امام حسن بن زیادہ رضی اللہ عنہما وفات ۲۰۲ھ

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہت ہی ذہین شاگردوں میں سے تھے علم فقہ میں انتہائی ماہر بلکہ مجتہد ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بلند مرتبہ محدث بھی تھے قرأت کے ائمہ میں آپ کا نام بہت بلند ہے طبقات قاری میں لکھا ہے کہ ابن کثیر کی کتاب مختصر غریب الحدیث الکتب السنۃ میں آپ کو ان علماء میں شمار کیا گیا ہے جو تیسری صدی کی ابتداء میں مجددین امت محمدیہ سے ہوئے ہیں۔ ۱۹۲ھ میں جب قاضی حفص بن غیاث فوت ہوئے تو کوفہ کے قاضی مقرر کئے گئے جس سال حضرت حسن بن مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما واصل بحق ہوئے اسی سال یعنی ۲۰۲ھ میں آپ نے وفات پائی جلال علم (۲۰۲) مادہء تاریخ وفات ہے۔

حضرت امام مسعر بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ

حافظ الحدیث، ثقہ، فاضل معتمد اور طبقہ کبار سے ہیں آپ نے امام ابوحنیفہ، عطاء اور قتادہ سے حدیث کو روایت کیا حضرت سفیان ثوری اور حضرت سفیان بن عیینہ جو مجتہد اور حدائق ۲: الفوائد البیہ فی تراجم الحنفیہ: ص ۲۶ و مناقب کردری، ج ۲، ص ۲۱۱ امام الحدیثین ہیں آپ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں آپ کی علمی جلالت اور حفظ و اتقاء پر سب کو اتفاق ہے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی وفات ۱۵۳ھ یا ۱۵۵ھ میں ہوئی آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے خدا کے درمیان امام اعظم کو وسیلہ بنا لیا امید کرتا ہوں کہ وہ بے خوف ہو گیا اور اس کو اس احتیاط میں نقصان نہ ہوگا۔ ۲

۱: الفوائد البیہ فی تراجم الحنفیہ: ص ۲۶ و مناقب کردری، ج ۲، ص ۲۱۱

۲: حدائق الحنفیہ ص ۱۰۸

حضرت امام ابو محمد نوح بن درّاج النخعی رضی اللہ عنہ ۱۸۲ھ

محدث، فقیہ زفر ابن شیرمہ، ابن ابی لیلی، امام اعمش، اور سعید بن منصور کے تلمیذ ہیں، تدوین فقہ حنفی کے شاہکار تھے، ابن ماجہ نے باب التفسیر کی آپ سے تخریج کی، کوفہ اور بغداد کے قاضی رہے فقہ میں امام اعظم سے درجہء تخصص حاصل کیا۔ جامع المسانید میں امام اعظم سے روایت کرتے ہیں آپ کا ۱۸۲ھ میں وصال ہوا ان تلامذہ کے علاوہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کے ۷۷۲ نامور شاگرد ہیں جن کا ذکر کتب تذکرہ میں موجود ہے۔ اختصار کی پیش نظر ان اکابر ارشد تلامذہ کا تذکرہ قلمبند کیا ہے دعا کریں بارگاہ رب العزت میں جل و علیٰ اور حبیب رب اکبر رسول اعظم و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور قبولیت کا شرف پائے اور میرے لئے یہ تحریر توشہء آخرت ثابت ہو

طالب دعا: محمد منشاء تابش قصوری

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے توسل

یہ فطرت اسلامی ہی نہیں بلکہ جبلت انسانی بھی ہے کہ انسان بھوائے مضمون من
 احب شیئا اکثر ذکرہ اپنے محبوب کا ذکر سننے اور سنانے سے کبھی سیر نہیں ہوتا بلکہ ذکر حبیب
 سے ہی کیف و سرور پاتا ہے اور پھر بھی تشنگی ہی رہتی ہے چنانچہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ امام شافعی سے کایوں کرتے ہیں: هو المسک ما کررتہ يتضوء: یعنی حضرت امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جمیل بار بار کرو کیونکہ وہ مشک اور کستوری کی خاصیت رکھتا ہے جس قدر اس کو
 بکھیرو گے اتنی ہی مہک زیادہ ہوتی جائے گی لہذا ذکر ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ میرے لئے فرحت
 و انبساط کا باعث ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی عقیدت و
 محبت کا اظہار اپنی مجالس میں تلامذہ و حاضرین کے سامنے بڑے شوق و احترام سے فرمایا کرتے
 تھے، کبھی یوں رطب اللسان ہوتے من لم ينظر فی کتب ابی حنیفہ لا يتبحر فی الفقہ
 (جو حضرت سیدنا ابو حنیفہ کی تصانیف پر نظر نہیں رکھتا وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا جب کبھی آپ
 حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کمالات عالیہ کے اظہار کا ارادہ کرتے تو جذبات کے عالم
 میں پکاراٹھتے

من اراد ان يعرف الفقہ فيلزم اباحنیفہ واصحابہ فان الناس کلہم عیال
 علیہ فی الفقہ ۲ جو شخص فقہ میں معرفت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ
 حضرت ابو حنیفہ کی ذات سے استفادہ کرے۔ بیشک تمام فقہاء فقہ میں امام اعظم کے فرزند ہیں

۱ مناقب الامام الاعظم الموفق ج ۲ ص ۶۶ ۲ مناقب موفق ج ۲ ص ۳۱

احمد بن الصلحت ابو عبیدہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی

اللہ عنہ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں فرمایا کرتے تھے:

الناس عیال علیہ فی الفقہ و القیاس و الاستحسان

آپ کا یہ مقولہ بھی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے گہری عقیدت و محبت کا مظہر ہے

کل من جاء بعد الامام الاعظم فهو مقتبس منه ل

مندرجہ بالا ملفوظات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو حضرت سراج

الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بے پایاں عشق و محبت تھا پھر محبت کا ماخذ و منبع ہی دل ہوتا ہے اگر

دل کا تعلق کسی چیز سے ہو جائے تو ارادہ اس تعلق کو قوی تر بنا دیتا ہے اور ایک دائمی کشش و جذب

پیدا ہو جاتی ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی سے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ انہیں

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے قلبی لگاؤ تھا اور محبت کا یہ جذبہ ہر وقت بیدار رہا آپ نے حضرت

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور مجدد و شرف کا ان الفاظ میں اعتراف کیا:

”میں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر روزانہ حاضر ہوتا

ہوں۔ جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو نفل پڑھ کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور پر

حاضری دیتا ہوں اور وہاں خدا سے بتوسل ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، اپنی حاجت مانگتا ہوں تو میری

حاجت پوری ہو جاتی ہے“

اسی روایت کو صدر الائمہ امام موفق بن احمد المکی المتوفی ۳ ۵۶۸ھ کتاب مناقب

الامام الاعظم رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۱۹۹ جلد دوم میں مختلف اسناد سے بطریق امام ابو بکر خطیب

۱: مناقب موفق، ج ۲ ص ۱۶۶ الخیرات الاحسان ص ۱۰۳ ۲: مناقب موفق ج ۲ ص ۱۳۱ الخیرات الاحسان

ص ۱۰۳، ۱۷ ۳: مناقب موفق ج ۲ ص ۳۱

بغدادی بطریق تاج الاسلام امام صمعانی وغیرہ ہمارے بیان کرتے ہیں کہ علی بن میمون کہتے ہیں
 ”میں نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ابوحنیفہ کی
 قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں پھر ان کی قبر پر (بتوسل امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ) خدا سے دعا کرتا
 ہوں تو فی الفور میری حاجت پوری ہو جاتی ہے“

اسی روایت کو انہی کے الفاظ میں علامہ عزالدین بن جماعہ محدث نے بھی اپنی کتاب
 انس المحاضرہ میں ذکر کیا ہے

”ذکر اسفیری شارح بعض مجالس من احادیث البخاری نقل
 عزالدین بن جماعہ فی کتاب انس المحاضرہ عن ابن میمون قال انی سمعت
 الشافی یقول الی لا تبرک بابی حنیفہ واجی الی قبرہ یونی زائر فاز عرضت
 لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسالت اللہ تعالیٰ لحاجة عنده
 فمات بعد عنی حتی تقضى ا۔“

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ الخیرات الاحسان ۲ کے صفحہ ۲۳۰-۲۳۱ پر لکھتے ہیں

اعلم انه لم یزل العلماء ذوالحاجات یزورون قبرہ (ای قبر ابی
 حنیفہ) وتوسلون عنہ فی قضاء حوائجہم ویرون نجع ذلك منهم الامام
 الشافی لما کان ببغداد فانه جاء عنہ انه قال انی لا تبرک بابی حنیفہ واجی الی
 قبرہ فاذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسئلت اللہ عنده
 فتقضى سربعاو ذکر بعض لمتکلمین علیٰ منهاج النووی ان الشافی الصبح
 عند قبرہ فلم یقنت فقیل له لم قال تادبامع صاحب هذا القبر و ذکر ذلك غیرہ
 ایضا و زاد انه لم یجهر باسئلة والا شکال فی ذلك خلا فالمن ظن انه یعرض

۱: انوار الباری ج ۱ ص ۱۳۸ از سید احمد رضا بجنوری دیوبندی

۲: باطل شکن ص: ۲۰، ۲۱ از مولانا جعفر پھلوا ری

السنة ما يرجع ترك فعلها لكنه الان اهم منها ولا شك ان الاعلام برفعه مقام العلماء امر مطلوب متأكد و انه عند الاحتياج على رغم انف حاسد و تعليم جاهل افضل من مجرد فعل القنوت و الجهر باسئلة

یعنی علماء اور دیگر حاجت مند آپ کی قبر کی مسلسل زیارت کرتے رہتے ہیں اور آپ کو وسیلہ بناتے ہیں اور اس میں کامیاب و کامران ہوتے رہتے ہیں، انہیں میں سے امام شافعی بھی ہیں جب آپ بغداد میں تھے تو آپ نے فرمایا میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس آتا ہوں اور اس کے پاس اللہ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے اور بعض متکلمین نے ذکر کیا کہ امام شافعی نے صبح کی نماز آپ کی قبر کے پاس پڑھی تو اس میں قنوت نہ پڑھی .. آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیوں؟ تو آپ نے فرمایا اس قبر والے کے ساتھ ادب کرتے ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے اس اضافہ کے ساتھ ذکر کیا کہ آپ نے بسم اللہ جہر کے ساتھ نہ پڑھی اور اس میں کچھ اشکال نہیں کیونکہ سنت کو بعض اوقات ایسے مواقع لاحق ہو جاتے ہیں کہ جس سے اس کا نہ کرنا راجح ہوتا ہے اور یہ مواقع اس سے اہم ہوتے ہیں اور یہ چیز شک سے بالاتر ہے کہ علماء کی رفعت شان کا ظاہر کرنا بہت ہی اہم مقصد ہے اور بالخصوص حاسدوں کو ذلیل کرنے اور جاہلوں کو تعلیم دینے کے وقت قنوت پڑھنے اور بسم اللہ جہر سے پڑھنے سے افضل ہے۔

علامہ ابن حجر کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام شافعی کی طرح دیگر علماء کا بھی قدیم اور حدیثاً امام ابوحنیفہ کی قبر انور کی زیارت بہ نیت تبرک و توسل و انتفاع و استشفاع معمول رہا ہے حضرت

ان مناقب موفق ص ۱۹۹، الخیرات الحسان، ص ۱۷، ۱۰۳، انوار آفتاب صداقت، ج ۲ ص ۱۱۴، ۱۱۵، شفا، اقلوب

ص ۸۰، تحفہ دستگیر یہ (مولانا غلام دستگیر قسوری ص ۰)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عمل سے جہاں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہ غایت عقیدت کا اظہار ہوتا ہے وہاں مسئلہ استمداد و توسل کا بھی ثبوت مہیا ہو رہا ہے۔ یہ منکرین و سیلہ و استمداد اولیاء کے لیے لمحہ فکر یہ ہے انہیں چاہیے کہ اپنے غلط نظریات کے جال کو اتار پھینکیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہوں جس پر ائمہ مجتہدین عمل پیرا رہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم حدیث

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء قرآن و حدیث اور ائمہ اسلام کے ارشادات کی روشنی میں عظمت امام کی بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالسَّبِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ

بِحَسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

اور سب میں اگلے پچھلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

امام ابوحنیفہ تابعین میں سے ہیں اس لیے ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ“ کا مرثدہ جانفزا ان کے لیے بھی ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثَّرِيَاءِ لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسٍ

اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو فارس کا ایک مرد اسے پالے گا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں یہ صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے جس میں امام ابوحنیفہ کی بشارت

ہے، علامہ سیوطی کے شاگرد اور سیرت شامیہ کے مصنف حضرت شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی

فرماتے ہیں کہ شیخ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم کی طرف ہے کیونکہ اہل

فارس میں سے کوئی بھی ان کے مبلغ علم کو نہیں پہنچ سکا۔

۱: مسلم بن الحجاج القشیری، امام مسلم شریف عربی (نور محمد، کراچی) ج ۲ ص ۳۱۲

۲: ابن عابدین شامی رد المحتاج: ج ۱ ص ۴۹

امام اعظم کی خصوصیات: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد اوصاف میں دیگر ائمہ مجتہدین سے ممتاز ہیں۔

° آپ زمانہ صحابہ میں پیدا ہوئے جو بحکم حدیث خیر القرون میں سے ہے۔

° آپ نے متعدد صحابہ کرام کی زیارت کی، ان سے حدیثیں سنیں اور روایت بھی کیں۔

° تابعین کے دور میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا، مشہور محدث امام اعظم حج کے لئے روانہ

ہوئے تو مسائل حج امام صاحب سے لکھوا کر ساتھ لے گئے، حالانکہ وہ حدیث میں امام صاحب کے اساتذہ میں سے ہیں۔

° جلیل قدر ائمہ حدیث آپ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمرو بن دینار امام صاحب

کے اساتذہ میں سے ہیں اس کے باوجود آپ سے روایت کرتے ہیں۔

° آپ نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا، ائمہ اربعہ میں سے کسی اور کے اتنے

استاذہ نہیں۔

° خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ حضرت وکیع ابن الجراح کی مجلس میں کسی نے کہہ

دیا، ابوحنیفہ نے خطا کی، انہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں جبکہ ان کی مجلس علمی میں ابو

یوسف، زفر اور محمد ایسے ماہرین قیاس اور مجتہد موجود ہیں تکئی ابن ذکریا، حفص ابن غیاث، حبان

اور مندل ایسے حافظ الحدیث اور حدیث کی معرفت رکھنے والے ہوں، حضرت عبداللہ بن مسعود کی

اولاد میں سے قاسم ابن معین ایسے لغت اور عربی زبان کے امام موجود ہیں، داؤد ابن نصیر طائی

فضیل ابن عیاض ایسے پیکر زہد و تقویٰ ہیں، جہاں ایسے لوگ موجود ہوں وہ انہیں غلطی نہیں کرنے

دیں گے اور اگر ان سے خطا سرزد ہو بھی جائے تو یہ حضرات انہیں حق کی طرف پھیر دیں گے۔

آپ فقہ کے پہلے مدون ہیں ، اس سے پہلے صحابہ کرام اور تابعین اپنی یادداشت پر اعتماد کرتے تھے ، امام صاحب نے محسوس کیا کہ اگر مسائل اسی طرح بکھرے رہے تو علم کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے اس لیے آپ نے فقہ کو مختلف کتب اور ابواب پر مرتب کر دیا ، امام مالک نے موطا کی ترتیب میں آپ ہی کی پیروی کی۔

آپ کا مذہب دنیا کے ان خطوں میں پہنچا جہاں دوسرے مذاہب نہیں پہنچے۔
آپ اپنے کاروبار کی آمدن سے گزر بسر کرتے تھے ، اہل علم پر خرچ کرتے اور کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔

آپ کی عبادت و ریاضت ، زہد و تقویٰ اور حج و عمرہ کی کثرت حد تو اتر کو پہنچی ہوئی ہے!

اکابر اسلام کی تحسین اور ستائش

آپ کی تعریف و ثنا کرنے والوں میں عالم اسلام کے وہ مسلم امام ہیں جن کے مقابل مخالفین اور معترضین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابو حنیفہ کی ملاقات حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ حطیم کعبہ میں ہوئی انہوں نے معانقہ کیا اور خیریت دریافت کی ، یہاں تک کہ خدام کی خیریت بھی دریافت کی ، امام صاحب کے جانے کے بعد کسی نے پوچھا کہ اے فرزند رسول! آپ انہیں پہچانتے ہیں؟
یہ ابو حنیفہ ہیں اور اپنے شہر (کوفہ) کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔
یاد رہے کہ کوفہ اس دور میں عالم اسلام کا اہم ترین علمی مرکز تھا۔

۱: محمد بن یوسف صالحی شافعی: عقود الجمان مطبوعہ حیدرآباد دکن ص ۱۸۵، ۱۸۹ /

۲: عبدالقدر قریشی الجواہر المصیہ ج ۲ ص ۲۵۸

امام شافعی فرماتے ہیں:

کوئی شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کئے بغیر فقہ میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔

کادح ابن زحمہ کا بیان ہے:

ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس دو کپڑے ہوں ان میں سے ایک پاک اور ایک پلید ہو اور اسے معلوم نہ ہو کہ پاک کونسا ہے، اور نماز کا وقت آجائے تو وہ کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا: غور و فکر کرے جس کے پاک ہونے کا غالب گمان ہو اسے استعمال کرے (کادح ابن زحمہ کہتے ہیں) میں نے انہیں بتایا کہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ان کپڑوں میں سے ہر ایک کو پہن کر ایک ایک بار نماز ادا کرے، امام مالک نے اس شخص کو بلایا اور وہی مسئلہ بتایا جو امام ابوحنیفہ کا فتویٰ تھا۔^۲

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا اصل میدان اجتہاد اور استنباط مسائل تھا۔ حضرت ملا علی قاری نے خطیب خوارزمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تراویح ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل بیان فرمائے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) مسائل عبادات سے اور باقی معاملات سے متعلق ہیں۔ اگر ابوحنیفہ نہ ہوتے تو لوگ گمراہی اور جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔^۳

اسی لیے آپ محمد ثانیہ انداز میں حدیث پڑھانے اور اس کی روایت کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، تاہم آپ حدیث کے عظیم ترین حافظ تھے، حافظ الحدیث اس عالم کو کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث متن اور سند سمیت یاد ہو اور سند کے ایک ایک راوی کے تمام حالات سے باخبر ہو۔

حضرت محمد ابن سماعہ فرماتے ہیں:

۱: حسین بن علی الصمیری اخبار ابی حنیفہ وصاحبہ ص ۲۸۱ ص ۱۷۴

۳: عبدالقادر قرشی امام: الجواہر المفضیہ ج ۲ ص ۴۷۲

امام ابوحنیفہ نے اپنی کتابوں میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں پیش کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے آثار صحابہ کا انتخاب کیا ہے۔ ائمہ حدیث کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں

یزید ابن ہارون فرماتے ہیں: ابوحنیفہ متقی، پرہیزگار، زاہد، عالم، زبان کے سچے اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے، میں نے ان کے معاصرین بھی پائے انہوں نے یہی کہا کہ انہوں نے ابوحنیفہ سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ مشہور نقاد اور حافظ الحدیث تکی ابن معین فرماتے ہیں۔ ابوحنیفہ ثقہ ہیں، حدیث اور فقہ میں سچے ہیں اور اللہ کے دین کے امین ہیں ۳
امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شعبہ نے آپ کے وصال پر دعائے خیر کے بعد فرمایا:
اہل کوفہ سے نور علم کی ضیاء چلی گئی اب یہ لوگ ان جیسا قیامت تک نہیں دیکھیں گے ۴
حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں:

ابوحنیفہ علم میں نیزے کی انی سے زیادہ تیز راہ پر چلتے تھے، خدا کی قسم! وہ علم کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے، حرام کاموں سے منع فرماتے اور اپنے شہر والوں کیلئے سرد چشمہ تھے، وہ صرف ان حدیثوں کا لینا جائز قرار دیتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے آخری فعل کی تلاش میں رہتے تھے اور علمائے کوفہ کی اکثریت کو جس راہ حق پر پاتے اسے اپنالیتے اور اسے اپنا دین قرار دیتے تھے ۵

قاضی القضاة امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

میں نے جس مسئلے میں بھی امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا تو غور کرنے پر ان کا مذہب ہی

۱: عبد القادر قرشی امام: الجواہر المصیۃ ج ۲ ص ۴۷۴

۲: محمد بن یوسف صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۹۴ ۳: محمد بن یوسف صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۹۴

۴: حسین بن علی الصمیری: اخبار ابی وصاحبیہ: ص ۵: حسین بن علی الصمیری: اخبار ابی وصاحبیہ: ص ۷-۶

آخر میں زیادہ نجات دینے والا معلوم ہوا بعض اوقات میں حدیث کی طرف رجحان اختیار کرتا تو وہ حدیث صحیح کے مجھ سے زیادہ واقف ہوتے!

یہ بھی انہی کا بیان ہے کہ

ہم علم کے کسی باب میں امام ابوحنیفہ سے گفتگو کرتے جب امام کسی قول پر اپنا فیصلہ دے دیتے اور آپ کے تلامذہ اس پر متفق ہو جاتے یا امام صاحب فرماتے کہ ہمارا اس قول پر اتفاق ہے تو میں مشائخ کوفہ کے پاس اس توقع پر حاضر ہوتا کہ ان سے کوئی حدیث یا اثر صحابہ امام کے قول کی تائید میں حاصل کروں، چنانچہ کبھی مجھے دس حدیثیں مل جاتیں اور کبھی تین، میں وہ حدیثیں لا کر امام کی خدمت میں پیش کرتا تو وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لیتے اور بعض رد کر دیتے اور فرماتے یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے حالانکہ وہ حدیث ان کے مذہب کے موافق ہوتی، میں عرض کرتا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہے تو امام صاحب فرماتے کوفہ کا تمام علم مجھے ہے۔ ۲

امام ترمذی جو حدیث میں امام بخاری و مسلم کے بھی استاد ہیں جرح و تعدیل میں امام اعظم کے قول کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ ترمذی شریف کی دوسری جلد، کتاب العلل میں ابو یحییٰ حمانی سے روایت کرتے ہیں میں نے ابوحنیفہ کو فرماتے سنا کہ میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطاء ابن رباح سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں دیکھا۔ ۳

علامہ ذہبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔

تطبیق احادیث: احادیث میں اگر بظاہر تعارض واقع ہو تو پہلا مرحلہ یہ ہے

۱: محمد بن یوسفی صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۳۲۱: محمد بن یوسفی صالحی شافعی امام: عقود الجمان ص ۱۳۲۱

۳: عبدالاول جوئیوری، مقدمہ مفید المفتی ص ۱۰۱

کہ ان میں تطبیق دی جائے، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احادیث مختلفہ کی تطبیق میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔

سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت کسے حاصل ہوئی؟ اس بارے میں مختلف روایات ہیں، پہلے پہل ان میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں تطبیق دی کہ بڑوں میں حضرت صدیق اکبر، بچوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت زید ایمان لائے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اسی طرح رکعات نماز میں کسی کو شک واقع ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہئے اس سلسلے میں تین مختلف روایتیں ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں یوں تطبیق دی کہا اگر کسی کو پہلی مرتبہ شک واقع ہوا تو اسے از سر نو نماز پڑھنی چاہئے اور اگر اسے شک واقع ہوتا رہتا ہے تو غور کرے جس طرف اس کا غالب گمان ہو اس پر عمل کرے اور اگر کسی طرف بھی غلبہ ظن حاصل نہیں اور دونوں جانبیں برابر ہیں تو کم تعداد کو اختیار

کرے ۲ مثلاً تین اور چار میں تردد ہو تو تین رکعتیں قرار دے اور ایک رکعت مزید پڑھ لے۔

امام ابوحنیفہ اور محدثین: یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر باکمال پر حسد کیا گیا

ہے اور دانستہ یا نادانستہ اس کی عظمت کو داغ دار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ امام اعظم پر حسد نہ کیا جاتا امام صاحب نے اسی صورت حال کے پیش نظر فرمایا،

انْ يَحْسُدْ وْنِي فَاِنِّي غَيْرُ اِيْمِهِمْ قَبْلِي مِنَ النَّاسِ اَهْلُ الْفَضْلِ قَدْ حَسَدُوْا
فَدَامَ لِيْ وَلَهُمْ مَا بِيْ وَمَا بِهِمْ وَ مَا تَاكْتُرُنَا غِيْظًا لِّمَا وَ جَدُوْا ۳

۱: عبدالوہاب عبداللطیف حاشیہ الصواعق المحرقة (مطبوعہ مکتبہ قاہرہ مصر) ص ۷۶

۲: عبدالعزیز پرہاروی: کوثر النبی (مکتبہ قاسمیہ ملتان) ج ۱، ص ۱۴۱ عبد القادر قریشی الجواہر المصیۃ ج ۲ ص ۲۹۸

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو میں انہیں ملامت نہیں کرتا مجھ سے پہلے فضیلت والوں پر حسد کیا گیا ہے۔

میری خوبی اور حالت میرے ساتھ رہی اور انکی ان کے ساتھ اور ہم میں سے اکثر اپنے صدے کے غصے میں مر گئے۔

ضابطہء جرح و تعدیل: مشہور یہ ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہے لیکن

یہ مطلقاً صحیح نہیں ہے، امام حافظ تاج الدین سبکی، طبقات کبریٰ میں فرماتے ہیں:

ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس شخصیت کی امامت و عدالت ثابت ہو تو اس کی مدح اور تعریف کرنے والے زیادہ اور اس پر جرح کرنے والے کم ہوں اور مذہبی تعصب یا اس کے علاوہ دیگر قرائن بھی موجود ہوں جن کی بنا پر جرح کی گئی ہو تو ہم جرح کو قابل توجہ قرار نہیں دیں گے اور ہم اس شخص کی عدالت کو تسلیم کریں گے، کیونکہ اگر ہم یہ دروازہ کھول دیں اور مطلقاً جرح کا مقدم ہونا تسلیم کر لیں تو کوئی امام بھی محفوظ نہیں رہ سکے گا اس لئے کہ ہر امام پر کچھ نہ کچھ لوگوں نے طعن کیا ہے اور ہلاکت کی وادی میں جا گرے ہیں!

حدیث اور قیاس: بعض شوافع نے کہا کہ امام ابوحنیفہ قیاس پر عمل کرتے

ہیں اور حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض محدثین "قال بعض اهل الراء" کے عنوان سے امام صاحب کا قول بیان کرتے ہیں:

یہ الزام حقیقت کے سراسر خلاف ہے، حضرت عبداللہ ابن المبارک فرماتے ہیں امام

ابوحنیفہ نے فرمایا:

ان محمد بن یوسف صالحی عقود الجمان ص ۳۹۳

جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہم تک پہنچے تو سر آنکھوں پر اور جب صحابہ کرام سے مروی ہو (اور صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف ہو) تو ہم ان میں سے کسی ایک کا قول اختیار کرتے ہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ہم ان میں سے کسی کا قول بھی اختیار نہ کریں اور جب تابعین کا قول مروی ہو تو ہم ان سے اختلاف کرتے ہیں!

امام صاحب کی مجلس میں ایک شخص نے تعریض کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا، امام اعظم نے فرمایا:

تمہارا یہ کلام بے محل ہے ابلیس لعین نے اللہ تعالیٰ کا حکم رد کرنے کے لئے قیاس کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا

أَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا

کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے

اور ہم اس لئے قیاس کرتے ہیں کہ ایک مسئلے کو دلائل شرعیہ میں سے کسی دلیل، کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اجماع صحابہ کی طرف راجع کہیں، ہم اجتہاد کرتے ہیں اور اتباع خداوندی کے گرد گردش کرتے ہیں ہمارے قیاس کا اس قیاس سے کیا تعلق؟ ۲

اس شخص نے برملا توبہ کی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو منور کرے جس طرح آپ نے میرا دل منور کیا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ احناف کے نزدیک سند کے لحاظ سے ضعیف حدیث قیاس پر مقدم ہے جب کہ امام شافعی حدیث ضعیف کی بعض قسموں پر قیاس کو مقدم قرار دیتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک حدیث مرسل جسے تابعی، صحابی کا ذکر کئے بغیر روایت کرے (حجت ہے جب کہ

۱: محمد بن یوسف صالحی عقود الجمان ص ۱۷۳/۲: عبدالقادر القریشی الجواہر المصیہ ج ۲ ص ۴۷۳

امام شافعی کے نزدیک حجت نہیں ہے امام ابوحنیفہ صحابی کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے صحابی نے وہ حدیث حضور اکرم ﷺ سے سنی ہو جب کہ امام شافعی صحابی کی تقلید نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل کے بارے میں مشہور ہے کہ ان کے مذہب کی بنا حدیث پر ہے تحقیق اور تتبع سے پتا چلتا ہے کہ امام احمد کا اختلاف امام ابوحنیفہ سے اتنا نہیں جتنا امام شافعی سے ہے۔ ۱۔
حضرت نصر ابن محمد ابن یحییٰ فرماتے ہیں۔

میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا آپ کو امام ابوحنیفہ پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ قیاس کرتے ہیں، میں نے کہا کیا امام مالک قیاس نہیں کرتے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں وہ قیاس کرتے ہیں لیکن ابوحنیفہ کا قیاس کتابوں میں محفوظ ہو گیا ہے، میں نے کہا امام مالک کا قیاس بھی کتابوں میں محفوظ ہے فرمایا: ابوحنیفہ ان سے زیادہ قیاس کرتے ہیں میں نے کہا آپ کو چاہیے تھا کہ امام ابوحنیفہ پر ان کے حصہ کے مطابق کلام کرتے، تو امام احمد خاموش ہو گئے۔ ۲۔
علامہ عبدالعزیز پرہاروی فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کا طریقہ یہ تھا کہ اس حدیث کو ترجیح دیتے تھے جو قیاس کے موافق ہوتی تھی اور مخالف قیاس حدیث کو مرجوح قرار دیتے تھے، امام صاحب حدیث کو ترجیح دینے کے لیے عقلی دلیل بیان فرمادیتے تھے لیکن بعض حنفی علماء نے حدیث کے تلاش کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا اور صرف عقلی دلائل بیان کر دیئے جس سے لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہو گیا کہ اس مذہب کی بناء ہی رائے اور قیاس پر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث کی

۱: عبدالعزیز پرہاروی کوثر النبی ج ۱ ص ۵۴

۲: محمد بن یوسف صالحی عقود الجمان ص ۱۷۳

معرفت اور اتباع سنت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں جن پر امام ابوحنیفہ نے عمل نہیں کیا اور وجہ بھی ملاحظہ فرمائیں

کیوں عمل نہیں کیا۔

حدیث مُصْرَاة: عرب میں تاجروں کی عام طور پر یہ عادت تھی کہ مادہ جانور

کے فروخت کرنے سے پہلے ایک دو دن اس کا دودھ نہیں دوہتے تھے۔ خریدار تھنوں کو دودھ سے بھر

ہوا دیکھ کر وہ جانور گراں قیمت پر خرید لیتا، گھر جا کر اس پر منکشف ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا دھوکہ ہوا

ہے ایسے جانور کو مصراة کہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرسل ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

: جو شخص مصراة بکری خریدے اور گھر جا کر اس کا دودھ دوہے تو اگر اس کے دودھ پر راضی ہے تو

اسے رکھ لے ورنہ وہ بکری اور اس کے ساتھ ایک صاع (ساڑھے چار سیر) کھجور واپس کر دے۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ خریدار بکری واپس نہیں کر سکتا البتہ دودھ کی کمی کے سبب

بکری کی قیمت میں جتنی کمی واقع ہوگی وہ بائع سے لے سکتا ہے، امام صاحب نے اس حدیث پر

عمل نہیں کیا اور عمل نہ کرنے کی وجوہ درج ذیل ہیں

۱۔ یہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہے، ارشاد بانی ہے؛

فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ

تم پر جتنی زیادتی کی گئی ہے تم بھی اتنی ہی زیادتی کرو

خریدار نے بکری کا دودھ جو پیا ہے ضروری نہیں کہ ایک صاع کھجور کے برابر ہو کم بھی

۱۔ عبدالعزیز پر ہاروی کوثر النبی ج ۱ ص ۵۳؛ مسلم بن الحجاج القشیری، امام مسلم شریف (نور محمد کراچی) ج ۲ ص ۴

ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی۔

۲۔ یہ حدیث معروف کے خلاف ہے، حضور ﷺ سے مروی ہے کہ: الخمر انج بالضممان خریدی ہوئی چیز کی پیداوار اور آمدن کا استحقاق اصل کی ضمانت کی بنا پر ہے ایک شخص نے غلام خرید کر اسے اجارہ پر دیا بعد میں اس کے عیب کا پتا چلا، اس نے یہ مسئلہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا حضور نے عیب کی بنا پر غلام واپس کر دیا، بائع نے عرض کیا حضور اس سے نفع بھی حاصل کیا ہے: فرمایا: الغلۃ بالضممان: نفع ضمانت کی بنا پر ہے۔ یعنی اگر غلام مرجاتا تو اس کی ذمہ داری میں مرتا۔

۳۔ یہ حدیث اجماع کے خلاف ہے کیونکہ اگر کوئی شخص دوسرے کی کوئی چیز ضائع کر دے تو اس پر اجماع ہے کہ اس کے بدلے میں ویسے ہی چیز دے یا قیمت ادا کرے۔

اس اجماع کے مطابق بکری واپس کرنے کی صورت میں خریدار پر لازم ہونا چاہیے کہ جتنا دودھ پیا ہے اتنا دودھ واپس کر دے یا اس کی قیمت، ایک صاع کھجوریں نہ تو دودھ کی مثل ہیں اور نہ اس کی قیمت۔

۴۔ یہ حدیث قیاس کے بھی خلاف ہے کیونکہ کسی کی کوئی چیز ضائع کر دینے کی صورت میں قیاس یہ ہے کہ یا تو اس کی مثل ادا کی جائے یا ثمن یا قیمت، ایک صاع کھجور نہ ثمن ہے نہ قیمت اور نہ مثل۔ ثمن وہ معاوضہ ہے جو بائع اور مشتری کے درمیان طے پائے اور قیمت وہ مالیت ہے جو بازار کے بھاؤ کے حساب سے ہو۔

۵۔ امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ بکری کی فروخت کے وقت جو دودھ موجود تھا وہ بائع کی ملکیت تھا جب بکری کی بیع منسوخ ہوئی تو اس دودھ

ابو جعفر محمد بن احمد الطحاوی: شرح معانی الآثار (ایچ ایم سعید کمپنی کراچی) ج ۲ ص ۲۷۷

عبد القادر القرشی الجواہر المیہ ج ۲ ص ۱۸-۳۱۷

کی بیع بھی منسوخ ہوگئی اور چونکہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے اس لئے وہ دین کی دین کے ساتھ بیع
ہوا اور اس کے مقابل ایک صاع کھجور خریدار کے ذمہ پر آگئی وہ بھی دین ہے تو یہ دین کے دین کے
ساتھ بیع ہوئی اور وہ حکم شریعت ممنوع ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْكَالِيءِ بِالْكَالِيءِ ۚ
حضور ﷺ نے دین کی دین سے بیع کرنے سے منع فرمایا

گتے کے جھوٹے برتن کا حکم: امام بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال
دے تو وہ اسے سات مرتبہ دھوئے۔

امام ابو حنیفہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا، ان کے نزدیک تین مرتبہ دھونا ہی کافی ہے

مذکورہ بالا حدیث پر عمل نہ کرنے کی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں

۱۔ یہ حدیث مضطرب ہے کسی روایت میں ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور پہلی مرتبہ مٹی

کے ساتھ دھوئے، کسی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ مٹی کے ساتھ دھوئے، کسی روایت میں آخری

مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونے کا حکم ہے ایک روایت میں دوسری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونے کا حکم ہے

اس اضطراب کی بناء پر اس حدیث پر عمل نہیں کیا گیا۔

۲۔ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ جب راوی کو خود اپنی روایت کے خلاف عمل ہو تو اس

کی روایت کو نہیں بلکہ اس کے عمل کو اپنایا جائے گا۔ کیونکہ جس راوی کی دیانت پر اعتماد ہو وہ جب

ایک حدیث رسول ﷺ سے روایت کرتا ہے اور خود اس کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ حدیث اس راوی کے نزدیک منسوخ ہے یا اس کے معارض اس سے زیادہ قوی حدیث موجود ہے وغیر ذالک۔

شیخ تقی الدین ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک کتے کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے گا۔

حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کوئی نے اپنی مصنف کے ایک حصہ کا نام کتاب الرد علی ابی حنیفہ رکھا ہے اور اس میں وہ ایسی حدیثیں لائے ہیں جو بظاہر امام اعظم کے مذہب کے خلاف ہیں علامہ عبدالقادر قرشی متوفی ۵۷۷ھ اور علامہ قاسم ابن قطلوبغا نے اس کا تفصیلی رد لکھا، علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی (مصنف السیرۃ الشامیہ) نے عقود الجمان میں اجمالاً رد کیا، فقیہ اعظم مولانا محمد شریف سیالکوٹی نے ”تائید الامام باحادیث خیر الانام“ کے نام سے اس کا جواب لکھا صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرآدا آبادی نے اس پر تفریظ لکھی وہ فرماتے ہیں:

حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو اس تحریر کی ضرورت نہ کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جز بناتے یا کتاب الرد کو اپنی مصنف سے خارج کرتے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ کی بارہ ضخیم جلدوں میں فقہ حنفی کو ایسے دلائل و براہین سے بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں فتاویٰ رضویہ، فقہ حنفی کا وہ دائرہ المعارف ہے کہ کسی بھی مسئلے پر تفصیلی دلائل اس میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اب اس جدید دور کے تقاضہ کے مطابق ترجمہ و تخریج کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے چھبیس ۲۶ ضخیم جلدوں میں شائع کیا ہے۔ امید ہے تیس جلدوں میں قدیم بارہ جلدیں سما جائیں گی۔ (۲۰۰۳ء)

۱: عبدالقادر القرشی الجواہر المیہ ج ۲ ص ۱۸-۳۱۷ ۲: محمد شریف سیالکوٹی فقہ الفقیہ ص ۳۳۵

مشہور غیر مقلد عالم مولوی نذیر حسین دہلوی نے شافعیہ کی تقلید میں یہ فتویٰ دیا کہ سفر کی حالت میں بغیر عذر کے سفری نمازیں ایک نماز کے وقت میں پڑھی جاسکتی ہیں، امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں سوا سو صفحات کا ایک رسالہ حجاز البحرین الواتی عن جمع الصلوٰاتین تین تحریر فرمایا اور اس میں حدیث کی روشنی میں مذہب حنفی کو بیان کیا اس رسالے میں حدیث سے متعلق محدثانہ ابحاث کو دیکھ کر بڑے بڑے محدث انگشت بدنداں رہ گئے۔

قاری عبدالرحمن پانی پتی اور مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ نماز تراویح میں سورہ برأت کے علاوہ ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ شریف کا بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے ورنہ ختم مکمل نہ ہوگا، امام احمد رضا بریلوی نے اس موضوع پر ایک رسالہ قلمبند فرمایا، جس کا نام ”وصاف الرجیح فی بسمۃ التراویح“ اور تفصیلی دلائل سے ثابت کیا کہ فقہ حنفی کے مطابق سورہ نمل کے علاوہ صرف ایک مرتبہ بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھی جائے گی۔ یہ فتویٰ حرف آخر ثابت ہوا اور آج اب دیکھ سکتے ہیں کہ تمام حفاظ کا اسی پر عمل ہے۔

روئے زمین پر جب تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی الدال علی الخیر کفایہ کے مطابق اس کا ثواب امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ملتا رہے گا اور رہتی دنیا تک فقہاء اور قانون دان حضرات امام اعظم سے کسب فیض کرتے رہیں گے۔

نوٹ: مولانا عبدالحکیم محمد شرف قادری مدظلہ کا یہ تحقیقی مقالہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۴ء کو جامعہ

رضویہ سٹیٹ ٹاؤن راولپنڈی میں پڑھا گیا (تالش قصوری)

ببارگاہ امام اعظم رضی اللہ عنہ

نگہبان شریعت حضرت نعمان بن ثابت
حدی خوان طریقت ، حضرت نعمان بن ثابت
سراج امت و مشکوٰۃ ملت ، مشعل قدرت
مہ چرخ فقاہت ، حضرت نعمان بن ثابت
عل برادر سنت ، حُجَّۃ اللہ ، آیہ ء رحمت
قطیعِ رفض و بدعت ، حضرت نعمان بن ثابت
تفقہ میں بھی لافانی ، تدبر میں بھی لاثانی
امام اہل سنت ، حضرت نعمان بن ثابت
سراپا ورع و تقویٰ ، سربسر ایمان و حق گوئی
جسم علم و حکمت ، حضرت نعمان بن ثابت
رسولِ دوسرا نے جن کی آمد کی بشارت دی
وہی آقائے نعمت ، حضرت نعمان بن ثابت
ہوئی تدوینِ علم شرع تا تب جنکے ہاتھوں سے
وہ فرزندِ رسالت ، حضرت نعمان بن ثابت

امام اعظم ابوحنیفہ

خدا کا پیار ہمارا رہبر امام اعظم ابوحنیفہ
پہر دین نبی کا اختر امام اعظم ابوحنیفہ

خدا کے بندوں پہ حصر کیا ہے نہ دیکھا چشم فلک نے اب تک
تمہارا ثانی تمہارا ہمسر امام اعظم ابوحنیفہ

قسم ہے دور قمر میں شہرہ تری فقاہت کا چار سو ہے
تری فضیلت کا ذکر گھر گھر امام اعظم ابوحنیفہ

امام مالک امام حنبل بخاری و شافعی مقرر
مثال انجم ہیں تو ہے خاور امام اعظم ابوحنیفہ

الٹ دیا تخت نجد جس نے جہاں میں آکر بروز روشن
وہ ہے حبیب شفیع محشر امام اعظم ابوحنیفہ

اشاروں سے مہر و ماہ دونوں بتا رہے ہیں چمک چمک کر
ہے چرخ دین نبی کا محور امام اعظم ابوحنیفہ

تری بدولت ہوا منور رسول اکرم کا دین ایسا
ہے چشم خورشید دہر ششدر امام اعظم ابوحنیفہ

کلام حق کے سمجھنے والے حدیث قدسی کے نکتہ داں ہو
خدا کی رحمت مدام تم پر امام اعظم ابوحنیفہ

جلا کے کزدے گا خاک خواجہ ہر اک نجدی کے دل جگر کو
ترے فضائل سنا سنا کر امام اعظم ابوحنیفہ

بارگاہ امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی

ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امام اعظم ابوحنیفہ
 زمانہ بھرنے زمانہ بھر میں بہت تجسس کیا لیکن
 سپر علم و عمل کے سورج تھی ہو سب ہیں تمہارے تارے
 تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
 نہ کیوں کریں ناز اہل سنت کہ تم سے چکا نصیب اُمت
 خدا نے تجھ کو وہ دی ہے رفعت کہ تیرا منسوب بھی ہے مرفوع
 ہوا اولی الامر سے ثابت کہ تیری طاعت اہم واجب
 کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا ہناسارا
 جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
 کہ جتنے فقہا، محدثین ہیں تمہارے خرمن کے خوشہ چیں ہیں
 سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآن

ہمارے بچا ہمارے ماوے، امام اعظم ابوحنیفہ
 ملا نہ کوئی امام تم سا، امام اعظم ابوحنیفہ
 تھی سے چکا ہے جو بھی چکا، امام اعظم ابوحنیفہ
 کہ پیشوایان دیں نے مانا، امام اعظم ابوحنیفہ
 سراج امت ملا جو تم سا، امام اعظم ابوحنیفہ
 تری اضافت میں رفع پایا، امام اعظم ابوحنیفہ
 خدا نے تم کو کیا ہمارا، امام اعظم ابوحنیفہ
 مگر کسی کے جگر میں آرا، امام اعظم ابوحنیفہ
 بخاری و مسلم ابن ماجہ، امام اعظم ابوحنیفہ
 ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ، امام اعظم ابوحنیفہ
 پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ، امام اعظم ابوحنیفہ

خبر لے اے دیکھ امت ہے سالک بے خبر پہ ہدایت
 وہ تیرا ہو کر پھر سے بھٹکتا، امام اعظم ابوحنیفہ

رحمت الرحمان اردو شرح قصیدۃ النعمان

درشان سیدانس وجان صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف سراج الامت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اردو شرح عارف طریقت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ (میردوال)

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے وقت یہ قصیدہ مبارکہ امام ہمام امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آقائے نامدار، سرور عالم و عالمان، شفیع المذنبین، رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا جو عربی زبان میں ۵۳ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان، مقام محبوبیت، حیات النبی، معجزات باہرہ آپ کے افضل الخلق اور جامع الصفات ہونے کے ساتھ ساتھ ندائے یارسول اللہ، رضائے مصطفیٰ، وسیلہ مبارکہ، شفاعت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد محامد و فضائل نظم کرتے ہوئے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً احناف کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہے۔

اس قصیدہ مبارکہ کے منظوم اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں برصغیر پاک و ہند کے ایک عالم اجل، فقیہ ائم، ادیب شہیر علامہ عصر حضرت علامہ مولانا محمد اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (میردوال) نے اس کا اردو میں ترجمہ و شرح کرتے ہوئے حق ادا کر دیا ہے اور ہر ایک شعر کی تشریح و وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی ہے۔ یہ کتابی شکل میں قبل ازیں بھی چھپ چکی ہے۔ لیکن اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر اسے مع دیباچہ و مقدمہ کے الحسن کے اس خصوصی نمبر میں دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

دیناچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

حمد باری تعالیٰ عز اسمہ

معراج ہے چشم حوصلہ کی | رویت ہے ہلال بسمہ کی!
 دل شکر خدا کا معترف ہے | نالہ الحمد کا الف ہے
 ہر موئے بدن اگر زباں ہو | ممکن نہیں حمد کا بیاں ہو
 قاصر ہیں سب اصل مدعا سے
 پوچھو یہ زباںِ مصطفیٰ سے

نعت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا نعت رسول کا ہو اثبات | چھوٹا سا ہے منہ بہت بڑی بات
 شاہشہ انبیا محمد | ہے عرش بریں پہ جس کی مسند
 معراج ہے اوج باب عالی | قوسین خم رکاب عالی
 غائب نہ وہ نور ہے نظر سے
 صاد صلوت آنکھیں مانگے

اما بعد

سرتاپا عیب، اپنے گناہوں سے شرمسار، خدا کی رحمت کا امیدوار محمد اعظم بن محمد یار ناظرین پاک
 خیال کی خدمت میں عرطل کرتا ہے کہ ان دنوں اتفاق وقت سے تذکرہ معاذیہ جو حضرت معاذ بن
 جبل رضی اللہ عنہ کے یمن جانے اور خواب میں وفات سرور کائنات و فخر موجودات علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ افضل
 الصلوٰۃ واکمل التحیات کے دیکھنے اور بصد و لولہ واضطراب مدینہ منورہ میں پہنچنے اور ہر ایک صحابی سے مل

س کر آپ کی وفات کا حال پوچھنے اور کمال عشق و محبت کے اظہار میں بزبان عربی تصنیف ہے عاجز کی نظر سے گزرا۔ اس کے آخر میں بطور خاتمہ قصیدہ متبرکہ تصنیف حضرت امام الائمہ سراج الائمہ فخر الفقہاء و شہین کمال معنی صورت مجسم رافت روئی امام ابوحنیفہ کوئی رحمۃ اللہ علیہ مرقوم ہے دیکھا گیا۔

یہ قصیدہ اس وقت کا جوش طبع ہے جبکہ آپ کو زیارت فیض زیادت روضہ ریاض جنت کی مدینہ طہرہ زاد ہا اللہ شرفا میں ہوئی تھی۔ چونکہ آج تک ایسا قصیدہ حاوی صد ہا نکات و معانی گنج مخفی کی طرح اس خاص جگہ میں تھا خیال میں گزرا کہ اگر بنظر افادہ عوام اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو بہبودی دین و نیا ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا بھی ثواب اور خوشنودی حق تعالیٰ ہے۔ اس خیال سے اس کو حتی الوسع بسط و فصیل کے ساتھ تمام کیا بعونہ و منہ تعالیٰ اور بعد اتمام کے بفرض اشاعت و استمزاج بخدمت فیض رحمت جناب مولانا مولوی حافظ محمد عبدالاحد صاحب سلمہ (مالک مطبع مجبائی واقع دہلی) بھیج دیا سو الحمد للہ کہ مولانا موصوف نے اول سے آخر تک ملاحظہ فرمایا اور بعض بعض مناسب مقامات پر اصلاح بھی مائی اور ہر شعر کو خوش اسلوبی سے دو دو شعر ترجمہ کے ساتھ بھی مزین فرمایا، حق تعالیٰ قبول فرمائے۔

مؤلف

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تذکرہ

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک نعمان تھا اور کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم کیونکہ آپ اس قصیدہ سے متعلق حضرت مولانا عبدالعلی آسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ قصیدہ مجموعہ تذکرہ معاذ بن جبل رحمۃ اللہ علیہ کے اخیر میں بطور خاتمہ کے چھپ گیا ہے اور نیز سلف صالح نے تاریخ میں اس قصیدہ متبرکہ کا پتہ دیا ہے اور یہ قصیدہ اس وقت کے جوش طبع کا نتیجہ ہے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ منورہ میں روضہ مقدمہ حضرت رسالت پناہ روحی فدا لیا زیارت سراپا خیر و برکت بمعانینہ چشم صوری و عین معنوی نصیب ہوئی۔ اس قصیدہ میں جا بجا نکات و دقائق و حقائق سراپا الہی کی طرف اشارہ ہے بلکہ تمام قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرہ و محامد زاہرہ و فضائل قرآنیہ و شمائل مدنیہ سے بھرا ہوا ہے کہ ایک ایک شعر اس کا دلدادگان شاہد رسالت و طالبان ذکر حضرت نبوت کے واسطے جوش و روش پیدا کرنے والا ہے اور طالب کو مطلوب تک پہنچانے والا ہے۔ (صفحہ ۶۲۷، دہوس المقدمین)

اپنے وقت میں فقہ اور اجتہاد اور تتبع کتاب و سنت میں بہت درجہ رکھتے تھے۔ سرآمد فضلاء کا ملین و علمائے متبحرین تھے، ان کے باپ کا نام ثابت تھا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ ثابت کا باپ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ثابت ساتھ تھا۔ آپ نے دونوں کی اولاد کے واسطے خیر و برکت کی دعا کی۔ امام اعظم فارسی النسل اور ابنائے فارس سے تھے۔ بحکم مرویہ بخاری و مسلم و متفقہ دیگر محدثین

لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثَّرِيَا وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالثَّرِيَا لَيُنَاوِلُهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ فَارِسٍ
ترجمہ: اگر علم ثریا میں ہو تو اہل فارس کے کچھ لوگ اسے پالیں گے (حاصل کر لیں گے) ایک روایت میں علم کی بجائے دین کا لفظ ہے۔

آپ مخزن علم و ایمان تھے، ورع و تقویٰ کی زہد و ریاضت میں قدم آگے تھا۔ اہل عرفان کے بڑے بڑے پیشوا مثل ابراہیم ادہم و فضیل بن عیاض و داؤد طائی و بشر حافی رحمۃ اللہ علیہم آپ سے مستفیض تھے۔ فقہائے محدثین میں سے عبد اللہ بن مبارک و سفیان بن عیینہ و سفیان ثوری و عبد الرزاق و حماد بن زید و کعب و اعمش و مقبری استاد بخاری و بیہم جیسے علمائے اعلام آپ کے شاگرد تھے۔

تعلیم دقاتق کتاب و سنت و معارف کیلئے من جملہ شیوخ اس فن کے آپ کو امام الانام زبدہ خاندان نبوی قدوہ دودمان مرتضوی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خاص نسبت تھی اور بیعت بھی انہیں سے تھی۔

مقامات علیہ کی سیر حضرت ابن رسول بحق ناطق امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام سے کی چنانچہ امام محمد و ابی یوسف اور کعب سے منقول ہے کہ ابو حنیفہ علیہ السلام امام جعفر صادق علیہ السلام کے مزار پر انوار پر بڑی ارادت سے جاتے تھے، عتبہ (آستانہ) عالیہ کی خود جاروب کشی کرتے اور مجاوروں کو کچھ دیتے۔

حافظ قرآن تھے ہر ایک مسئلہ کیلئے بارہا تمام قرآن پر نظر کرتے، اجتہاد میں آپ کا پایہ عالی تھا۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا طریق اقتباس نہایت ادق اور احوط ہے۔ اس لئے بعض نا فہموں نے جو ان دقاتق کو نہیں پہنچے آپ کی شان والا میں بلباس تحکم و استعلا کچھ کچھ کہا ہے و لنعم ما

بِأَخْكَامٍ وَأَثَارٍ وَفَقْهِ | كَأَيَاتِ الزُّبُورِ عَلَى الصَّحِيفَةِ
 لَمَّا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهُ، نَظِيرٌ | وَلَا بِالْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوفَةِ
 يَيْتٌ مُشِيرًا سَهْرًا لِلَّيَالِ | وَصَامَ نَهَارَهُ، لِلَّهِ خِيفَهُ
 (تبیض الصحیفہ صفحہ ۲۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن)

ترجمہ: مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہروں اور شہروں میں بسنے والوں کو زینت دے دی ہے۔
 احکام شرعی، احادیث اور فقہ کے باعث جو آیات زبور کی طرح ورق پر مرقوم ہیں۔ پس نہ تو دونوں
 مشرقوں میں ان کی کوئی نظیر ہے اور نہ دونوں مغربوں میں اور نہ شہر کوفہ میں۔ وہ مستعد عبادت ہو کر
 راتوں میں بیدار رہتے ہیں اور اللہ کے ڈر سے دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

اعیان و اکابر اہل علم نے آپ نے مذہب کو ترجیح دی کما قال غیر واحد

حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ | يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ
 دِينِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى | ثُمَّ اعْتَقَادِي مَذْهَبَ النُّعْمَانِ
 (تبیض الصحیفہ صفحہ ۳۱، مطبوعہ دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن)

ترجمہ: قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے نیکوں میں سے جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ
 میرے لئے کافی ہے اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور پھر مذہب نعمان کی
 صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔

آپ مستغنی عن التوصیف ہیں آپ کے مناقب بے شمار اور اوصاف بیرون از حصار ہیں۔ ائمہ
 اعلام مقلدین و غیر مقلدین نے آپ کے مناقب و محامد میں بقدر ماتیر تصنیفیں کی ہیں۔ اس کے
 دریافت کرنے کو کتب ذیل دیکھنی چاہیں:-

۱: خیرات الحسان فی ترجمۃ النعمان (علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

۲: تبیض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ (حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

۳: شقائق النعمان (علامہ جلال الدین محشری رحمۃ اللہ علیہ)

۴: بستان فی مناقب النعمان (شیخ محی الدین عبدالقادر ابن الوفا حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

۵: کشف الاسرار (عبداللہ بن محمد حارثی)

۶: انتصار (یوسف بن فرغلی سبط ابن جوزی)

۷: تحفة السلطان فی مناقب النعمان (ابن کاس)

۸: عقود الجمال فی مناقب النعمان (ابو عبداللہ بن محمد دمشقی)

۹: عقود الجمال فی مناقب النعمان (امام ابو جعفر طحاوی)

۱۰: اکمال فی اسماء الرجال (صاحب مشکوٰۃ)

۱۱: طبقات (ملا علی قاری)

۱۲: مجلہ (مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس)

۱۳: کشف المحجوب (علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ)

۱۴: تذکرۃ الاولیاء (شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)

۱۵: نافع الکبیر لمن یطالع جامع الصغیر (مولانا عبدالحی فاضل لکھنوی)

۱۶: جلب المنفعت (نواب صدیق حسن خاں)

۱۷: سیرت النعمان (علامہ شبلی نعمانی پروفیسر علی گڑھ کالج)

۱۸: تنویر الحاسہ فی مناقب الائمة الثلاثة (مولوی محمد حسن)

۱۹: روح الایمان فی مناقب النعمان ۲۰: امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی

ان کے سوا صد ہا کتابیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ہیں اور لاکھوں اہل کشف کے اقوال

شاہد ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی متاخرین =

اور بہت سے متقدمین سے منقول ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا -- یُوْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ - لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا

بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهِ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

مقدمہ

چونکہ قصیدے کا آغاز ”یا“ سے ہے جو حرف ندا ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ حیاتِ انبیاء اور جوازِ ندا کا ثبوت اول دیا جائے تاکہ ظنونِ فاسدہ اور شکوکِ جبلاء اول دل سے دور ہو جائیں اور ملامت و کدورت نہ رہے۔ واضح ہو کہ پایہ ثبوت شرعیہ تین ہیں (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) عمل اُمت یا اجماع۔ جب ان سے کوئی امر ثابت نہ ہو تو پھر ایک چوتھے کی حاجت پڑتی ہے جسے قیاس کہتے ہیں۔

قرآن

۱: اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے کہ ”شہید زندہ ہیں“ اور پیغمبران سے افضل ہیں۔

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَنَّهُ خَاصَّةً: میرا بندہ کثرتِ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو اسے ضرور دیتا ہوں۔

جائے غور و تامل ہے کہ صفات محدودہ بشریہ کے زائل ہونے سے صفات غیر محدودہ حقہ حاصل ہوتی ہیں جیسے دور دراز سے سننا، دیکھنا، یا سنانا یا پہنچانا وغیرہ۔ تو جب بالجملہ علائقِ دنیوی سے پاک ہو کر بالکل الی اللہ و فی اللہ ہو جائے کیونکہ صفات حقہ سے متصف نہ ہوگا۔ فافہم۔

۲: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (پ ۲، ع ۳) ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (پ ۳، ع ۳) (ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں)۔

۳: کیونکہ وہ کامل الشہادت ہیں۔

۲: یہ بھی فرمایا ہے کہ ایمان والوں کا مرنا جینا برابر ہے اور پیغمبر ان سے افضل ہیں۔ ۳
 ۳: یہ رسول تمہارا گواہ ہے جس روز کہ پیغمبر اپنی اپنی امت پر گواہی دینے کو حاضر ہوں گے اور تو اس
 (اپنی) امت پر گواہی دینے کو بلایا جائے گا، اگر وہ زندہ نہیں اور ہمارے حال سے مطلع نہیں تو کیا
 گواہی دیں گے؟

لَا أَمَّ حَيْسَبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السِّنَاتِ أَنْ نُجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءَ
 مَخْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ (ب، ۲۵، ۱۸۶) (کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں
 گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کا مرنا اور جینا برابر ہے) نافع مدنی، ابن کثیر، ابو عمر بصری، ابن عمر شامی،
 سلیمان، امش ائمہ قرأت کے نزدیک سوا کے آخرتوں میں ضمہ ہے۔ اس کے مطابق ترجمہ یہی ہے جو درج ہوا۔
 ۲: کیونکہ یہ کامل الایمان ہیں۔

۳: تفسیر عباسی میں لکھا ہے کہ محی المؤمنین وممات المؤمنین سوا بسوا یعنی ایمان والوں کا مرنا اور جینا برابر برابر ہے۔
 ۴: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در جامع البرکات نوشتہ دے رحمۃ اللہ علیہ بر احوال و اعمال امتان مطلع است و بر مقربان و
 خاصان خود مدد و مفیض و حاضر و ناظر۔ ترجمہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”جامع البرکات“ میں لکھا ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے حالات و اعمال سے آگاہ ہیں اور اپنے مقربوں اور خاصوں کیلئے مدد و فیض رساں اور
 حاضر و ناظر ہیں۔ و شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی در تفسیر خود تحت قول اللہ تعالیٰ وَ يَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ
 شَهِيدًا (پ، ۲، ۱۶) و باشد رسول شامبر شاہ گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ
 از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی ماندہ است کدام است بس اومی شناسد گناہان شمار او
 درجات ایمان شمار او اخلاص شمار و نفاق شمار۔ اتھی (ترجمہ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں وَ يَكُونُ
 الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے ذیل میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہوں گے کیونکہ آپ اپنے نور نبوت کی وجہ
 سے ہر دیندار کے درجے اور رتبے سے آگاہ ہیں کہ وہ دین کے کس مرتبے پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت
 ہے اور وہ کون سا حجاب ہے جس سے وہ ترقی سے رک گیا ہے پس آپ تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے
 ایمان کے درجوں اور تمہارے اخلاص و نفاق سے بھی واقف ہیں) و ملا علی قازی در شرح شفا از ابن دینار تابعی کی
 روایت کردہ است کہ روح علیہ السلام حاضر فی بیوت اهل الاسلام یعنی روح مبارک آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام کے
 گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔ الدرالمعظم

احادیث

۱: مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُوسَىٰ فَإِذَا هُوَ فِيهِ قَائِمٌ يُصَلِّي (اخرجه مسلم بن انس ۱۲) معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں (انباء الاذکیاء للسيوطی)

۲: آپ نے فرمایا دنوں میں اچھا دن جمعہ ہے اس روز بہت درود پڑھا کرو کیونکہ جو مجھ پر درود بھیجے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی مٹی میں کچھ رہ نہیں جاتا، آپ نے فرمایا ان الله حرم علی الارض اجساد الانبياء اللہ نے پیغمبروں کے جسم مٹی پر حرام کئے ہیں ان کو نہیں کھاتی۔ اخرجہ ابو داؤد والبیہقی عن اوس الثقفی --- (مشکوٰۃ باب الجمعہ)

۳: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ (اخرجه ابو يعلى و البيهقي عن انس) پیغمبر زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء للسيوطی)

۴: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُتْرَكُونَ فِي قُبُورِهِمْ بَعْدَ أَرْبَعِينَ وَلَكِنَّهُمْ يُصَلُّونَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ حَتَّى يُنْفَخَ فِي الصُّورِ (اخرجه البيهقي عن انس) پیغمبر زندہ ہے چالیس روز کے بعد پھر قبروں میں مکلف کئے جاتے ہیں۔ قیامت تک اللہ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے۔ (انباء الاذکیاء للسيوطی)

۵: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَ ثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ وَكَّلَ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُ عَلَيَّ فِي قَبْرِي كَمَا يُدْخِلُ عَلَيْكُمْ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَ نَسَبِهِ فَأَتَبْتُهُ خِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ (بيهقي) إِنَّ عِلْمِي بَعْدَ مَوْتِي كَعِلْمِي فِي الْحَيَاةِ (اخرجه البيهقي والاصبهاني في الترغيب) (انباء الاذکیاء للسيوطی)

جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کوئی مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی سوجا جت پوری کر دیتا ہے، سزا آخرت میں تیس دنیا میں پھر اللہ ایک فرشتہ اس پر موکل (مقرر) کرتا ہے کہ وہ مجھے اس طرح پر درود

پہنچاتا ہے جیسے کوئی کسی کے پاس ہدیہ لے جاتا ہے (وہ مجھے درود پڑھنے والے کے نام و نسب کی بھی خبر دیتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک و آلک و سلم یہ درود فلاں بن فلاں کا ہے۔ میں اس کو اپنے ایک نورانی دفتر میں لکھ لیتا ہوں (۱۲: بیہقی) میری جان پہچان بعد موت بھی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ اب ہے۔

۶: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَ مَنْ صَلَّى غَائِبًا بَلَّغْتُهُ (اخرجہ البيهقي في شعب الايمان والاصحاح في الترغيب عن ابى هريرة) جو شخص میری قبر کے پاس آ کر درود پڑھے تو میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے تو وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۷: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ قَائِمًا عَلَيَّ قَبْرِي فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَّغْنِيهَا (اخرجہ البخاری فی تاریخہ) اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے تمام جہان کی باتیں سنائی دینے کا رتبہ عطا کیا ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا رہتا ہے جہاں کہیں کوئی مجھ پر درود پڑھے وہ مجھے پہنچا دیتا ہے۔ (انباء الاذکیاء للسیوطی)

۸: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونَ مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ (رواه النسائي والدارمي عن انس) اللہ کے کئی فرشتے سیاح ہیں چلتے پھرتے رہتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔

۹: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَاةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَ مَنْ يَأْتِي بِعَدَاكَ مَا خَالَهَمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَ أَعْرِفُهُمْ وَ تُعْرَضُ عَلَيَّ صَلَاةُ غَيْرِهِمْ عَرْضًا (دلائل الخيرات)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں عرض کیا گیا کہ فرمائیے جو لوگ دور سے آپ کو مخاطب کر کے درود پڑھیں یا بعد آپ کے تو ان کا درود و سلام کیونکر آپ کو معلوم ہوگا۔ فرمایا میں اپنی محبت اور عشق والوں کا درود تو خود سن لوں گا اور انہیں پہچان لوں گا اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کر دیا جائے گا۔

۱۰: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْبِي

وَاضَعَ ثَوْبِي وَاقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَ أَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَ
 أَنَا مُشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ (رواه الامام احمد في مسنده)

میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول خدا ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں کھلے کپڑوں جایا کرتی اور دل
 میں کہتی کہ کچھ حرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ تو میرے شوہر ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے باپ مگر جب عمر رضی اللہ عنہ
 ان کے ساتھ دفن ہوئے تو پھر عمر رضی اللہ عنہ سے شرم کی وجہ سے میں اس کمرے میں اس حالت میں داخل
 ہوتی ہوں کہ پردے کے کپڑے مجھ پر بندھے ہوتے ہیں۔

اجماع یا عمل امت: باتفاق اہل سنت و جماعت ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل الصحابة و اعلمهم
 بالكتاب و السنة ہیں بعد وفات سرور کائنات ﷺ ان کا یہ مرثیہ ہے۔

وَدَعْنَا الْوَحْيَ إِذَا وَلَّيْتَ عَنَا | فَوَدَعْنَا مِنْ اللَّهِ الْكَلَامَ
 سِوَى مَا قَدْ تَرَكْتَ لَنَا رَهِينًا | تَضَمَّنَهُ الْقَرِاطِيسُ الْكَلَامَ

ترجمہ: جب آپ نے ہم سے منہ پھیر لیا (یعنی وفات پائی) تو وحی الہی اور اللہ کے کلام نے بھی الوداع
 کہہ دیا سوائے اس کلام کے جسے آپ نے ہمارے لئے کاغذوں میں بند چھوڑا ہے۔

(حضرت) عمر فاروق رضی اللہ عنہ

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ كَانَ لَكَ جِدْعٌ تَحْطُبُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ
 النَّاسُ اتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتُسْمِعَهُمْ فَحَنَّ الْجِدْعُ --- الخ

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطاب
 کیا کرتے تھے جب لوگ زیادہ ہوئے تو آپ نے منبر بنوایا تاکہ لوگوں کو اپنا کلام سنا سکیں تو وہ ستون
 رو دیا (السیرۃ النبویہ۔ مفتی مکہ زینی و حلان رضی اللہ عنہ)۔

ان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور قرآن و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

(حضرت) حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاظِرِي | فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاطِرُ
 مَنْ شَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَيْمَتْ | فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَاذِرُ

ترجمہ: آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ پس آپ کی وجہ سے (یا آپ کے غم میں) آنکھ اندھی ہوگئی (عمی کی یا کو ساکن کرنا خلاف قیاس ہے) آپ کے بعد جو شخص چاہے مرے (یعنی جو مرتا ہے مرتا رہے) مجھے تو صرف آپ کی وفات کا ڈر تھا (السیرۃ النبویہ، مفتی مکہ زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ)

۸۸

وَلَهُ أَيْضًا

رَسُولَ اللَّهِ ضَاقَ بِنَا الْفَضَاءُ | وَجَلَّ الْخَطْبُ وَانْقَطَعَ الْإِخَاءُ
 فَجَاهُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَاءَ | رَفِيعُ مَا لِرَفْعَتِهِ انْتِهَاءُ
 رَجَوْتُكَ يَا ابْنَ أَمْنَةٍ لِأَنِّي | مُحِبٌّ وَالْمُحِبُّ لَهُ الرَّجَاءُ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول (آپ کی وفات سے) وسیع زمین میرے لئے تنگ ہوگئی اور مصیبت بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہوگئی۔ اے اللہ کے رسول آپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے اس کی بلندی کی کوئی انتہا نہیں۔ اے آمنہ کے فرزند میں آپ سے امید رکھتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے اور محبت کو اپنے محبوب سے امید ہوا کرتی ہے۔

(حضرت) صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

أَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ رَجَاءَ نَا | وَ كُنْتُ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيَا
 وَ كُنْتُ رَجِيمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا | لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا
 لَعَمْرُكَ مَا أَبْكَى النَّبِيَّ لِفَقْدِهِ | وَلَكِنْ لِمَا أَحْشَى مِنَ الْهَرْجِ آتِيَا
 كَانَ عَلَيَّ قَلْبِي لِذِكْرِ مُحَمَّدٍ | وَمَا خِفْتُهُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ لَكَوِيَا
 أَفَاطِمَ صَلَّى اللَّهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ | عَلَيَّ جَدَّتْ أَمْسِي بِشَرِّ ثَاوِيَا

فِذَى لِرَسُولِ اللَّهِ أُمِّي وَ خَالَتِي | وَ عَمِّي وَ ابْنَتِي وَ نَفْسِي وَ مَالِي
 فَلَوْ أَنَّ رَبَّ النَّاسِ أَبْقَى مُحَمَّدًا | سُرْرُنَا وَ لَكِنْ أَمْرُهُ كَانَ مَاضِيًا
 عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ السَّلَامَ تَحِيَّةً | وَ أَدْخَلَتْ جَنَّاتٍ مِنَ الْعَدْنِ رَاضِيًا
 (طبقات ابن سعد، جلد دوم، صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول آپ ہماری امید تھے اور آپ ہمارے محسن تھے، جفا کار نہ تھے۔ آپ بڑے مہربان بھی تھے اور ہادی اور معلم بھی۔ ہر رونے والے کو آج آپ پر رونا چاہئے۔ اے مخاطب تیری زندگی کی قسم میں نبی اکرم ﷺ کے گم ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے بعد آنے والے فتنہ و آشوب کے ڈر سے رو رہی ہوں۔ گویا آنحضرت کی یاد اور آپ کے بعد آنے والے واقعات کے ڈر سے میرے دل پر داغ دینے کے گرم لوہے رکھے ہوئے ہیں۔ اے فاطمہ اللہ تعالیٰ جو محمد ﷺ کا رب ہے اپنی رحمت نازل فرمائے اس قبر پر جو یثرب (مدینہ منورہ) میں موجود ہے۔ رسول خدا پر میری ماں، خالہ، چچا اور آباؤ اجداد اور خود میری ذات اور میرا مال فدا ہو جائے۔ اگر لوگوں کا پروردگار ہم میں آنحضرت کو باقی رہنے دیتا تو ہم خوش ہوتے لیکن اس کا حکم جاری ہو کر رہتا ہے۔ آپ پر اللہ کی طرف سے سلام ہو اور آپ راضی خوشی جنتِ عدن میں داخل ہوں۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جب مزار پر انوار پر آتی تھیں تو اپنے شوق و اضطراب کو بیان کرتی تھیں۔

أَذَا شَتَّةَ شَوْقِي زُرْتُ قَبْرَكَ يَا كِيَا | أَنُوحٌ وَ أَشْكُومًا أَرَاكَ مُجَاوِبٍ
 يَا سَاكِنَ الْغُبْرَاءِ عَلَّمْتَنِي الْبُكََا | وَ ذِكْرَكَ أَنَسَانِي جَمِيعَ الْمَصَائِبِ
 فَإِنْ كُنْتُ عَنِي فِي التُّرَابِ مُغَيَّبًا | فَمَا كُنْتُ عَنْ قَلْبِ الْحَزِينِ بِغَائِبٍ
 (مدارج النبوت، وصل دفن آنحضرت ﷺ صفحہ ۵۷۰)

ترجمہ: جب میرا شوق بڑھ جاتا ہے تو آپ کی قبر کی روتے ہوئے زیارت کرتی ہوں اور نوحہ کرتی ہوں شکایت کرتی ہوں مگر دیکھتی ہوں کہ آپ جواب نہیں دیتے (نحوی ترکیب کے لحاظ سے مجاوب منصوب

ہونا چاہئے لیکن آخری دو شعروں میں حرف روی مکسور ہے) اسے زمین میں سکونت رکھنے والے تو نے مجھے رونا سکھا دیا اور تیری یاد نے میری تمام مصیبتیں بہلا دیں۔ اگر آپ مجھ سے قبر میں غائب ہیں (تو کیا ہوا) آپ میرے غمزدہ دل سے غائب نہیں۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما

يَا مُصْطَفَى يَا مُجْتَبَى | اِرْحَمْ عَلِيَّ عَضِيَانَنَا

ترجمہ: اے مصطفیٰ اور اے مجتبیٰ (صلی اللہ علیک) ہماری نافرمانی پر رحم فرمائیے۔

کتب سیر و تواریخ میں لکھا ہے کہ جب قاتلانِ امام علیؑ آپ کی شہادت کے بعد پسماندگان اہل بیت نبوت کو دمشق کی طرف اسیر کر کے چلے تو جناب زینب بن فاطمہ رضی اللہ عنہما نے ان بیٹوں سے حضور اقدس نبی کریم ﷺ میں استغاثہ کیا۔

بالذل قد سلبوا القناع و جردوا
لمواعينه اقزم و اقعد
يا جددنا نحر الحسين و مورد
في فعله ظلما و انت الشاهد
مال العبد و بنا قد مهد
و جميع املاك السماء تشهد
و مخضب بدمائه متشهد
فوق الصعيد مفرج و مجرد
بشر من المخلوق الا واحد

يا جدد من هولی يتامی و اخوتی
يا جدد من ثکلی و طول مصیبتی
يا جدد لو ابصر تنی و رأیتنی
يا خالقی انت الرقیب علیهم
يا والدی المشفق علی المرتضی
يا امی الزهراء قومی و عددی
هذا حبیبک بالحديد مقطوع
و الطیبون بنورک قتلی حولہ
هذا مصائب ما اصلیب بمثلہ

(مذکورہ بالا اشعار میں بہت سی اغلاط ہیں ان کی اصل نہیں مل سکی اس لئے ان کا ترجمہ اور تصحیح نہیں ہو

سکی)

ہجرت الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو روضہ مطہرہ پر دست بستہ کھڑے ہو کر التماس کیا۔

فِي حَالَةِ الْبُعْدِ زَوْحِي كُنْتُ أَرْسَلُهَا
تُقْبَلُ الْأَرْضَ عَنِّي وَهِيَ نَائِبِي
وَهَذِهِ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ فَذُحْرُوتِ
فَأَمْدُ يَدَيْكَ لَكِي يَحْظُو بِهَا شَفْتِي

ترجمہ: دوری کی حالت میں تو میں اپنی روح کو جو میری قائم مقام سے بھیجا کرتا تھا تاکہ آپ کی زمین کو بوسہ دے۔ اب نوبت جسموں کی حاضری کی ہے جو حاضر ہو گئے۔ اپنے دست مبارک دراز کیجئے تاکہ میرا ہونٹ ان کو چومنے سے بہرہ ور ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک نکالے اور مصافحہ کیا اور بھی جناب قدسی مآب نے رفع اشتباہ مستتبہین کیلئے دور سے ہجرت کریم میں گزارش کی ہے۔

يَا حَبِيبَ الْإِلَهِ خُذْ يَدِي
مَا لِعَجْزِي سِوَاكَ مُتَنَدِي
غَيْرُ غُرُوكَ لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ
لِلْفَلِيلِ الدَّلِيلُ مُفْتَمَدِي
اِغْتَصَامِي سِوَى جَنَابِكَ لِي
لَيْسَ يَأْسِيْدِي إِلَيَّ الْوَاحِدُ

ترجمہ: اے خدا کے حبیب میری دستگیری فرمائیے کیونکہ میری عاجزی اور در ماندگی کیلئے آپ کے سوا اور

ان علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے، مذکورہ اشعار بھی ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض کتابوں میں اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود تھے اور یہ واقعہ نوے ہزار کے مجمع میں پیش آیا۔ (فضائل حج صفحہ ۱۳۰)

کوئی نہیں جس پر میرا اعتماد ہو۔ دونوں جہانوں میں آپ کی دست آویز کے سوا اس علیل و ذلیل کیلئے کوئی نہیں جس پر میں بھروسہ کر سکوں، اے میرے آقا آپکی جناب کے سوا کوئی ایسا نہیں جسکی پناہ لوں

۹۲

وَمِنْهُ اَيْضًا

يَا رَسُولَ اللَّهِ اِسْمِعْ قَالَنَا | يَا حَبِيبَ اللَّهِ اَنْظُرْ حَالَنَا
اِنِّي فِي بَحْرِ غَمٍّ مُفْرَقٍ | خُذِيْدِي سَهْلٌ لَنَا اَشْكَالَنَا

نوٹ: یہ دونوں اشعار مولانا عبدالعلی آسی مددرا سی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند المقلدین کے خاتمہ میں قدسی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ہماری بات سنئے اور اے اللہ کے حبیب ہمارے حال کو ملاحظہ فرمائیے، میں غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں، میری دستگیری کیجئے اور ہماری مشکلات کو آسان کیجئے۔ اِسْمِعْ اور اَنْظُرْ میں ہمرہ وصلی ہے اسے درج کلام بطور ہمزہ قطعی استعمال کرنا صحیح نہیں۔

شیخ امام بو صیری قدس سرہ

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ الْوُدُّ بِهِ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

ترجمہ: اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں کہ کسی بڑے حادثہ کے نازل ہونے کے وقت میں اس کی پناہ لوں۔

اسی طرح کسی کو اہل علم و اعتقاد سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور سمع میں اختلاف نہیں اور جاہلوں کا مرض لاعلاج ہے۔ فرد

دانا کیلئے کافی ہے اک لفظ نصیحت

نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

آغاز قصیدہ مبارکہ بجناب رسالت مآب ﷺ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَنَّكَ قَاصِدًا | أَرْجُو أَرْضَاكَ وَ اِخْتَمِي بِحِمَاكَ
 معنی بیت: اے سیدوں کے سید، پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی قصد سے آپ ہی کے حضور آیا ہوں، آپ
 کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا
 ہوں۔

اے پیشوائے دو سرا در پر ہوں تیرے آ پڑا
 چشم کرم بہر خدا چشم کرم بہر خدا
 تیری عنایت چاہئے، تیری حمایت چاہئے
 مطلوب ہے تیری طلب، محبوب ہے تیری رضا

سید السادات

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سید السادات ہونے میں کسی کو کلام نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے
 حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے: اے سید، اے پیشوا! کذافی التفاسیر اور دوسری جگہ
 ارشاد ہوتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنُّ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّنَّ
 (پ ۲۲، ۲۴) یعنی محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے تو کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول اور نبیوں
 کا پورا کرنے والا ضرور ہے۔ ختم باخر رسانیدن کزانی الممتخب وغیرہ۔ پس آپ نبیوں کے پورا کرنے
 والے ہیں۔ بجز آپ کے کسی تھی تکمیل آپ وجود باجود سے ہوئی تو کمال آپ ہی کو حاصل ہوا۔ پس سید

ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابی طفیل سے روایت کیا ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ (۱) محمد (ﷺ) (۲) احمد (۳) فاتح (۴) خاتم
 (۵) ابوالقاسم (۶) حاشر (۷) عاقب (۸) ماجی (۹) تس (۱۰) طہ۔ (الدر المنظم)

(پیشوا) یہی ہیں کیونکہ پیشوائی اہل کمال کو لائق ہے اور خاتم النبیین سے ثابت ہو چکا ہے کہ درجاتِ انبیاء کے پورا کرنے والے آپ ہیں کیونکہ سب پیغمبروں کو اکیلے اکیلے جو کمال حاصل تھے وہ سب کے سب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات شریف میں کلیتہً موجود ہوئے۔ اس صورت سے بھی سیادت اور پیشوائی کے حقدار آپ ہیں۔ فَالنبی الامی سید من آی وجہ کان (پس نبی اُمی ہر وجہ اور ہر طریقہ سے سردار ہیں)۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ - مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ (پ ۳، ۱۷) یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور جن کو فضیلت دی ہے ان میں سے (کوئی تو وہ ہے کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے) اور بعض کا درجہ بلند کیا ہے۔

اور بعض سے مراد محمد ﷺ ہیں جیسے کہ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ اونچے درجے والے سے مراد محمد ﷺ کی ذات ہے اور آپ کا فاضل و رفیع الدرجات ہونا وحیٰ وغیر متلو سے بھی ثابت ہے جو مجمع علیہا امت ہے انتہی اور مظہری والے نے بعد اس کے بہت سی حدیثیں جو مشتمل بر فضیلت آپ کے دیگر انبیاء پر ہیں ذکر کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ حدیثیں اگرچہ از قسم آحاد ہیں لیکن معنی متواتر اور مقبول محدثین و ائمہ اعلام ہیں۔ بیہقی و طبرانی و ابن عساکر نے حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں نے تمام زمین پر شرقاً و غرباً پھر پھر کر دیکھا لیکن محمد ﷺ سے کوئی شخص اور بنی ہاشم سے کوئی قوم افضل نہیں دیکھی۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی نے تعقیبات علی موضوعات ابن الجوزی میں لائے ہیں کہ ابو نعیم نے حلیہ میں حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور حاکم نے مستدرک صحیح میں حضرت عائشہ و جابر سے بھی اور اسی نے بسند صحیح ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ

اِذَا ذُكِرْتُ ذُكْرَتُ مَعِيَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی عِنْدَ تَفْسِيْرِ قَوْلِهِ جَل جَلَالِهِ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ مَعَالِم (ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا، جب میرا ذکر ہوتا ہے تو میرے ماتحت تیرا بھی ذکر ہوتا ہے) ارفغنا لک ذکرک کی تفسیر میں صاحب معالم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ادم و علیٰ سید العرب ترجمہ: میں سردار اولاد آدم ہوں اور علیٰ سردار عرب ہے۔
اور ابن عساکر نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے۔

انا سید ولد ادم و ابوبکر سید کھول العرب و علیٰ سید العرب
ترجمہ: میں تو تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ عرب کے میاں عمر والوں کا سردار ہے اور علیٰ
جو انان عرب کا سردار ہے۔

اور مسلم میں بروایت ابی ہریرہ اور ترمذی میں ابی سعید سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا علیہ وآلہ التحیۃ
الثناء نے فرمایا انا سید ولد ادم یوم القیامۃ یعنی قیامت کو (کہ موقع اظہار حقیقت ہے) میں ہی
اولاد آدم کا سردار اور پیشوا ہوں گا۔

اور چونکہ انبیاء اپنی اپنی امت کے پیشوا اور سردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء و مرسلین کے پیشوا تو
آپ سید السادات ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلٰی ذٰلِکَ

زیارت کی نیت سے حاضری

فَاصْداً اس واسطے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قصد خدمت کے سوا اور کوئی غرض یہاں آنے کی
نہیں۔ انا محض بقصد نیت سعادت اندوزی ملازمان حضور ہے۔ جذب القلوب میں ہے مَنْ حَاءَ نِیْ
زَارِا لَا تَحْمَنُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ كَمَا حَقَّ عَلٰی اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَیْئًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ یعنی
جو شخص میری زیارت کو آئے بشرطیکہ اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی کام نہ ہو تو مجھ پر اس کا حق
ہے کہ میں قیامت کو ضرور اس کی سفارش کروں گا۔

اور بھی حدیث میں ہے مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا كَمَا كَانَ فِیْ جَوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یعنی جو
ابن سعد نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ جب حلیمہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تو آپ کی والدہ آمنہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اے حلیمہ! جس بچہ کو تو نے لیا ہے اس کی شان عجیب ہے، میں جب اس سے حامی تھی تو مجھے کہا
گیا تھا کہ جب تو جنے تو اس کا نام احمد رکھو کیونکہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تمام جہاں کا سردار ہے۔ الخ۔ الدر المنظم مختصر
من الحدیث۔

نے اللہ کی نافرمانی کی اور محمد ہی فرماں برداروں اور سرکشوں میں فرق ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ جس نے مجھ کو خفا کیا اس نے خدا کو خفا کیا اور جس نے مجھ کو راضی کیا اس نے خدا کو راضی کیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میری فرمانبرداری کی اس نے گویا خدا کی فرمانبرداری کی چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (پ ۳، ع ۱۲) تو کہہ کہ اگر تم اللہ سے پیار لگانا چاہتے ہو تو پہلے مجھ سے پیار لگاؤ۔ میرے ساتھ پیار لگانے سے اللہ خود بخود تم سے پیار کرے گا کیونکہ میری خوشی اس کی خوشی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَاللّٰهُ يٰۤاٰخِرَ الْخٰلِقِ اِنَّ لِىْ | قَلْبًا مَّشْرُوقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ
معنی بیت: اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے
سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں چاہتا۔

اے رہنمائے گمراہاں، اے بہترین دو جہاں
اے خاتم پیغمبراں، اے مظہر نورِ خدا
رہتے ہیں تیرے شوق میں مضطر دل و جان و جگر
راحت کہاں تیرے بغیر الفت کے تیرے سوا

و اللہ قسم اس لئے کھائی کہ قسم سے کلام موکد ہو جاتا ہے اور اللہ سے زیادہ عظمت اور بزرگی والا
کون ہے کہ جس کی قسم لائق تسکین مخاطب ہو۔ ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول
خدا ﷺ نے فرمایا مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ جس نے سوائے اللہ کے کسی اور شے کی قسم
کھائی تو گویا اس نے شرک کیا۔

سب مخلوق سے بہتر

خَيْرَ الْخٰلِقِ بے شک رسول خدا ﷺ سب مخلوقات سے بہتر ہیں۔ ترمذی میں حضرت

عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اِنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَہُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوا انتَ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوْتًا فَجَعَلَنِي فِيْ خَيْرِهِمْ بِيُوْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَ خَيْرُهُمْ بِيُوْتًا

خلاصہ: یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب خیر الناس رضی اللہ عنہ کی طرف آئے بحالتیکہ گویا انہوں نے کسی بد انجام سے آپ کے نسب عالی کی نسبت کوئی نامناسب بات سنی ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور پوچھا کہ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ تو ہے ہی پر بطور شخصی میں محمد بن عبد اللہ ہوں تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا کیا اور مجھے مخلوقات کے بہترین نوع میں کہ وہ نوع انسانی ہے بنایا پھر کئی فرقے بنائے مجھے ان سے بہترین فرقے میں بنایا۔ پھر اس کے بھی کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو ان سے بہترین قبیلے میں بنایا۔ پھر اس کے کئی گھر بنائے۔ مجھے ان سے بہترین گھر میں پیدا کیا تو میں ان سب سے بذات خود بھی بہتر ہوں اور میرا گھر ان سے بھی ان سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے بوضوح تمام آپ کا خیر الانام ہونا ثابت ہو گیا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

لا یسرؤذہ دل آپ کے سوا کسی اور شے سے نہیں لگتا یعنی بجز آپ کے میرے دل میں صبر و قرار نہیں اور دلی محبت کی شرط بھی یہی ہے کہ دل سوائے محبوب کے اور کچھ نہ چاہے۔

ومن حیث قال من قال العشق نارا یحرق فاسوی المخبوب

احب اسمیت مرصفا، مودت را موضوع از انچه عرب صفا، بیاض چشم انسان را جبہ الانسان خوانند چنانچہ سویدائے دل صبتہ القلب۔ پس این کیے محل محبت آمد و آں کیے محل رویت از اں معنی بود کہ دل و دیدہ (عاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

وَبِحَقِّ جَاهِكِ اِنْسِيْ بِكَ مُفْرَمٌ | وَاللّٰهُ يُعْلَمُ اِنْسِيْ اَهْوَاكَ
 معنی بیت: اور مجھے قسم ہے آپ کے رتبہ برتر کے حق کی کہ تحقیق میں آپ کا عاشق ہوں اور اللہ جانتا ہے
 کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

اے سرورِ والا حشمِ جاہِ مبارک کی قسم
 جان آپ پر قربان ہے دل آپ کا ہے بتلا
 میں اور الفت کا بیاں، میرا یہ منہ میری زباں
 اللہ کو معلوم ہے میری محبت کا پتا

بِحَقِّ جَاهِكِ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو ہم
 پر ہے۔ (۲) یہ کہ قسم ہے آپ کے درجہ برتر کے حق کی جو اللہ کے نزدیک ہے (۱) یہ کہ ہم ان سے دلی
 محبت رکھیں اور ان کے کہے پر چلیں اور ہٹائے سے ہٹیں اور اس شکر یہ میں کہ انہوں نے ہم کو راہِ ہدایت
 دکھائی ان کیلئے پروردگار سے بعث فی مقام محمود چاہیں اور ان پر بکثرت صلاۃ و سلام بھیجیں اور کسی وقت
 ایک ذرہ بھی ان کی مخالفت نہ کریں کیونکہ آپ کی ذرا سی مخالفت بھی کفر اور ناحق شناسی اور ناسپاسی ہے
 اور آپ کی محبت و الفت اہماعت ہے۔ آپ کے حق جو ہم پر ہیں وہ بھی علاوہ ان حقوق کے جو اس واحد
 یگانہ کے ہم پر ہیں خدا کے ہی حق ہیں۔ گویا خدا کے رتبہ اعلیٰ و ارفع کے حق کی جو ہم پر ہیں قسم کھائی
 ہے۔ (۲) اس میں کیا شبہ ہے اللہ کے نزدیک آپ کا بہت ہی بڑا رتبہ ہے۔

شان رسالت

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ ۳۰، ۱۹۷)

(بقیہ حاشیہ) اندو دوستی مقارن بود (کشف المحجوب) ترجمہ: جب ایک اسم ہے جو صفائے محبت کیلئے وضع کیا گیا ہے
 اس لئے اہل عرب آنکھ کے تل کو حنۃ الانسان (آنکھ کی پتلی کا تل) کہتے ہیں جیسا کہ وہ دل کے نقطہ سیاہ کو حنۃ
 القلب (دل کے سیاہ دانہ یا نقطہ) کہتے ہیں یہ ایک (حبہ القلب) تو محبت کا محل ہے اور دوسرا حنۃ الانسان
 رویت کا محل ہے یہی سبب ہے کہ دل اور آنکھ محبت میں تسل ہیں۔

اور ہم نے بلند کیا ہے تیرے لئے تیرے ذکر کو۔ معالم میں ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جبریل علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا معنی اس کے یہ ہیں اِذَا ذُكِرْتُ ذِكْرُتُ مَعِيْ جب میں ذکر کیا جاؤں تو تو بھی ساتھ ہی ذکر کیا جائے۔ مواہب لدنیہ میں منقول ہے کہ ابن عساکر نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر بے واسطہ کلام کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے بھرا اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور آدم علیہ السلام کو صغی کہا، آپ کو کونسی بزرگی دی؟ پس جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیا ہے تو تجھ کو حبیب اور اگر موسیٰ علیہ السلام سے زمین پر کلام کیا ہے تو تجھ پر آسمانوں پر اپنے انتہائے قرب میں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس اپیدا کیا ہے تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار سال پیشتر پیدا کیا اور میں نے آسمان اور زمین میں تیرے واسطے وہ چیزیں پیدا کیں کہ اولین و آخرین سے کسی کیلئے مہیا نہیں کیں۔ اگر میں نے آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا تو تجھ کو خاتم الانبیاء کیا تجھ سے زیادہ بزرگ کسی کو نہیں بنایا۔ تجھ کو حوض، شفاعت، ناقہ، عصا، تاج، علم، حج، عمرہ، رمضان، اور شفاعت مطلق عطا کی۔ سب کچھ تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہو اور تاج الحمد تیرے سر پر رکھا ہوگا۔ تیرے نام اور میرے نام کے مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا بھی ذکر ہوگا اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ تیرے بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلا دوں۔ میرے حبیب! اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

100

غرض کہ رسول اللہ ﷺ کا درجہ تمام جہان سے برتر ہے اور کس کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ باری تعالیٰ کے نام سے ساتھ اس کا نام ہو، یہ محض آپ کی شان ہے۔ توحید ہی میں دیکھو کہ ہر چند کوئی شخص توحید الہی پکارتا ہو لیکن جب تک تصدیق رسالت آنجناب ﷺ نہ کرے مقبول نہیں چنانچہ قرآن مجید ناطق

لَا اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفْسٌ فِیْ رُوْحِیْ (صالح) (میرے دل میں ڈال گیا یعنی مجھے الہام ہوا) اس سے روح القدس کے نازل ہونے میں کچھ خصوصیت عیسیٰ علیہ السلام کی نہ رہی۔

ہے مَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔۔۔ پ ۳ ع ۱۷) اور حضرت ﷺ کے ذریعہ کے سوا کہ وہ ذریعہ اسلام ہے کوئی دین نہ کوئی عبادت نہ کوئی عمل مقبول ہوگا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ نبی ﷺ کے درجہ برتر (مجمع رسالت و نبوت و ولایت و عبدیت ہے) کا حق باری تعالیٰ عزاسمہ نے محض اپنی عنایات بے غایات سے بے الزام لازم کر رکھا ہے۔ وہی ذات بے مثل ہے اور قاعدہ ہے کہ کبھی دال کا ذکر کرتے ہیں اور مراد مدلول کی ہوتی ہے چنانچہ علم بیان میں بضمن دلالت اندک اور ہے پس اس طرح بھی ذات واحد باری تعالیٰ کی قسم کھائی ہے۔

مسئلہ: دعائیں بحق کسی کے کہنا جائز ہے ہر چند کہ اللہ پر کسی کا حق نہیں۔

دعائیں بحق کسی کے کہنا جائز ہے

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے آپ پر لازم کر رکھا ہے چنانچہ سورہ یونس میں فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنَجِّ الْمُؤْمِنِينَ (پھر ہم اپنے رسولوں کو ایمان والوں کو نجات دیں گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمان کو نجات دینا پ ۱۱ ع ۱۵) اور سورہ روم میں وَ تَمَّانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (اور ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ پ ۲۱ ع ۸) اور صحیحین میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤَخَّرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَلَّبُوا

ان دلالت کی تین قسمیں ہیں۔ ۱: دلالت وضعی مطابقی جیسے دلالت انسان کو حیوان مطلق پر۔ ۲: تفسیری جیسے دلالت انسان کی حیوان پر اور التزامی جیسے دلالت انسان کی ہنسنے والے پر۔ (حدائق)

کہ ایک دو بی بی رضی اللہ عنہما کے پیچھے خچر پر سوار تھا اور سوائے پچھلے موڑ زین کے میرے اور آپ کے درمیان کوئی شے حائل نہ تھی۔ آپ نے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کو کہ جس نے اس کے ساتھ شریک نہ کیا ہو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا کہ میں لوگوں کو ایسی خوشخبری سناؤں فرمایا نہیں ایسا نہ ہو کہ بھروسہ کر بیٹھیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندوں کا حق بھی اللہ پر ہے پس اللہ کے بندوں سے بھجوائے حدیث جن کا موحد ہونا اور نیک عمل ہونا یقینی ہو تو اللہ پر ان کا حق مغفرت و رحمت ہے اور وہ جو اللہ کا حکم مانتے ہیں اور اس کا حق بجالاتے ہیں تو اللہ ان کا حق نہیں بھولتا فاذکرونی اذکرتکم (پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو۔ پ ۲۷۲) اور بھی حدیث میں ہے مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَمَا كَانَ اللَّهُ لَهُ (جو شخص اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جائے گا)۔ اسی واسطے اگر کوئی ان کے حق سے دعا مانگے تو جائز ہے لِأَنَّ لَهُمْ رَافَةً لِبِأَعْيَارِهِمْ (کیونکہ ان کیلئے بہت مہربانی ہے ان کے اغیار کی وجہ سے) اور سائل محروم نہیں رہتا لِعِزَّتِهِمْ عِنْدَ اللَّهِ وَ هَذَا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيَّ أَوْلِيَانِهِ (ان کی اس عزت کی وجہ سے جو اللہ کے نزدیک ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اپنے مقبولوں پر)۔

جناب محمد بن عمر بن علی بن ابن طالب سے مروی ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فوت ہو گئیں تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ان کی لحد میں لیٹے اور یہ دعا پڑھی۔
 اللَّهُ الَّذِي يُخَيِّسُ وَيُمِيتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ اغْفِرْ لَأُمِّي فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ وَ وَسِّعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ -
 اللہ وہ جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ زندہ ہے کہ نہیں مرتا۔ اے رب میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کشادہ کر دے اپنے نبی کے حق سے اور دوسرے نبیوں کے حق سے جو پہلے مجھ سے تھے کیونکہ تو بے شک سب سے بڑی رحمت والا ہے۔

تعالیٰ فرماتا ہے النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (پ ۲۱، ع ۱۷) یعنی نبی مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ تر پیارا ہے۔ اور قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ یعنی کوئی تم میں ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان اور اپنے بیٹے اور باپ اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھتا ہو اور صحیحین میں ہے کہ تم سے کوئی ایماندار نہ ہو گا تا وقتیکہ مجھے (اپنی جان اور مال اور) باپ اور بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ جانتا ہو۔ پس چونکہ محبت محمدی عین ایمان ہے اس واسطے بقسم و شہادت زبانی مولا کو کر کے دلی محبت و الفت کا اظہار کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

أَنْتَ الَّذِي لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرَأَةٌ | كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرْدِيُّ لَوْلَاكَ
معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کبریا شخص پیدا نہ کیا جاتا بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا نہ ہوتی۔ (ترجمہ کی عبارت مغلق تھی اس لئے سہل کر دی ہے)

اے خاتم پیغمبراں، اے باعث خلق جہاں
اے سرور والا نشاں، اے شاہ لولاک لما
باعث نہ ہوتا تو اگر، پیدا نہ ہوتا اک بشر
معدوم تھا سب سر بسر جز ذات پاک کبریا

۱۔ کیونکہ حصول درجات عالیہ و منازل رفیعہ خاص محبت سے متعلق ہیں۔ دیگر اعمال قلبی و قلبی اس کو نہیں پہنچتے۔ ان سب کی اصل وہی ایک محبت ہے وہ نہ ہو تو یہ کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے؟ عرض کیا کچھ نہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول (یعنی آپ کی) کی محبت ہے! آپ نے فرمایا پھر ”کچھ نہیں“ کیوں کہتا ہے، تیرے پاس تو سب کچھ ہے۔ یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے آدمی محبت رکھتا ہے قیامت و اس کے ساتھ ہوگا۔ اب خیال کیجئے کہ رسول کریم ﷺ کا درجہ سب کے نزدیک کس قدر ہے اور آپ کا مقام اور منزلت کہاں تک ہے۔ پس وہ شخص جو آپ ﷺ کا محبت و عاشق ہے آپ کے پاس ہوگا۔

شان لولاک

لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرَأَةٌ بَشَرًا بِشَكِّكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ اِيْجَادِ هِيْنَ۔ حَاكِمُ نِي صَحِيْحُ مُسْتَدْرِكُ مِيْنِ عَمْرِ بْنِ اَلْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِيْرَةَ رُوَايَتُ كِيَا هِيْ كِيْ جَبْ اَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي اِسْمِ پَاكِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ كِي تَامُ كِي سَا تَهْ عَرْشٍ پَر لِكْهَادِ يَكْهَاتُو عَرْضُ كِيَا اَلْهِيْ نِيْ كُوْنُ اِيْسا هِيْ كِيْ جَسُّ كِي تَامُ كُو تُوْنِيْ اِيْپِنِيْ تَامُ كِي سَا تَهْ عَرْشٍ پَر لِكْهَرُ كْهَا هِيْ۔ حَكْمُ هُوَا كِي لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ وَهْ مِيْرِنِيْ زَوْدِيْكَ اِيْسا عَزِيْزٌ وَكَرِيْمٌ هِيْ كِي اَكْرُوْهِنِيْ هُوَا تُو مِيْنِ تَحْتِيْ پِيْدَانِيْ كَرْتَا۔ اُوْر اَبُو اَلْشَيْخِ وَحَاكِمُ نِيْ اِبْنِ عَبَّاسٍ سِيْرَةَ رُوَايَتُ كِيَا هِيْ كِي لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اَدَمَ وَلاَ الْجَنَّةَ وَلاَ النَّارَ (اَكْرُوْهِنِيْ هُوَا تُو مِيْنِ نِيْ اَدَمُ پِيْدَا كَرْتَا نِيْ بِيْهْسْتُ نِيْ دُوْزَخِ) اُوْر اِيْ طَرَحُ مُسْنَدِ يَلِيْمِيْ مِيْنِ بِيْهِ اِبْنِ عَبَّاسٍ سِيْرَةَ رُوَايَتُ كِيَا كِيَا هِيْ وَلاَ خُلِقَ الْوَرَى لَوْلَا كَا اِبْنُ عَمْسَا كَر نِيْ اِبْنِ عَبَّاسٍ سِيْرَةَ رُوَايَتُ كِيَا هِيْ كِي رَسُوْلُ اَللّٰهِ ﷺ كُو حَكْمُ هُوَا كِي لَوْلَا كِي مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا اَكْرُو تُو نِيْ هُوَا تُو مِيْنِ دُنْيَا كُو پِيْدَانِيْ كَرْتَا اُوْر حَافِظُ قَسْطَلَانِيْ مُوَاهِبُ اَللّٰهُ نِيْ مِيْنِ اِسْ طَرَحُ رُوَايَتُ كِيَا هِيْ لَوْلَا هُوَا لَمَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلاَ اَرْضًا اَكْرُوْهِنِيْ هُوَا تُو مِيْنِ اَسْمَانِ وَزَمِيْنِ كُو پِيْدَانِيْ كَرْتَا پَسِ بُوْحِيْ غَيْرُ مُكْمُوْرُ سُوْلُ اَللّٰهِ ﷺ بَا عَثَ اِيْجَادِ عَالَمِ هِيْنَ۔



اَنْتَ الَّذِيْ مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اُكْتَسَى | وَ الشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَا كَا

مَعْنِيْ بِيْتُ: اِيْپِنِيْ وَهْ هِيْنَ كِيْ چُو دُھُوِيْ رَا تِ كَا چَانْدِيْ اِيْپِنِيْ كِي نُورُ سِيْ مُنُوْرُ هُوَا اُوْر اِيْپِنِيْ كِي جَمَالِ اِيْرَغَمِيْ مِيْنِ جَابِرِ بْنِ سُرَّهْ سِيْرَةَ رُوَايَتُ هِيْ قَالُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اَللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَسَلَّمَ فِيْ لَيْلَةِ اِضْحِيَانَةِ وَ عَلَيْهِ خَلَّةٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَ اِلَى الْقَمَرِ فَهُوَ عِنْدِيْ اَحْسَنُ مِنْ الْقَمَرِ مِيْنِ رَسُوْلِ اَللّٰهِ ﷺ كِي خُدْمَتِ مِيْنِ اِيْكَ دَفْعِ چَانْدِيْ رَا تِ مِيْنِ حَاضِرِ هُوَا اِيْپِنِيْ سِرْخِ لِبَاسِ پِيْنِيْ هُوَانِيْ تُو سُو مِيْنِ كِيْ اِيْپِنِيْ كِي چِيْرِيْ مِبَارَكِ كِي طَرَفِ دِيْ كْهَاتَا اُوْر كِيْ چَانْدِيْ كِي طَرَفِ۔ اِسْ غُوْرُ سِيْ مُحَقَّقُ (ثَابِتُ) هُوَا كِي اِيْپِنِيْ كَارُوْنِيْ مِبَارَكِ چَانْدِيْ سِيْ (بُڑھُ كَر) زِيْبَا اُوْر رُوْشَنُ تَهَا۔ اَبِيْ هِرِيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِيْرَةَ مَرُوِيْ هِيْ مَسَا دَايْتُ شَيْئًا اَحْسَنُ مِنْ رَسُوْلِ اَللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَسَلَّمَ كَمَا اَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهِ مِيْنِ كِيْ كِي كُوِيْ شَيْئًا رَسُوْلُ كَرِيْمِ ﷺ سِيْرَةَ خُوْبُ تَرَنِيْمِيْ دِيْ كِيْ كُوِيْ كُوِيْ سُوْرَجِ اِيْپِنِيْ كِي چِيْرِيْ مِبَارَكِ پَر رُوَا اِيْپِنِيْ تَهَا اِيْپِنِيْ اِسْ قَدْرُ رُوْشَنُ تَهَا كِي نَظَرُ نِيْ ظَهْرُ كِي تَهِيْ۔

حَسَنُ يُوْسُفُ دَمٌ عَيْسِيٌّ يَدُ بِيْطَا دَارِيْ | اَنْجِيْ خُوْبَا اِيْپِنِيْ دَارِنْدُ تُو تَهَا دَارِيْ

باکمال سے سورج روشن ہے۔

اے جلوہ نورِ خدا، اے نورِ ذاتِ کبریا
 ہے نور سے تیرے بجا ماہِ منور کی ضیاء
 یہ جلوہ یہ تابندگی یہ نور یہ رخشندگی
 مہر درخشاں میں نہ تھی گر تو نہ ہوتا جلوہ زا

آپ کے نور سے کائنات پیدا ہوئی

حدیث میں ہے **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي** یعنی سب سے پہلے اللہ جل جلالہ نے میرے نور کو پیدا کیا اور عبدالرزاق نے بسند خود جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے پہل کیا پیدا ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ اول ہی اول اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرا نور پیدا کیا۔ سو یہ تو بمشیتِ الہی پھرتا رہا اور اس وقت لوح و قلم، دوزخ و بہشت، زمین و آسمان، جن و انس، فرشتہ، سورج اور چاند وغیرہ سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کچھ نہ تھا پھر جب پروردگار نے جہان پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نور کے چار حصے کر دیئے سو پہلے حصہ سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش پیدا کیا اور چوتھے حصہ سے پھر چار حصے کئے۔ سو پہلے **حَمَلَةُ الْعَرْشِ** (عرش اٹھانے والے فرشتے) دوسرے سے کرسی، تیسرے سے اور تمام فرشتے پیدا کر دیئے اور چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں پر منقسم کیا۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین، تیسرے سے دوزخ و بہشت اور چوتھے کے پھر چار حصے کئے۔ پہلے سے مومنین کا نور بصارت دوسرے سے ان کا نور دل اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور جو کلمہ توحید **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** ہے پیدا کیا۔ کتب اخبار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت ﷺ کے نور کو پیدا کیا پھر تمام عالم کو اس سے ظاہر کیا۔ زمین، آسمان، ستارے، چاند، سورج اور سب انبیاء اولیاء اسی نور کے پر تو ہیں اور حقیقتِ محمدی سب کا منشاء ہے اور امامِ حجتہ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وقائق الاخبار میں لکھتے ہیں کہ **وَمِنْ عَرَقِ وَجْهِهِ خُلِقَ الْعَرْشُ وَالْكَرْسِيُّ وَاللُّوْحُ**

وَالْقَلَمُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْحِجَابُ وَالْكَوَاكِبُ وَمَا كَانَ فِي السَّمَاءِ (اور مسند عبد الرزاق میں بھی جابر بھی عبد اللہ سے مروی ہے) عرش، کرسی، لوح و قلم، سورج، چاند، نورانی ستارے، اور جو کچھ آسمان میں ہے آپ کے عرق روئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

صاف روشن ہے رخ تابان مہر و ماہ سے | نور احمد سے یہ رکھتے ہیں مقرر اختلاط

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا رُفِعَتْ إِلَى السَّمَاءِ! | بِكَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَيَّنْتَ لِسُرَاكَا
معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی تو آپ کے خیر مقدم کے اعزاز میں معراج کی رات کو آسمان بارونق اور پرزینت کر دیئے۔

جب تو نے اے والا حشم افلاک پر رکھا قدم
تھی خیر مقدم کی خوشی تھا مرحبا کا غلغلا!
شاداں ادھر رب جہاں، قرباں ادھر قدوسیاں
آراستہ ہفت آسمان، صل علی صل علی!

معراج کی رات آسمانوں کی زینت

بِكَ قَدْ سَمَتْ آسمان نے اپنے اوپر آپ کے قدم مبارک رکھنے کا فخر کیا اور سما بمعنی بلندی اور چونکہ ہر سمت باعتبارفضالا انتہا ہے اس واسطے عرش کرسی وغیرہ بھی سما ہیں۔ ال اس پر اسی ہے اور کتب ثقات میں لکھا ہے کہ عرش پیدا ہونے سے اب تک مترنزل اور قدم بوسی جناب کا مشتاق تھا۔ معراج کی رات جب آپ نے قدم مبارک رکھا تو ساکن ہو گیا۔ جب سے اس کو سکون و قرار ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان اپنی رفعت مکان کا زمین پر فخر کرتا تھا اور زمین اپنی پستی پر محزون تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد ﷺ کو بایں قدر و منزلت زمین پر پیدا کیا تو آسمان کا وہ غرور ٹوٹ گیا اور فخر کچھ بھی نہ رہا اور ہر وقت بارگاہ الہی میں ملتی رہتا تھا کہ یا الہی وہ اعزاز جو زمین کو عرصہ تک

أَنْتَ الَّذِي فِينَا سَأَلْتَ شَفَاعَةً | لَبَّكَ رَبُّكَ لَمْ تَكُنْ لِسِوَاكَ
 معنی بیت۔ آپ وہ ہیں کہ آپ نے ہمارے واسطے شفع ہونا خدا سے طلب کیا تو آپ کے رب نے پکار
 کہہ دیا کہ یہ مرتبہ سوائے آپ کے کسی اور کیلئے نہیں ہوگا۔

جب تو نے اے والا نب فخر عجم فخر عرب
 حق سے شفاعت کی طلب فرمان یہ نازل ہوا
 ہاں ہاں اجازت ہے تجھے، آج عزت ہے تجھے
 زیبا شفاعت ہے تجھے بے شک یہ حصہ ہے تیرا

طلب شفاعت اور اللہ کی عطاء

مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ رَبِّ انَّهُنَّ أَضَلُّنَّ
 كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي - وَقَالَ عَيْسَى إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ فَرَفَعَ
 يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أُمَّتِي أُمَّتِي وَبَنِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرِيئِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَ
 رَبُّكَ أَعْلَمُ فَاسْأَلْهُ مَا يُبْكِيكَ فَاتَاهُ جِبْرِيئِيلُ فَسَأَلَهُ فَخَبَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ لِيَجْرِيئِيلُ اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سُرَّضِيكَ
 فِي أُمَّتِكَ وَلَا أَنْسَاكَ

تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام الہی میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ مقولہ رَبِّ انَّهُنَّ أَضَلُّنَّ كَثِيرًا
 مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي (اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس
 نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے۔ پ ۱۳ ع ۱۸) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مقولہ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ
 عِبَادُكَ (اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ پ ۷ ع ۶) پڑھا تو ہاتھ اٹھا کہ کہا کہ
 اے اللہ! میری امت، میری امت اور بہت روئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا کہ مجھ کو سب

کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (ﷺ) سے پوچھ کہ کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو، ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری امت بخش دیں گے اور تجھ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہرگز نہیں بھلائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ! | مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ أَبَاكَ
معنی بیت: آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم (ﷺ) نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی۔

آدم کا جب ہونے لگا ننگ خطا سے دم فنا
تیرے توسل نے کیا پھر مورد لطف خدا
تھا یہ بھی اے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب
ہونے لگا الطافِ رب بخش گئی بالکل خطا

توسل کا بیان

حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ جب آدم (ﷺ) سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ اِلٰهٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تو نے محمد (ﷺ) کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تو نے میرے قالب میں روح پھونکی اور میں نے سراٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز و محبوب اور مقرب ہے، حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے، تو اس کا وسیلہ لے کر میری بارگاہ میں معافی مانگتا

ہے اس لئے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث کو طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن عساکر وغیرہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ (ف) دعا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے چنانچہ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللَّهُ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ فَقَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (رواه الترمذی والنسائی و ابن ماجه)

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو کہے تو دعا کروں اگر صبر کرے تو بھی تیرے لئے اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ دعا ہی کیجئے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دعا پڑھو۔ اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے محمد اپنے رب کی طرف کہ وہ میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے رب تو اس کا وسیلہ قبول کر۔

(ف) عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحِطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيَسْقُوا (رواه البخاری)

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے اے رب ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے تجھے سے مینہ مانگتے تو دیئے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے

کچھ معلوم تو ہے پر اظہار امر کیلئے جا میرے حبیب محمد (ﷺ) سے پوچھ کہ کیوں روتا ہے۔ پس آپ نے رونے کا سبب بتایا۔ اللہ رحیم کریم نے فرمایا جا میرے حبیب کو کہہ کہ غمگین مت ہو، ہم تجھ کو راضی کریں گے کہ تیری امت بخش دیں گے اور تجھ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور ہم تجھ کو ہرگز نہیں بھلائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ! | مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ
معنی بیت: آپ وہ ہیں کہ حضرت آدم (ﷺ) نے (جو آپ کے باپ ہیں) جب اپنے گناہ بخشانے میں آپ کے رتبہ برتر کا وسیلہ لیا تو ان کی خطا معاف ہوئی۔

آدم کا جب ہونے لگا ننگ خطا سے دم فنا
تیرے توسل نے کیا پھر مورد لطف خدا
تھا یہ بھی اے شاہِ عرب تیری نبوت کا سبب
ہونے لگا الطافِ رب بخشی گئی بالکل خطا

توسل کا بیان

حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ جب آدم (ﷺ) سے خطا سرزد ہوئی تو وہ اس طرح معافی کے خواستگار ہوئے يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اِلٰهٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ اے میرے رب میں بحق محمد اور ان کی آل کے تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔ حکم ہوا تو نے محمد (ﷺ) کو کہاں سے پہچانا حالانکہ وہ ابھی وجود میں نہیں آیا۔ عرض کیا کہ اے رب العالمین جب تو نے میرے قالب میں روح پھونکی اور میں نے سراٹھایا تو دیکھا کہ عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے میں نے جانا کہ خدا تعالیٰ نے جس کا نام مجھ سے پہلے ہی اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ ضرور مجھ سے اور تمام مخلوق سے عزیز و محبوب اور مقرب ہے، حکم ہوا کہ جو تو کہتا ہے سچ ہے، تو اس کا وسیلہ لے کر میری بارگاہ میں معافی مانگتا

ہے اس لئے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔ اس حدیث کو طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن عساکر و غیر ہم نے اپنی اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ (ف) دعا میں کسی نبی یا ولی یا صالح کے وسیلہ سے کچھ مانگنا جائز ہے چنانچہ

عَنْ عُمَانَ بْنِ حَنِيفٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللَّهُ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَإِنْ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ فَقَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ (رواه الترمذی والنسائی و ابن ماجه)

ترمذی میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو کہے تو دعا کروں اگر صبر کرے تو بھی تیرے لئے اچھا ہے۔ اس نے کہا کہ دعا ہی کیجئے کہ مجھے آرام ہو۔ آپ نے حکم دیا کہ پہلے اچھی طرح وضو کر پھر یہ دعا پڑھو۔ اے میرے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہے اور تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں تیرے وسیلہ سے اے محمد اپنے رب کی طرف کہ وہ میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے رب تو اس کا وسیلہ قبول کر۔

(ف) عَنْ أَنَسِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحِطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِينَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيَسْقُوا (رواه البخاری)

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے مینہ مانگتے اور یہ کہتے اے رب ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے تجھے سے مینہ مانگتے تو دے دیتے جاتے۔ اب ہم تیری جناب میں تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر مینہ مانگتے

ہیں۔ راوی (حضرت انس رضی اللہ عنہ) کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرح کہتے تو فوراً بارش ہو کر قحط دور ہو جاتا۔ حدیثوں میں ذکر ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نام لیتے تو عباس رضی اللہ عنہ اپنی سفید ڈاڑھی کو پکڑ کر بہت الجاح و زاری سے کہا کرتے اے اللہ تو اپنے نبی کے حق سے اس کے چچا کی عزت رکھ۔۔ الخ۔ اور پ ا ع میں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوا مِنَ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا اور نبی محمد کے دنیا پر آنے سے پہلے اس کے منکر اس کے وسیلہ سے اپنے دشمنوں پر فتح مانگتے تھے، جب وہ آگیا تو منکر ہو گئے۔

أَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيقِ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَزَلِ اللَّهُ تَعَالَى يَتَقَدَّمُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى آدَمَ فَمِنْ بَعْدِهِ وَلَمْ تَزَلِ الْأُمَّمُ تَتَبَاشَرُو تَسْتَفْتِحُ بِهِ حَتَّى أَخْرَجَهُ اللَّهُ فِي خَيْرِ أُمَّةٍ وَفِي خَيْرِ قَرْنٍ وَفِي خَيْرِ أَصْحَابٍ وَفِي خَيْرِ بَلَدٍ فَاقَامَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ وَهُوَ حَرَمُ إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ أَخْرَجَهُ إِلَى الطَّيِّبَةِ وَهِيَ حَرَمُ مُحَمَّدٍ فَكَانَ مَبْعُوثَهُ حَرَمٌ وَ مَهَاجِرُهُ حَرَمٌ (الدر المنظم)

ابن عساکر بطریق کریب ابن عباس سے آئیہ مذکورہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اول ہی حضرت کے وسیلہ سے دعا قبول کرتا ہے۔ آدم اور تمام پیغمبروں کی دعائیں آپ کی وسیلہ سے قبول ہوئیں اور سب امتیں آپس میں آپ کے خیر مقدم کی بشارتیں دیتی تھیں اور آپ ہی کے وسیلہ سے فتح مانگتے تھے حتیٰ کہ اللہ نے اس کو پیدا کیا اچھی امت میں، اچھے زمانہ میں، اچھے صحابیوں میں، اچھے گاؤں میں جو حرم ابراہیم رضی اللہ عنہ ہے پھر طیبہ کی طرف کہ جو حرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کو نکالا سو آپ کا مبعوث و مہاجر ہر دو حرم محترم ہیں اور حدیث میں ہے سَلُّوا إِلَيَّ الْوَسِيلَةَ اللَّهُ سَلُّوا إِلَيَّ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ میرا وسیلہ ہونا مانگو۔

إِنِّي يَسْتَنْصِرُونَ وَيَقُولُونَ اللَّهُمَّ انصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْمَبْعُوثِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ جَلِيلِينَ وَمَعَالِمٍ لَعْنِي فَتَحِ طَلَبِ كَرْتِے اور کہتے اے اللہ ہماری مدد کر اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جو آخری زمانے میں مبعوث ہوگا۔

وَبِكَ الْخَلِيلِ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ | بَرْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ بِنُورِ سَنَاكَ
 معنی بیت: اور آپ کے وسیلہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو آپ کے نور کی روشنی کی برکت
 سے جو ان کی پیشانی میں تھا آگ بجھ کر سرد ہو گئی۔

تیرے وسیلہ سے شہا جس دم خلیل باصفا
 کرنے لگے حق سے دعا باعجز و زاری و بکا
 رحمت وہیں نازل ہوئی وہ آگ گلشن بن گئی
 برکت تھی تیرے نور کی جو ان کی پیشانی میں تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَدَعَاكَ أَيُّوبُ لِضُرِّ مَسَّهُ! | فَأَزِيلَ عَنْهُ الضُّرَّ جِئِنَ دَعَاكَ
 معنی بیت: اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری و تکلیف میں آپ کے وسیلہ سے دعا کی تو ان کی
 بیماری دفع کی گئی۔

ایوب سا مرسل ہوا جس دم مرض میں مبتلا
 تیرے ذریعہ سے ہوا جو کچھ ہوا جیسا ہوا
 دولت ملی، ثروت ملی، صحت ملی، راحت ملی
 اللہ کی رحمت ملی، قربت بڑھی، رتبہ بڑھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَبِكَ الْمَسِيحُ آتَى بِبَشِيرًا مُخْبِرًا! | بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَا دِحَّا بَعْلَانَا
 معنی بیت: اور آپ کے ظہور پر نور کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے دی اور آپ کے حلیہ جمال اور علو
 شان کو بیان کیا۔

موسیٰ و عیسیٰ بے گماں کرتے رہے تیرا بیان
 سب دے گئے تیرے نشاں اے بادشاہ دو سرا

محکم رسالت ہے تری توریت آیت ہے تری
انجیل حجت ہے تیری عیسیٰ تیرا مدحت سرا

وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ بَنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ اسْمِهِ، أَحْمَدُ (پ ۲۸، ۹۷)

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف بھیجا گیا
ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں توریت کی جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی اور خوشخبری دیتا ہوں تم کو ایک اولوالعزم
سچے رسول کے آنے کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ كَذَٰكَ مُوسَىٰ لَمَّا يَزَلُ مُتَوَسِّلًا | بِكَ فِي الْقِيَامَةِ يَحْتَمِي بِحِمَاكَ
معنی بیت: اور ایسے ہی حضرت موسیٰ عليه السلام بھی جو ایک اولوالعزم پیغمبر تھے اپنے معاملات میں ہمیشہ آپ
ہی کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت کو بھی آپ ہی کی حمایت لیں گے۔

موسیٰ نے مانگی ہے سدا تیرے وسیلہ سے دعا | ایسے ہی محشر میں آڈھوٹیں گے تیرا آسرا

حضرت موسیٰ عليه السلام نے آپ کا تو سل اختیار کیا

ف: حضرت موسیٰ عليه السلام بڑے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔ ان کو رسول خدا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے
بہت محبت تھی یہاں تک کہ آپ کے امتی ہونے کا شوق تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی
اپنی امت کو بہت تاکید کی ہے اکثر اپنے مجالس و محافل اور مجامع و عظ و نصائح میں آپ کا ذکر خیر
کرتے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ عليه السلام کو وحی کی جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر مرے گا وہ دوزخی ہوگا۔ موسیٰ عليه السلام نے عرض کیا محمد کون
ہے۔ اللہ نے فرمایا وہ سب مخلوق سے بزرگ تر اور معزز تر ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش سے پیشتر
میں نے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ جب تک وہ اور اس کی امت بہشت میں نہ جائیں کوئی

اس میں نہ جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الہی وہ کون ہیں جو اس کی امت ہیں۔ حکم ہوا اللہ کی تعریف کرنے والے چڑھتے اترتے حمد و ثنا کہنے والے، طاعت الہی میں ہر وقت کمر بستہ، خلاف حق پر غالب، دن کو روزہ رکھنے والے، رات کو ذکر الہی میں جاگنے والے، ان کا تھورا مل بھی مقبول ہوگا ان کو توحید (لا الہ الا اللہ) کے سبب بہشت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب ان کو میری امت بنا! کہا نہیں، انہیں سے ایک نبی پیدا ہوگا، وہ امت اس کی ہے۔ عرض کیا کہ مجھے ہی اس نبی کی امت میں داخل کر۔ حکم ہوا کہ وہ تیرے بعد ایک عرصہ کے پیدا ہوگا البتہ دارالجلال میں تجھے اس سے ملاؤں گا اور کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) دیگر انبیاء قیامت میں قہر و جلال الہی کے وقت نجات کیلئے آپ سے متوسل ہوں گے۔



وَالْأَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِي الْوَرْدِ | وَالرُّسُلُ وَالْأَمَلَاكُ تَحْتَ لُؤَاكَا
معنی بیت: تمام انبیاء اور دنیا کی تمام مخلوق اور سب رسول اور فرشتے آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جس وقت محشر ہو پاپا اعمال کو جانچے خدا
ممتاز ہو اچھا برا ہو نفسی نفسی کی صدا
تو از رہ لطف و عطا بہر شفاعت ہو کھڑا
سب تکتے ہوں گے منہ تیرا کیا انبیاء کیا اولیاء

لوائے حمد حضور کے ہاتھ میں ہوگا

ترمذی میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وَبِيَدِي لُؤَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ
يَوْمَئِذٍ أَدْمُومُنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لُؤَائِي مِيرے ہی ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اس روز آدم اور ان
کے سوا سب انبیاء میرے علم کے نیچے ہوں گے۔ ترمذی اور دارمی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

وَ اَنَا حَامِلٌ لِّوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ اَدَمُ فَمَنْ ذُوْنَهُ مِنْ عِى قِيَامَتِ كُوَلُوَاى سَمِ
اٹھاؤں گا آدم سے لے کر تمام خلقت اس کے نیچے ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لَكَ مُعْجَزَاتٌ اَعْجَزَتْ كُلَّ الْوَرَمِ | وَ فِضَائِلٌ جَلَّتْ فَلَيْسَ تُحَاكَا

معنی بیت: آپ کے معجزے ایسے ہیں کہ سب مخلوق کو مقابلہ سے عاجز کر دیا اور آپ کیلئے بڑی فضیلتیں
ہیں کہ جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔

اے شاہ شاہانِ جہاں محبوبِ ربِ انس و جاں
تیرے فضائل کا بیاں کیونکر کرے کوئی بھلا
ہے خاک پا میں تیرے ہاں اعجازِ عیسیٰ نے گماں
ہیں معجزے تیرے عیاں اے سرگروہ انبیاء

۱۔ معجزہ کی اعلیٰ قسم کشف و قانع آئندہ و حوادث نازلہ بعد من بعد ہے سو بہ نسبت کتب انبیاء سابقین قرآن مجید میں
بکثرت ہیں بلکہ کوئی ایسی شے جو قیامت تک پیدا ہوگی باقی نہ رہے گی جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو و لا ذُطِب
وَ لَا يَابِسُ اِلَّا فِى كِتَابٍ مُّبِينٍ (پ ۷، ع ۱۳) اور نہ کوئی چیز نہ کوئی خشک گروہ سب کتاب میں ہے لیکن
ہمارا علم اس کی فہم سے قاصر ہے کیونکہ ہماری معلومات محدود ہے اور علم باری تعالیٰ غیر محدود

جَمِيعُ الْعِلْمِ فِى الْقُرْآنِ لَكِنْ | تَقَاصِرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ
تمام علم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت
حدیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان اٹھ کر خطبہ پڑھا اور قیامت تک جو کچھ
ہونا تھا سب کا بیان کیا جس کو کچھ یاد رہا، رہا جو بھول گیا اور جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو جھٹ یاد آ جاتا ہے
کہ فلاں وقت آپ نے اس کی اسی طرح خبر دی تھی۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کے مشہور راز دار صحابی ہیں اور
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اگر چاہوں تو آپ کے بیان کردہ واقعات سے جس قدر مجھے یاد ہیں ایک
ایک کا نام لے کر سنا دوں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے حِفْظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَسَلَّمَ وَعَانِيْنَ - الخ

معجزات کا بیان

مخفی نہ رہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کو اللہ جل شانہ نے بیسٹار معجزے عنایت فرمائے اور جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے وہ سب آپ کو ملے تھے۔ علمائے محدثین اور اہل سیر و تواریخ نے حسب حیثیت علمی اپنی اپنی تصانیف میں بیان کئے ہیں۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب خصائص الکبریٰ جو ایک ہزار معجزے کو حاوی ہے تصنیف کی۔ اسی طرح اوروں نے بھی قلم بند کئے چنانچہ تین ہزار معجزے مشہور کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور آئمہ صادقین سے مروی ہے کہ تین لاکھ معجزے آپ سے صادر ہوئے اور اصل میں آپ کا کوئی قول و فعل نہ تھا کہ اس میں اعجاز نہ ہو۔ اسی طرح آپ کے بے شمار معجزے ہیں اور آپ کے معجزے بھی ایسے ہیں کہ کسی کو تمام عالم میں یارائے مقابلہ نہیں ہے۔ بڑا معجزہ احیاء موتی (مردے کو زندہ کرنا) ہوا کرتا ہے سو یہ تو آپ کے امتیوں اور آنجناب کے کشف برداروں سے بحد تو اتر صادر ہوا ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ سے وقت بوقت مروی ہیں۔ ہر ایک کی تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضرت اقدس جناب محبوب سبحانی شیخ سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا احیاء موتی صادر ہوا ہے اور دیگر ایسے امور ظہور میں آئے ہیں کہ انبیاء سابقین سے مثل ان کے ظاہر نہیں ہوئے۔ یہ سب کچھ یہ تو انوار محمدی ہے (صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَ عَلَىٰ آلِهِ وَ اَوْلِيَائِهِ) کیونکہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ کرامت ولی حقیقت میں معجزہ نبی ہے۔ آنجناب کا بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کہ تمام عالم اس کے معارضہ سے عاجز ہے۔ فصحاء عرب کہ فصاحت و بلاغت میں بے عدیل تھے اور قصیدہ مطویلہ و شریح مطویل فی البدیہہ بے تکلف آنا فانا میں کہہ دیا کرتے تھے اس کے مقابلہ سے عاجز آئے اور آج تک ہزاروں کروڑوں ایسے ایسے فصیح و بلیغ دینا میں گزرے ہیں کہ جر کے جر نظم و نثر پر از بدائع لفظی و معنوی کھڑے کھڑے مجلسوں میں کہہ جانا ان کو کچھ مشکل نہ تھا۔ مگر کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا مقابلہ کرے باوجودیکہ قرآن کریم میں تحدی (مقابلہ کیلئے پکارنا) ہو چکی ہے اور منکرین کو قیامت تک پکارتا ہے

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص بندہ پر) اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو بلا لیا اگر تم سچے ہو۔۔۔ پ ۱۷۳) دشمنان دین اسلام خذلہم اللہ آج تخریب اسلام کی فکر میں ہیں۔ باوجود ادعاء کے قادر نہیں ہو سکے کہ کروڑوں پیشوایان ادیان باطلہ مدعی علوم جلیلہ ہر چند کہ زور لگا رہے ہیں لیکن ناکام رہے ہیں اور رہیں گے وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (اور اللہ پورا کرنے والا ہے نور اپنے کو اگر چہ برا مانے کافر۔۔۔ پ ۲۸۷) اور آپ ہی کا یہ ایک معجزہ ہے جو حاوی ہزار ہا معجزات ہے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفا بجزیف حقوق المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ کلام اللہ میں باعتبار بلاغت کے سات ہزار سے کچھ زیادہ معجزے ہیں اور اس پر ایک قوی دلیل قائم کی ہے کہ محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورہ انا اعطینک کے ہے معجزہ ہے اور سورہ انا اعطینک۔ الخ کے دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں۔ پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں۔

معجزہ شق القمر

اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شق القمر کہ فلسفی اور حکما اور علم الاشیاء کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث و سیر و تاریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں با اسناد و روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں جو اسی معجزہ کے بارہ میں ہے بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مدارج اور معارج و شواہد وغیرہ میں بھی کچھ درج ہیں اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ملیبار کاراجہ کہ جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پزیر ہوا تھا وہ سن ۱۱۸۰ بمسلمان ہوا۔ اس کی قبر اب تک بمیرون دروازہ شہر زیارت گاہ خلایق ہے۔

وَفَضَائِلُ جَلَّتْ۔۔ الخ ثقات سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے حضرت فاطمہ زہرہ سلامہ اللہ علیہا سے حال خلق پیغمبر خدا ﷺ کا پوچھا۔ فرمایا کہ تو بیان کر کہ دنیا کس قدر ہے اور دنیا میں کیا کیا شے ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں کیونکر بیان کروں۔ فرمایا کہ جب تو دنیا کا حال نہیں بیان کر سکتا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَتَاعِ الدُّنْيَا قَلِيلٌ یعنی دنیا تھوڑی پونجی ہے۔ پس میں حضرت ﷺ کا خلق کس طرح سے بیان کر سکتی ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ یعنی تیرا خلق بہت بڑا ہے اور بیضاوی میں ثقات سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے خلق کے متعلق سوال کیا، آپ نے فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ الآیۃ یعنی قرآن میں جو اخلاق مذکور ہیں سب آپ کی ذات میں موجود ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے مدائح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں، دوسرے کی کیا مجال کہ آپ کی صفت کر سکے۔

غرض آپ کے فضائل بے شمار ہیں، آپ کی سی ایک بات بھی کہیں کسی اور میں پائی نہیں جاتی۔ چنانچہ مصنف رضی اللہ عنہ نے خود چند معجزے بیان فرمائے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ حیوانات و جمادات نے کسی اور کی تصدیق کے واسطے شہادتیں نہیں دیں اور نہ کبھی ایسے فعل جن کا ہر ایک جز بجائے خود ایک کامل معجزہ ہے کسی دوسرے سے صادر ہوئے۔ منجملہ یہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نَطَقَ الدِّرَاعُ بِسَمِيهِ لَكَ مُعَلِنًا! | وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّأكَ حِينَ آتَاكَ
معنی بیت: پارچہ (گوشت کا ٹکڑا) زہر آمیز نے آپ کو اپنے زہر آلودہ ہونے سے خبر دی اور گوجب
آپ کے پاس لائی گئی تو اس نے آپ کی اجابت کی۔

جب تیری خدمت میں شہا ایک دست بز لایا کیا
تھا چونکہ زہر اس میں ملا وہ دست خود چلا اٹھا
اور سوکار مردہ جب لائی گئی تیرے حضور
لبیک بولی بر ملا، تصدیق کی، کلمہ پڑھا

زہر آلود گوشت بول اٹھا

قسطلانی شرح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جنگِ خیبر میں ایک یہودیہ زہن بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے پارچہ بکری زہر آلود کر کے آپ کے کھانے کو بھیجا۔ حضور اقدس صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہ نے فقط ایک لقمہ منہ میں اٹھا کر رکھا ہی تھا کہ باہر پھینک دیا اور فرمایا کہ اس پارچہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے ایک صحابی کچھ کھا چکا تھا وہ زہر کی وجہ سے شہید ہو گیا۔ آپ نے اس یہودیہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا میں نے زہر اس لئے دیا تھا کہ اگر آپ پیغمبر ہوں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر پیغمبر نہ ہوں گے تو ہم نجات پائیں گے۔ آخر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسے اس مسموم شہید کے قصاص میں قتل کیا۔

سوسمار نے کلام کیا اور گواہی دی

وَالضُّبُّ - الخ: نسیم الریاض میں ہے کہ طبرانی اور بیہقی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی سوسمار شکار کئے ہوئے لے آیا اور آپ کے روبرو ڈال دیا اور کہالات و عزی کی قسم! اگر یہ سوسمار تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سوسمار کو پکارا کہ اے سوسمار! اس نے زبان فصیح سے کہ سب لوگوں نے سنا، جواب دیا کہ میں حاضر ہوں اور تابعدار ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے کہا اس خدا کی کہ جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا حکم ہے اور دریاؤں میں اس کی بنائی ہوئی راہیں ہیں اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی اور جو آپ کی تکذیب کرے محروم ہے۔ یہ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز اور قرأت سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جا کر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں



وَالذَّنْبُ جَانِكِ وَالْفِرَاةُ قَدْ آتَتْ | بِكَ تَسْتَجِيرُ وَتَحْتَسِبُ بِحِمَاكَ
معنی بیت: اور بھڑیے نے آپ کی تصدیق کی اور ہرنی نے آپ کے پاس آ کر اپنے حال کی شکایت کی
بے چاری آپ کی پناہ مانگتی تھی اور خلاصی چاہتی تھی۔

آگے یہودی کے تری جب گرگ نے تصدیق کی
پڑھ کلمہ طیب جبھی وہ بھی مسلمان ہو گیا
اور آ کے ہرنی نے کیا صیاد کا جس دم گلا
کی تو نے شفقت سے رہا بر لایا اس کا مدعا

بھڑیے کا کلام کرنا

شرح السنہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھڑیا کسی چرواہے کی بکریوں میں سے ایک
بکری لے گیا، چرواہے نے جھپٹ کر بکری اس سے چھڑالی۔ وہ بھڑیا ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور اس نے
چرواہے سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا وہ تو نے مجھ سے چھڑا لیا۔ چرواہے نے کہا بڑے
تعجب کی بات ہے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ بھڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھڑیے نے کہا اس سے زیادہ
تعجب کی بات یہ ہے کہ درمیان دو پتھر ملی زمیں کے ان چھوہاروں کے درختوں میں ایک شخص تمہیں
اگلی پھیلی باتوں کی خبر دیتا ہے اور تم سچ نہیں مانتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا آپ کی
خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا اور

شواہد النبوة میں ہے کہ اہبان اوس خزاعی اپنی بکریوں میں تھا، ایک بھڑیا آیا، بکری کو لے گیا۔
اہبان نے چھڑالی اور بھڑیا بولا کہ میرا نصیب تو نے چھین لیا۔ اہبان نے کہا تعجب ہے بھڑیا انسانوں

لِ وَالذَّنْبُ صَدَقَ وَالطَّبِئَةُ قَدْ شَكَّتْ

کی وحشیوں نے بھی تیری تصدیق اے حق کے نبی
تیرے سلامی تھے سبھی اے بادشاہ دو سرا
کی اونٹ نے تجھ سے بیان دکھ درد کی سب داستاں
دیکھا جو تجھ کو مہربان شکوہ مصیبت کا کیا

بکریوں اور اونٹ نے سجدہ کیا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بزار نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع
شیخین رضی اللہ عنہما اور ایک شخص انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ بکریاں تھیں سب
نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے ہم کو اس سے زیادہ آپ کی تعظیم کرنی چاہئے۔ ہم بھی آپ
کو سجدہ کریں، فرمایا نہیں اگر سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورتیں اپنے
شوہروں کو سجدہ کریں۔ اور ابو داؤد میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک
باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا کہ جو کوئی وہاں جاتا اسے کاٹنے کیلئے جھپٹتا۔ آپ نے
اسے بلایا وہ آیا اور آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا اور آپ نے اس کے ناک میں مہار ڈال دی اور
فرمایا کہ جنی اور انسی کفار کے سوا جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں وہ سب جانتی ہیں کہ میں رسول
اللہ ہوں۔

وَشَاكَ الْبَعِيرُ --- الخ شرح السنہ میں یعلیٰ بن مرہ ثقفی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ چلے
جاتے تھے کہ ایک اونٹ نے آپ کے سامنے سر رکھ دیا اور گلے میں کچھ آواز کی۔ آپ نے اس کے
مالک کو بلا کر فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ مجھ سے محنت زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ کم ملتا ہے۔
یہ ایک بڑی طویل عبارت کا خلاصہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَدَعَوْتُ أَشْجَارًا تَتَكُ مُطِيعَةً | وَسَعَتْ إِلَيْكَ مُجِيبَةً لِبَدَاكَ

معنی بیت: اور آپ نے درختوں سے اپنی صداقت پر استشہاد کیا تو انہوں نے گواہی دی اور جب آپ نے کسی درخت کو اپنی طرف بلایا تو بلا تامل بقبولیت تمام دوڑتا آیا۔

بھولے ترے احسان کو لازم نہیں انسان کو
ٹالے تیرے فرمان کو یہ تاب کس کی ہے بھلا
تو نے درختوں کو شہا جب حکم آنے کا دیا
لائے تیرا فرماں بجا سب آئے اور کلمہ پڑھا

درخت نے آپ کی رسالت کی گواہی دی

وَدَعَوْتُ أَشْجَارَ دَارِمِي نَعْنِي ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَدْنِيِّ سَعْدِي رَوَيْتُ كَيْ هِيَ كَمَا هَمَّ جَنَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْ سَا تَهْ اِيك سَفَرِ مِي تَهْ۔ اِيك اعرابي آيا آپ نے اس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر ايك اللہ اور اس کا کوئی شريك نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کی رسالت من اللہ کا کون گواہ ہے؟ فرمایا کہ سلم کا درخت جو کنارہ میدان میں نظر آتا ہے اور اسے بلایا اور وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے اس سے تین بار گواہی لی، اس نے ہر سہ بار گواہی دی کہ آپ سچے ہیں اور پھر باجارت بدستور سابق اپنی جگہ واپس گیا۔ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ جب جن آنحضرت ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے سوال کیا کہ اور کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسول خدا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ درخت اور بعد اس کے درخت کو بلایا وہ اپنی جڑوں کو گھسیٹا ہوا چلا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی اور ترمذی نے ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ ايك اعرابي آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس درخت خرما کے خوشہ کو بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں رسول خدا ہوں پھر آپ نے اس کو بلایا اور وہ درخت پر سے جھکتا ہوا آیا اور آپ کے پاس گرا اور اس نے آپ کے پیغمبری کی گواہی دی اور پھر آپ نے اس سے فرمایا پھر جا۔ وہ پھر گیا اور وہ اعرابي مسلمان ہو گیا۔

درختوں نے آپ کی اطاعت کی

مُطِيعَةً: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک منزل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک میدان وسیع میں جا ترے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو تشریف لے گئے، وہاں کوئی آڑ نہ تھی۔ جنگل کے کنارے پر دو درخت تھے۔ آپ ایک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ کو پکڑ کر فرمایا کہ بحکم خدا میری اطاعت کر، وہ ساتھ ہو لیا جیسے اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وسط میں اس کو کھڑا کیا پھر اسی طرح دوسرے کو بھی لے آئے اور فرمایا کہ بحکم خدا مل جاؤ سو وہ دونوں درخت مل گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہو گئے۔

ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت

وَسَعَتْ إِلَيْكَ نَسِيمَ الرِّيَاضِ مِثْلَ بَرِيدِهِ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے آپ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی درخت کو جسے تیراجی چاہے کہہ دے کہ تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں اس نے ایک درخت کو کہا وہ فوراً زمین کو پھاڑتا اور اپنی جڑیں گھسیٹتا آپ کے سامنے آکھڑا اور کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اعرابی نے عرض کیا کہ اسے اپنی جگہ پر پھیر دیجئے۔ آپ نے حکم دیا وہ بدستور اپنی جگہ پر جا کر قائم ہوا۔ وہ اعرابی مسلمان ہو گیا اور عرض کیا اجازت تو میں آپ کو سجدہ کروں آپ نے فرمایا کہ سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے اگر جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ اس نے عرض کیا کہ میراجی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ پاؤں کو چوموں، آپ نے اجازت دی، اس نے ہاتھ اور پاؤں آپ کے چومے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی عالم یا صالح کی قدم بوسی کرنا چاہے تو عالم یا صالح کو چاہئے کہ اپنے پاؤں پھیلا دے۔ چنانچہ معدن الجواہر مصنفہ حضرت مولانا محمد قطب خان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں مرقوم ہے اور اس مسئلہ کی اصل ایک یہ جو ابوداؤد نے بابُ مَا جَاءَ فِي قَبْلَةِ بَعْضِ الْجَسَدِ مِثْلَ زَارِعٍ سے روایت کیا (حاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

مُجِيبَةً: محدث بیہقی اور ابو یعلیٰ نے حضرت اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک سفر جہاد میں فرمایا کہ کہیں قضائے حاجت کی جگہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت سے کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پتھر ہیں؟ میں نے عرض کے کہ کچھ درخت متفرق نظر آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جان درختوں سے کہہ رسول اللہ ﷺ کا تمہیں حکم ہے کہ اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اسی طرح کہہ۔ میں نے جا کر کہہ دیا۔ قسم اللہ کی میں دیکھا کہ وہ درخت قریب ہو کر اکٹھے ہو گئے اور مل کر مثل دیوار کی بن گئے۔ آپ ان کی آڑ میں قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور پھر مجھ سے فرمایا کہ اب ان سے کہہ دو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہہ دیا وہ اپنی اپنی جگہ پر جا کر قائم ہوئے اور ایسے ہی امام احمد و بیہقی و طبرانی نے یعلیٰ بن سیاہ سے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَالْمَاءُ فَاضٌ بِرَاحَتِكَ وَ سَبَّحْتُ | صُمُّ الْحِصْيِ بِالْفَضْلِ فِي يَمْنَانَا
معنی بیت: اور پانی آپ کی انگلیوں سے بہہ نکلا اور کنکریوں نے آپ کے داہنے ہاتھ میں تسبیح پکاری۔
جنگِ حدیبیہ میں تھی لشکر کو بے حد تشنگی!
انگشتِ اطہر سے تری چشمے چلے دریا بہا

(بقیہ حاشیہ) ہے کہ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَبَادِرُ مِنْ رَوْاجِلِنَا فَتَقَبَّلُ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلِيهِ جَبْهَم مَدِينَةَ شَرِيفَةً كَوَاتِي تَحْتِي تَوَاطِي أُنِي سَوَارِيوں سے جلد جلد اتر کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔ دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا چل اس نبی سے کچھ پوچھیں، اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ اگر وہ سن لے گیا تو بڑا خوش ہوگا۔ بس آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضرت موسیٰ الطیبری کے نوا حکام کا سوال کیا گیا کہ کیا کیا تھے۔ آپ ﷺ نے جواب میں جو کچھ فرمایا انہوں نے اس کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ ہم آپ ﷺ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ تیسرے یہ جو متن میں مذکور ہے۔

اللہ رے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں تو نے لیا
کی شکر یوں نے ادا تسبیح رب کلمہ پڑھا

آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے

صحیحین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا اس سے آپ وضو کیا کرتے۔ سب لوگوں نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں پانی نہیں رہا۔ یہی ہے جو آپ کے اس لوٹے میں ہے۔ ہم وضو اور پینے کے واسطے کیا کریں؟ پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی نے آپ کی انگلیوں سے مانند چشموں کی جوش مارا ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی بھی ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا۔ مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے اور بھی صحیحین میں روایت ہے کہ آپ زورا (مدینہ کے قریب ایک جگہ ہے) میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک برتن پانی کا آپ کے سامنے لائے۔ آپ نے دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا اور آپ کی انگلیوں سے پانی چشموں کی مانند بہ نکلا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ تین سو آدمی یا قریب اس کے تھے اور نیز صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے پانی کم رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہوا پانی لے آؤ۔ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے دست مبارک اس میں رکھا اور کہا لو پاک کرنے والے مبارک اور اللہ کی برکت کو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بالتحقیق میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں سے جوش مارتا تھا۔

کنکریوں کی تسبیح

سَبَّحْتُ ضَمَّ الْحِصَى بِهَتْمِي نَعْنِي دَلَّالُ النُّبُوَّةِ فِي حَضْرَةِ ابُو ذَرٍّ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھا کہ تینوں خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بھی یکے بعد دیگرے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات کنکریاں تھیں۔ وہ آپ نے اٹھا کر کف مبارک پر رکھیں تو وہ کنکریاں

خدا کی تسبیح کرتی تھیں۔ آواز ان کی شہد کی مکھی کے مانند تھی۔ پھر ہر سہ خلفاء نے بھی ہاتھ پر رکھا تو ایسا ہی سنا گیا۔ حافظ ابوالقاسم نے اپنی تاریخ میں یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَعَلَيْكَ ظَلَّتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَرَى | وَالْجِدْعُ حَنْ إِلَى كَرِيمٍ لِقَائِكَ
معنی بیت: اور بادلوں نے آپ پر سایہ کیا اور ستون آپ کے ہجر میں رویا۔

جب دھوپ میں سوئے حرا تشریف فرما تو ہوا
بدلی نے آسایہ کیا تھا اس کو یہ حکم خدا
جب تو نے اے نور ہدا منبر پر خطبے کو پڑھا
تو وہ ستوں رونے لگا جو تکیہ گہ پہلے سے تھا

بادلوں کا سایہ

وَعَلَيْكَ ظَلَّتِ: شواہد النبوة میں نبی بی بی حلیمہ مرضعہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب
آپ تین سال کی عمر کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ باہر چراگاہ میں عصا پکڑ کر جاتے اور رات کو
خوش و خرم پھر آتے۔ ایک دن ہوا گرم اور دھوپ سخت تھی مجھے تشویش ہوئی کہ ایسا نہ ہو آج آپ کو
تکلیف پہنچے۔ شیما جو آپ کی رضائی بہن تھی بولی کہ اے ماں غم نہ کر میں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
گرداگرد دوحوض سرد آ رہے ہیں اور اوپر ایک بادل ہے جدھر وہ جاتا ہے ادھر آپ بھی جاتے ہیں۔

ستون رونے لگا

وَالْجِدْعُ: صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت مسجد
کے ستون سے کہ چھو ہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے۔ جب منبر بنا خطبہ پڑھا تو وہ ستون چلا
کر رونے لگا قریب تھا کہ پھٹ جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور ستون کو اپنے بدن

لے اور یہی حدیث بیہقی اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ماثبت بالنسب الشیخ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

مبارک سے لگا لیا۔ دیر تک وہ ستون ہچکیاں لیتا رہا جس طرح لڑکے رونے کے بعد ہچکیاں لیتے ہیں جب تھم گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ كَذَٰكَ لَا أَثَرَ لِمَشِيكَ فِي الثَّرَىٰ | وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهٖ قَدَمَاكَ

معنی بیت: آپ کے پاؤں کا نشان زمین پر نہ لگا اور پتھر میں آپ کے دونوں پاؤں کا نشان پڑ گیا۔

اے سید جن و بشر! چلتا تھا جب تو خاک پر
ہوتا نہ تھا مطلق اثر تیرے قدم کا ایک جا
پتھر پہ گر چلتا کبھی تو اے میرے حق کے نبی
نقش قدم ہوتا جیسی دل موم ہوتا سنگ کا

زمین پر آپ کے قدم کے نشان نہ پڑتے اور پتھر پر پڑتے

كَذَٰكَ لَا أَثَرَ -- ہجرت کے وقت آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر

نکلے پیادہ پا تھے بہت تلاش کیا کہیں نشان قدم مبارک نہ ملا۔

وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ -- الخ اصحاب سیر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ اکثر اوقات

پیادہ چلتے تھے تو پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے تھے اور آپ کے قدم مبارک کے نشان اس

میں ہو جاتے تھے۔ علامہ حافظ قسطلانی نے بھی مواہب لدنیہ میں ثقات سے روایت کیا اور بدلائل

قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت کیا اور المرتجی بالقبول میں لکھا ہے کہ اصحاب سیر نے اپنی اپنی کتابوں میں

تصریح کی ہے کہ کَثِيرًا مَا كَانَ إِذَا مَشَى عَلَى الْحَجَرِ يَصِيرُ رَطْبًا لَهُ حَتَّى غَاصَتْ قَدَمَاهُ

فِيهِ اَكْثَرُ وَقْتِ ابْتِدَاءِ حَالَتِ فِي آفِ نِغْطِ الْوَجْهِ لَمَّا مَشَى عَلَى الْحَجَرِ يَصِيرُ رَطْبًا لَهُ حَتَّى غَاصَتْ قَدَمَاهُ

ہو جاتے اور نشان قدم مبارک کے ہو جاتے تھے۔

وَشَفِيَتْ ذَا الْعَاهَاتِ مِنْ أَمْرَاضِهِ | وَمَلَأَتْ كُلَّ الْأَرْضِ مِنْ جَدْوَانِهَا
 معنی بیت: آپ کی دعا سے بہت سے مصیبت زدہ اور بیماروں کو شفا ہوئی اور تمام زمین آپ کے فیض و
 نور اسلام سے منور ہوئی۔

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل اچھے ہوئے
 مملو ہے تیرے فیض سے کون و مکان ارض و سما

رحمت للعالمین

آنحضرت ﷺ کے پاس جو آیا خالی نہیں گیا۔ بے شمار مصیبت زدگان سے آلام و مصائب سے
 نجات پائی۔ کتب حدیث اور سیر اس کی گواہ ہیں اب بھی جو صدق ارادت سے بارگاہ عالی میں حاضر ہوا
 ان شاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہے گا بلکہ ہر ایک جگہ آپ کے توکل سے مراد پائے گا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ
 فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اے محمد! ہم نے آپ کو اہل عالم کیلئے رحمت کر کے
 بھیجا۔ واضح ہو کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ بہشت، دوزخ، آسمان، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم،
 جن، انسان، فرشتے، درندے، چرندے، پرندے، آگ، پانی، ہوا وغیرہ درخت، پتھر، سورج، چاند،
 ستارے، سیارے، سب عالم ہیں۔ اسی طرح عالم، دنیا، عالم عقبی بھی عالم ہیں اور حضرت ﷺ ہر ایک
 شے کے واسطے ہر ایک وقت میں رحمت ہیں۔ عالم دنیا میں اہل عالم کیلئے تو یوں رحمت ہیں کہ آپ کے
 وجود فیض آموذ کے دنیا میں ہونے سے اہل دنیا کی بد عملیوں کی سزا موقوف بروقت دیگر ہے پچھلے وقت
 کی مانند سوز بندر وغیرہ نہیں کئے جاتے۔ اگرچہ کیسے ہی سزاوار ہوں لیکن مسخ سے محفوظ ہیں تاکہ
 حیات دنیا سے متمتع ہو لیں اور عالم عقبی میں اس طرح رحمت ہیں کہ جب تمام بنی آدم کا کوئی حامی اور شفیع

از وما كان الله ليُعذبهم و انت فيهم الخ اللہ ان کو عذاب نہیں دیتا کیونکہ تو ان میں ہے۔ پس آیہ مذکورہ سے
 ظاہر ہے کہ آپ کے وجود باوجود کے طفیل جہاں سے عذاب مرتفع ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو بظاہر موت ہوئی اور
 آپ کا جسد مبارک دنیا میں مدفون ہوا تاکہ قیامت تک باعث امن خلاق ہو ورنہ آپ کو موت نہیں، مرفوع الی السماء
 ہونا تھا کیونکہ آپ جامع فضائل انبیاء تھے ومنہم اذینس و عینسی علیہما السلام۔

نہ ہوگا تو آپ بڑی اولوالعزمی سے یہ بیڑا اٹھائیں گے۔ اگر عالم عقلمی میں شفاعت رحمت نہیں تو وہاں اور کیا کام رحمت کا ہوگا اور آئیہ مذکورہ میں رحمت کے کیا معنی۔

آپ ہم کو بہت چاہتے ہیں اور ہم پر بڑے مہربان ہیں اور آپ کا فیض تمام روئے زمین پر منتشر ہوا۔ انبیاء سابقین باوجود بڑی بڑی عمروں کے ایسے نہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کتر عمر کے چھٹے حصے میں کثیر التابعین ہو گئے۔ امام صاحب ﷺ نے خود اس قصیدہ میں چند مصیبت زدگان و آفت رسیدگان کا ذکر کیا ہے جن کی مشکلات جناب رسالت مآب سے حل ہوئیں۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَرَدَدْتُ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمَىٰ | وَابْنَ الْحُصَيْنِ شَفِيئَهُ بِشِفَاكَ
معنی بیت: آپ نے قتادہ ﷺ کی نکلی ہوئی آنکھ کو درست کر دیا اور ابن الحصین کو بھی آپ سے تندرستی حاصل ہوئی۔

جس وقت تیر آ کر لگا چشم قتادہ میں شہا
حدقہ میں تو نے رکھ دیا ڈھیلے کو، اچھا ہو گیا
ابن حصین اے شاہ دیں مدت سے تھا زار و حزیں
صدقہ میں تیرے بعد ازیں امراض سے پائی شفا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ درست ہو گئی

بیہتی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تیر لگا۔
آنکھ ان کی رخسارہ سے لٹک آئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس آنکھ کو پھر حدقہ میں اپنے دست مبارک سے رکھ دیا۔ وہ اچھی ہو گئی بلکہ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

وَ كَذَا خُبَيْبًا وَ ابْنَ عَفْرَا بَعْدَ مَا | جُرِحَا شَفِيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَا كِلَا
 معنی بیت: اور خبیب اور ابن عفراب جب دونوں زخمی ہوئے تو آپ کے دست مبارک پھیرنے سے شفا
 ہو گئی۔

زخمی ہوئے جس دم خبیب اور ابن عفرابدر میں
 دست کرامت نے تیری ہر ایک کو بخشی شفا

کٹے ہوئے پہلو کو جوڑ دیا گیا

بیہتی اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ خبیب بن یساف کو بدر کے دن پشت پر تلوار لگی اور ایک
 پہلو کٹ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دست مبارک سے اس پہلو کو بدن سے ملا دیا اور اس پر دم کیا وہ اچھا
 ہو گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ عَلِيًّا الْمُرْمَدًا إِذْ دَاوَيْتَهُ | فِي خَيْبَرَ فَشَفَى بَطِيْبَ لَمَّا كَا
 معنی بیت: اور خیبر کی لڑائی میں جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آشوب چشم ہوا تو آپ کے لب مبارک
 لگانے سے صحت ہوئی۔

حضرت علی خیبر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے
 حاصل ہوئی ان کو ترے اک لب لگانے سے شفا

حضرت علی ﷺ کو آپ کے لعاب سے شفا ہو گئی

اور صحیحین میں ہے کہ حضرت علی ﷺ کی آنکھیں جنگ خیبر کے دن دکھتی تھیں۔ جناب رسول اللہ
 نے آپ دہن مبارک ان پر لگا دیا فوراً اچھی ہو گئیں۔ بیہتی نے حضرت علی ﷺ سے روایت کی ہے کہ

اسہاں حسب قاعدہ نحو پہ یدیک ہونا چاہئے مگر بتوافق حرف ردی قافیہ کے مجرور اور منصوب کو مرفوع پڑھنا جائز ہے
 بلکہ بلا ضرورت شعری میں بھی اس کی نظیر ملتی ہے۔

میں ایک بار آنحضرت کے حضور میں حاضر ہوا۔ ایسا بیمار تھا کہ یہ کلمات میرے زبان پر تھے یا اللہ اگر میری اجل آگئی ہے تو آجائے میں اس درد سے نجات پاؤں اگر ابھی نہیں آئی ہے تو شفا دے۔ اگر میرے امتحان کیلئے یہ بیماری ہے تو مجھے صبر دے۔ آنحضرت ﷺ نے پاؤں سے مجھے ٹھوکر مار کر فرمایا تو نے کیا کہا پھر کہہ، میں نے وہی دعا کی، فرمایا اللہ اسے شفا دے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہتے ہیں میں اسی وقت اچھا ہو گیا اور بعد اس کے مجھے ایسا درد نہیں ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَسَأَلْتَ رَبَّنَا فِي ابْنِ جَابِرٍ بَعْدَ الَّذِي | قَدَمَاتِ أَحْيَاهُ وَقَدْ أَرْضَاكَ
معنی بیت: اور ابن جابر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے حق میں جب وہ مر گیا تھا تو آپ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر کے آپ کو راضی کر دیا۔

اللہ رے تیرا معجزہ جابر کا جب بیٹا مرا
کی اس طرف تو نے دعا وہ اس طرف اچھا ہوا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مردہ بچے زندہ ہو گئے

شواہد النبوة میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی ضیافت کی اور آپ کے واسطے ایک برہ ذبح کیا اور سامان ضیافت میں مصروف ہوا۔ میرا بڑا لڑکا دیکھتا تھا۔ اس نے چھوٹے سے کہا آج تجھے دکھاؤں ہمارے باپ نے برہ کس طرح ذبح کیا ہے یہ کہا اور پکڑ کر چھری اس کے گلے پر پھیر دی۔ ان کی ماں نے دیکھ لیا وہ ان کی طرف دوڑی۔ لڑکا خوف سے بھاگ کر کوٹھے پر چڑھنے

اصحاح ستہ اور دیگر کتب مغازی میں مروی ہے کہ جنگ خیبر میں شام کے وقت آپ نے فرمایا لَا غَطِيبَ الرَّأْيَةِ غَدَا
رَجُلًا كَرَّازًا غَيْرَ فَرَّارٍ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ بَدِينَهُ۔ میں کل کے دن ایسے شخص کو علم (جھنڈا) دوں گا جو بڑا دلیر اور بہادر ہے میدان سے پھرنے والا نہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ اس کو اچھا جانتے ہیں۔ یہ قلعہ اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اس وقت ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے لب مبارک لگا دیا۔ فوراً اچھی ہو گئیں اور علم فتح ان کو عطا فرمایا۔

لگا۔ اوپر سے زینہ سے پاؤں پھسلا اور گر کر وہ بھی مر گیا۔ عورت مردانہ سیرت نے بایں خیال کہ آپ کی ضیافت میں حرج ہوگا دونوں مذبح و مستوط پر گدڑی ڈال کر چھپا دیا اور مجھے بھی خبر نہ کی۔ جب کھانا تیار ہوا اور حضور ﷺ بعبادت کریمانہ تشریف لائے۔ میں نے کھانا پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے جابر اپنے فرزندوں کو بلا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھائیں، میں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ لڑکے کہاں ہیں؟ آپ بلا تے ہیں وہ نیک بخت بولی کہ وہ کہیں باہر کھلتے ہوں گے۔ معلوم نہیں کہاں اور کدھر ہیں۔ میں یہ بات حضور میں عرض کی، آپ نے فرمایا کہ حکم الہی ہے جب تک وہ نہ آئیں گے میں نہ کھاؤں گا۔ مجبوراً عورت نے وہ تمام حال ظاہر کر کے گدڑی اٹھا کر دکھادی۔ میرے ہوش جاتے رہے اور شور و غل پیدا ہو گیا۔ حضرت شفیع المذنبین رحمت للعالمین ﷺ نے اٹھ کر ان کے سر پر آدیکھا بعد ازاں بحکم الہی دعا کی کہ اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے اور ہر شے کو عدم سے ظہور میں لانے والے، مردوں میں روح پھونکنے والے انہیں زندہ کر۔ آپ کے یہ دعا کرتے ہی دونوں زندہ ہو گئے اور مل کر کھانا کھایا۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَىٰ هَذَا النَّبِيِّ الْكَرِيمِ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شَاةٌ مَسْنَتٌ لِأُمِّ مَعْبَدٍ النَّبِيِّ | نَشَفْتُ فَدْرَثٌ مِنْ شِفَارِقِيَاكَ
معنی بیت: اور ام معبد کی بکری کا جبکہ دودھ خشک ہو گیا تو آپ کے دست مبارک کے چھونے پر بہت ہو گیا اور آپ کے کچھ پڑھنے کی برکت سے دودھ دھار ہو گئی۔

خشک بکری دودھ دھار ہو گئی

شرح السنہ میں حبیش بن خالد برادر ام معبد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ کو مع ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ آزاد غلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور عبد اللہ لیشی بھی کہ راہ بتانے کیلئے آپ کے ساتھ تھا ام معبد کے خیمہ پر گزرے اور اس سے گوشت اور چھوہارے خریدنے چاہے قحط کے باعث اس کے پاس نہ تھے۔ ام معبد کے خیمہ

لَا وَمَسْنَتٌ شَاةٌ لِأُمِّ مَعْبَدٍ بَعْدَ مَا

میں ایک بکری کو دیکھ کر آپ نے پوچھا کہ یہ بکری کیسی ہے۔ ام معبد نے کہا کہ بسبب لاغری کے اور بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں نہیں جاسکتی اس سبب سے یہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے تھنوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ بالکل خشک ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اجازت دو تو ہم اس سے دودھ دودھ لیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اور اس بکری کے تھنوں پر بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا تو بکری نے پاؤں پھیلا دیئے اور دودھ اس کے تھنوں میں بھر آیا اور اس نے جگالی کرنی شروع کی۔ پھر آپ نے ایک بڑا برتن منگوایا اور اس میں دودھ دوہا اور وہ برتن بھر گیا۔ پھر آپ نے پہلے ام معبد کو دیا اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو پلایا، وہ بھر سیر ہو لئے پھر سب سے پیچھے آپ نے پیا۔ اس کے بعد دوبارہ برتن آپ نے دودھ سے پھر کرام معبد کے حوالے کیا۔ ام معبد مسلمان ہو گئی اور آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَدَعَوْتُ غَامَ الْقَحْطِ رَبِّكَ مُعَلِّناً | فَانْهَلَّ قَطْرُ السُّحْبِ حِينَ دُعَاكَ
معنی بیت: قحط سالی میں لوگوں کی التجا پر آپ نے پروردگار کی جناب میں دعا کی تو بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔

تیری کرامت تھی شہا جو دودھ بکری نے دیا
کی قحط میں تو نے دعا بارش ہوئی بے انتہا

آپ کی دعا سے اسی وقت مینہ برس پڑا

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں ایک بار قحط ہوا آپ خطبہ جمعہ میں کھڑے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکے مرتے ہیں آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر کوئی ابر کا ٹکڑا نہ تھا۔ خدا کی قسم ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے تھے کہ ابر مانند پہاڑوں کی ہر طرف سے

ہے کہ جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب بابتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں اور بحیرہ راہب کا ابوطالب سے کہنا جو حدیث طویل صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ لَمْ يَنْقُ شَجَرًا وَلَا حَجْرًا إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا۔ شجر و حجر وغیرہما سے کوئی شے باقی نہ رہ گئی تھی کہ جس نے محمد ﷺ کو سجدہ نہ کیا ہو۔ یہ سید العالمین، یہ رسول رب العالمین ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو رحمت للعالمین کر کے بھیجے گا صاف دلالت کرتا ہے کہ بے جان چیزوں کو بھی آپ کی شناخت قدیمی اور معرفت ازلی تھی۔ چنانچہ ترمذی اور داری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک طرف کو مکہ سے باہر

اشواہد النبوة اور دیگر کتب احادیث و سیر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ ابوطالب پیغمبر خدا ﷺ کو ساتھ لے کر سفر تجارت کیلئے ملک شام کو نکلے۔ راستہ میں ایک راہب بحیرہ نامی کے مکان پر اترے۔ اس نے ابوطالب سے کہا کہ اے ابوطالب تو اس جوان کو واپس پھیر دے اور شام کی طرف نہ لے جا کیونکہ وہ لوگ بذریعہ کتب آسمانی اس کو پہچان لیں گے اور منہما افکن جہاں تک ممکن ہوگا اس کو قتل کرنے میں کوشش کریں گے۔ ابوطالب نے کہا تو کیونکر جانتا ہے۔ راہب نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ یہ جوان جدھر جاتا ہے اسی طرف کے درخت پتھر وغیرہ اس کے آگے جھک جاتے ہیں اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ سوائے نبی کے اور کسی کے آگے نہیں جھکتے۔ پھر اس نے آپ کا کپڑا اٹھا کر مہر نبوت کا نشان بھی دکھایا۔ اندر لے جا کر جہاں تمام انبیاء کی صورتیں رکھی تھی آپ کی صورت بھی ملادی اور بھی اپنی تصدیق کلام کے واسطے ابوطالب کو کئی نشان دکھائے۔ ابوطالب نے آپ کو واپس کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل از پیدائش علاوہ آدمیوں کے دیگر اشیاء کو بھی آپ کی نبوت کا علم تھا اور سب چیزیں آپ ﷺ کو پہچانتی تھیں۔ چنانچہ اس کا ذکر آگے ہو چکا ہے بفضلہ تعالیٰ حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب محمد ﷺ پیدا ہوئے تو ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور آپ کو اٹھا کر لے گیا اور ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اس کو مشرق و مغرب اور دریاؤں اور جنگلوں میں پھراؤ کہ خشکی اور تری کی سب چیزیں حیوانات، جمادات اور نباتات اس کی صورت کو پہچانیں اور اس کی شان نبوت و منزلت رسالت کو جانیں کہ یہ شخص ہے جو شرک کو مٹائے گا اور ربوبیت و الوہیت واحد یگانہ کو پھیلانے گا۔ ما ثبت بالنسبہ صفحہ ۶۹ اور الدر المنظم فی مولد النبی الحکم میں بروایت ابن عباس حلیہ ابو نعیم سے منقول ہے کہ حیوانات روئے زمین مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کو پھر گئے اور ایک دوسرے کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی اور اسی طرح حیوانات آبی نے ایک دوسرے کو خبر کی اور آسمان و زمین میں جنوں اور فرشتوں کے آواز اور آپ کے ظہور مبارک کی نسبت سنائی دیتیں الخ۔

تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا پس آپ جس درخت پتھر اور ٹیلہ وغیرہ کے پاس جاتے وہ کہتا
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

پس ثابت ہو گیا کہ آپ تمام مخلوق و موجود کی طرف بھیجے گئے اور سب نے آپ کو پہچانا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

و خَفِضْتَ دِينَ الْكُفْرِ يَا عَلِمَ الْهُدَى | وَ رَفَعْتَ دِينَكَ فَاسْتَقَامَ هَذَا كَمَا
معنی بیت: اے ہدایت اور راہنمائی کے نشان آپ نے تمام جھوٹے دینوں اور شرک، وہو پرستی کی
راہوں کو مٹایا اور اپنے دین حق کو ظاہر کیا تو وہ صحیح طریق سے قائم ہو گیا۔

دنیا سے شرک و کفر کا پردہ دیا تو نے اٹھا
دنیا میں دین پاک کا جھنڈا کیا محکم کھڑا!

آپ نے دین کو غالب کر دیا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ اسْمُهُ --- هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَ دِينَ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (پ ۱۰، ع ۱۱) اللہ وہ ہے کہ جس نے بھیجا، اپنے رسول کو ساتھ
ہدایت اور دین حق کے تاکہ غالب کرے اس کو اور تمام دینوں کے۔ بے شک جناب پیغمبر خدا ﷺ
جس وقت پیدا ہوئے ادیان باطلہ پست ہونے لگے اور دین حق کہ دین اسلام محمد بن عبد اللہ نبی امی
ہاشمی ﷺ کا ہے غالب اور روشن ہوا۔ ہجرت سے آج تک ہر زمانہ کی تاریخیں شاہد ہیں کتب احادیث
سے بنقل ثقات کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ جب رات آپ پیدا ہوئے اسی رات کسریٰ کا
ایوان کانپا اور چودہ کنگرے اس کے گر گئے۔ وہ آتش کدہ کہ ہزار سال سے برابر ایک ساعت بجھنے نہ پایا
تھا بالکل بجھ گیا۔ علیٰ ہذا القیاس روئے زمین پر بہت نشان خرابی بے دینان و مشرکان ظاہر ہوئے۔ مرغ
وماہی زمین و آسمان میں خبر ہو گئی۔ روئے زمین اور تمام حرم خاص کے بت سرنگوں ہو گئے۔ اس واقعہ کی

لے یہ روایت ماثبت بالذکر میں بھی ہے۔

تصدیق زردشتیوں کی کتاب دساتیر میں بھی لکھی ہے۔ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین اور مشارق و مغارب زمین کے مجھے دکھائے جہاں تک میں دیکھ چکا ہوں وہاں تک عنقریب میری امت کی بادشاہی ہوگی۔

وَرَفَعَتْ دِينَكَ الْخ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ورفعنالک ذکرک و کلمۃ اللہ ہی العلیا۔ وہ ذکر اور کلمۃ اللہ دین اسلام ہی ہے جو ہمیشہ تک رہے گا اور نیز فرمایا ہے وَاللَّهُ نُبُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (پ ۲۸، ع ۹۷) اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا قیامت تک اگرچہ ناحق شناس برا ہی مانیں۔ وہ نور دین محمدی ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَام۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

أَعْدَاكَ عَادُوا فِي الْقَلْبِ بِجَهْلِهِمْ | صرعى و قد حرموا الرضى بجفاكا
معنی بیت: آپ کے دشمن جہالت کی وجہ سے گڑھے میں پڑ گئے اور رضا و رحمت الہی سے آپ کو تکلیف دینے کے باعث محروم رہے۔

جو جو تیرا دشمن ہو قعر جہنم میں گرا
جو درپے ایذا ہوا محروم رحمت سے رہا

مقتولین بدر سے کلام

بخاری میں ہے کہ غزوہ بدر میں بعد فتح کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کافروں کو چاہ بدر میں ڈلوایا اور متصل اس کنوئیں کے کھڑے ہو کر ایک ایک کا نام پکار کر فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے ٹھیک پایا اور تم نے بھی جو کچھ خدائے تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایسے جسموں سے کلام کرتے ہیں جن میں روح نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

بِسْمِ يَوْمِ بَدْرٍ قَدْ آتَتْكَ مَلَائِكٌ | مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ أَعْدَاكَ
 معنی بیت: اور جنگ بدر کے دن فرشتے آپ کی مدد کو آئے اور آپ کے دشمنوں کو قتل کیا۔
 دن بدر کے بے شبہ و شک خالق نے کی تیری کمک
 ایک دم میں آ پہنچے ملک فی النار اعدا کو کیا

در بار نبوی میں فرشتوں کی حاضری

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ جَلَالُهُ -- وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
 تَشْكُرُونَ - إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ
 الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ - بَلَى إِنْ تَصَبَرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُواكُم مِّنْ فُورِهِمْ هَذَا يُمِدِّدْكُمْ رَبُّكُمْ
 بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ (اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل
 بے سرو سامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا
 تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ
 کرو اور کافراسی دم تم پر آ پڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔
 پ ۴۷۴) إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِآلِفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
 مُرْدِفِينَ (جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا
 ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ پ ۱۵۷۹)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چکی فرشتے پھرتے تھے

تفصیل نزول ملائکہ و جنگ وغیرہ کتب احادیث و سیر میں موجود ہے کہ اللہ کے فرشتے وقتاً فوقتاً
 آپ کی خدمت کرتے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام جو ایک مقرب فرشتہ تھے آپ کی بارگاہ کے غلام تھے اور دیگر
 فرشتے بھی اہلبیت نبوت کی خدمت گزاری کرتے تھے چنانچہ سید سمہووی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ
 عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بھیجا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر سے بلا لاؤں۔ میں نے

دروازہ پر بہت دفعہ بلایا کسی نے آواز نہ دی، میں پھر آیا۔ آپ نے فرمایا جا علیؑ گھر میں ہے۔ میں پھر گیا اور ذرا اندر کی طرف ہو کر بلانے کو کھڑا ہونا کہاں اندرون خانہ کے ایک گوشے میں میری نظر پڑی تو چکی پھر رہی ہے مگر پھر اتا کوئی نہیں۔ میں حیران ہو گیا اور باواز بلند علیؑ کو پکارا وہ خوش و خرم اور بشاش باہر نکلے چلے آئے۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے میری حیران صورت کو دیکھ کر فرمایا اے ابو ذرؓ یہ کیا حال ہے؟ میں نے تعجب سے بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں خود بخود چکی کا پھرنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کچھ تعجب کی بات نہیں اللہ کے فرشتے آل محمد ﷺ کی معونت پر مقرر ہیں۔ یہ خدمت الہی میں مشغول رہتے ہیں وہ ان کی خدمت میں مصروف۔ کذا فی سیرة

شامی ۱۲ زاد السبیل الی الجنة و السلسیل

☆☆☆☆☆☆☆☆

وَ الْفَتْحُ جَائِكَ يَوْمَ فَتَحِكَ مَكَّةَ! | وَ النَّصْرُ فِي الْأَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَ
 معنی بیت: مکہ کی فتح آپ کو کامل طور پر حاصل ہوئی اور روز احزاب میں نصرت الہی آپ کے شامل حال ہوئی
 تھی روز فتح مکہ بھی فتح و ظفر تجھ سے ملی
 احزاب میں نصرت ہوئی حاصل تجھے اے پیشوا
 کفار قریش کی آخری جنگ مکہ میں تھی۔ اس کے بعد بیخ کفر و شرک اور تخم فساد و عناد عرب سے
 جاتا رہا گویا یہ فتح مسلمانوں کیلئے ایسی مفید اور پر تصرف تھی جیسے پایہ تخت بادشاہی کا فتح ہو تو تمام ملک
 متعلقہ تخت و تصرف فاتح میں آجاتا ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ جَلَالُهُ --- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
 اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَ
 كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (پ ۲۱، ۱۸۶) اے ایمان والو! یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر کیا
 جب آئیں تم پر فوجیں۔ ف قریش اور غطفان اور یہود اور قریظہ اور نبی نصیر بارہ ہزار آدمی لے کر چڑھ
 آئے۔ ت: ہم نے ان پر ہوا ٹھنڈی چھوڑی ف۔ جس نے ان کو نہایت عاجز اور تنگ کیا۔ ان کے
 مونہوں میں گرد و غبار ڈالا اور آگ ان کی بھادی اور ہانڈیاں ان کی الٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ

دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے۔ ف اور بھی بھیجا ہم نے ان پر ایسے لشکر کو کہ ان کو تم نے نہیں دیکھا یعنی فرشتوں کو کہ انہوں نے ان کافروں کے دلوں میں رعب ڈالا اور ایسی دہشت ان کے دلوں میں ڈالی کہ وہاں سے بھاگ گئے۔ ف اور ہے اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا۔ ف یہ معجزہ غزوہ احزاب میں واقع ہوا کہ اسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ کافر ان قریش مع غطفان وغیرہ قبائل کے لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تھے۔ آپ نے بصلاح صوابدید حضرت سلیمان فارسی علیہ السلام مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی اور قریب ایک مہینہ کے لشکر کفار وہاں ٹھہرا رہا اور تیر پتھر سے لڑتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے ان پر مشرق کی طرف سے ایسی سخت ہوا بھیجی کہ جس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے ہوا کے صدمات کو دیکھ کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر جادو کیا ہے۔ اب یہاں ٹھیرنا صلاح نہیں بھاگ جانا بہتر ہے۔ حدیث میں ہیں نَصْرُتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكْتُ عَاذُ بِالذَّبُوْر یعنی میری مدد ہوئی پروا ہوا سے کہ اس نے کافروں کو احزاب میں بھگا دیا اور ہلاک کی گئی قوم عاد چھوٹا ہوا سے۔ ف یہ معجزہ آپ کا مثل معجزہ ہود علیہ السلام کے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

هُوْدٌ وَّ يُوْنُسُ مِنْ بَهَاك تَجَمَّلَا | وَ جَمَالُ يُوسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ
معنی بیت: حضرت ہود علیہ السلام اور یونس علیہ السلام کو آپ ہی کی بزرگی سے بزرگی حاصل تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو جمال آپ کے جمال باکمال سے ملا تھا۔

تھی ہود و یونس میں عیاں تیری تجلی ہر زماں
تھا نور یوسف بے گماں عیڑا جمال با صفا

حضور جامع الصفات ہیں

کتب حدیث میں مروی ہے کہ تمام صفات متفرقہ بالجملہ ذات بابرکات سرور کائنات علیہ وعلی

آلہ الصلوٰۃ میں مجتمع تھیں اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہما منہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو میں نے ایک آواز سنی کوئی کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نصرت ورنج اور زدہ کی کنجیوں کا قابض ہو چکا ہے اسے شرق غرب اور ہر ایک نبی کی جائے پیدائش اور ہر شے روحانی اور غیر روحانی جن، انسان، درندوں، اور پرندوں وغیرہ پر پھراؤ کہ وہ سب اس کو پہچانیں۔ اس کو صفائے آدم، رقت نوح، خلعت ابراہیم، لسان اسماعیل، اور بشارت یعقوب، جمال یوسف، صوت داؤد، صبر ایوب، زہد یحییٰ، کرم عیسیٰ اور اخلاق انبیاء سب حاصل ہیں۔ ابن عساکر نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آخر شب میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ اندھیرا تھا ہر چند ڈھونڈا، نہ پائی اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کے جمال مبارک سے سارا گھر روشن ہو گیا اور سوئی مل گئی۔ میں نے یہ واقعہ عرض کیا آپ نے فرمایا ویل ویل ویل ہے اس کو جو میرا منہ دیکھنے سے محروم رہے۔ ابن عساکر اور خطیب اور دیلمی اور ابو نعیم نے بطریق محمد بن اسماعیل بخاری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور آپ میرے سامنے موزہ گانٹھ رہے تھے اس وقت عرق جبیں کے سبب آپ کی پیشانی کی چمک دمک دیکھ کر میں نہ رہ سکی اور بے ساختہ منہ سے نکل گیا۔

وَمُبْرَأٍ مِنْ كُلِّ غَيْرِ حَيْضَةٍ | وَفَسَادٍ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُغِيلٍ
وَإِذَا نَظَرْتُ إِلَىٰ أَسْرَةٍ وَجْهَهُ | بَرَقَتْ بُرُوقَ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

(حلیۃ الاولیاء جلد ۲، تذکرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صفحہ ۴۵-۴۶، طبع اول مصر از ابو کبیر ہندی) اور ہر طرح کی کدورت حیض سے پاک، ایسا پاک اور نظیف کہ اس کے دودھ پلانے والی کی طبیعت اور دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو۔۔۔ اور میں جب اس کے روئے روشن کی شکلوں کو دیکھوں تو اس کے رخساروں کی روشنی اور صفائی میں وہ شکن صورت ہلال نظر پڑتے ہیں (بے مثل بشر صفحہ ۳۹)

اور ایک روایت میں چند ابیات دیگر مروی ہے جن سے ایک یہ ہے لَوَامِسِي زُلَيْخًا لَوْرَائِنِ جَبِينِهِ اور شمائل ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے بعد بیان صورت و سیرت جناب ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا لَمْ أَرِ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ کہ آپ کی مثل نہ کوئی پہلے آپ سے سنا ہے

نہ سوائے آپ کے اب دیکھنے میں آتا ہے۔ حضرت علیؓ کے اس قول میں ہزار ہا نکات و اسرار ہیں بالجملہ اس کے معنی ہیں کہ لَمْ أَرْ بِمَعْنَى لَمْ أَسْمَعْ ہے يالْمُ أَرَفِي الروایات التي تُروى فِيهِ مَقَادِيرُ الْجَمَالِ اس صورت میں لَمْ أَرْ قَبْلَهُ کے متعلق معنی دیگر ہیں اور بَعْدَهُ کے معنی دیگر اور بَعْدَهُ بمعنی سوا چنانچہ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ (پ ۲۹، ع ۲۲) (پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے)۔



قَدْ فُتَّتْ يَاطَهُ جَمِيعَ الْأَنْبِيَاءِ! | طُرًّا فُسُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَاكَ
معنی بیت: اے خلقت کو بچانے والے آپ تمام پیغمبروں پر فائق ہیں آپ کو معراج ہوئی اور وہ قرب ملا کہ کسی نبی مرسل کو نہیں ملا۔ وہ پاک ہے اور سب بھلی صفتوں کا مالک ہے جس نے آپ کو رات کے وقت سیر کرائی۔

طُ لَقِبَ خَيْرَ الْوَرَى نَبِيُونَ | طُ فَا لَقَّ هُوَا
حق سے ملا سبحان من اشراك في الليل الدجا

ذکر معراج

معراج حق ہے، بالاتفاق مکہ معظمہ میں نبوت سے بارہویں سال بحسد عنصری یعنی جسم ظاہری جبرئیل علیہ السلام براق پر سوار کر کے آپ کو لے گئے آپ نے جو کچھ دیکھا تھا دیکھا اور انہیں آنکھوں سے مشرف دیدار الہی سے ہوئے چنانچہ تفسیر جلالین میں بروایت ترمذی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آیت ربی عزوجل میں نے اپنے رب غالب و بزرگ کو دیکھا۔ خواب میں بھی کئی دفعہ آپ سب کچھ دیکھ چکے تھے۔ اس دفعہ یقینی طور پر کُلُّ شَيْءٍ بِحَقَائِقِهَا كَمَا هِيَ (ہر چیز کو اس کی حقیقت کے ساتھ جیسی وہ ہے) دیکھیں۔ حدیث کی تمام کتابوں اور قرآن مجید کی تفسیروں میں ذکر معراج بہ تفصیل و دلائل و براہین امکان و رفع شکوک درج ہے یہاں کچھ حاجت طوالت نہیں قَدْ فُتَّتْ الخ

ترمذی میں لکھا ہے کہ جب آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی۔ تمام انبیاء علیہ وعلیہم السلام پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعد از سلام سب سے علیحدہ علیحدہ نعمائے الہی کا جوان کوٹلی تھیں بیان کیا۔ بعد ازاں آپ نے امثالاً لامر اللہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ پ ۱۸۶۳۰) جو کچھ آپ کو عطا ہوا اظہار فرمایا اور افتتاح اور اختتام حمد و ستائش الہی سے کیا۔ جب سب سن چکے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام پیغمبروں کو مخاطب کر کے فرمایا بِهَذَا فَضَلَكُمُ مُحَمَّدٌ دیکھو محمد کو یہ سب کچھ ملا ہے تو تم سب سے افضل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَاللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا يَسِيْرٌ مِّثْلَكَ لَمْ يَكُنْ | فِي الْعٰلَمِيْنَ وَ حَقٌّ مِّنْ اَنْبَاكَ
معنی بیت: خدا کی قسم تمام مخلوقات میں آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا قسم ہے اس کے حق کی جس نے آپ کو قرآن دیا۔

واللہ یا یسیر لقب ماہ عجم مہر عرب
تجھ سا ہوا اور ہو نہ اب دنیا میں بے رو و رعا

آپ بے مثل ہیں

بے شک آپ کی ذات بابرکات بے مثل و بے مانند تھی۔ عالم میں آپ ہی اپنا نظیر تھے۔ انبیاء کے افضل المخلوقات ہیں کوئی بھی سرور کائنات کا عدیل و مثل نہیں ہوا۔ آپ اشرف المخلوقات و الموجودات اکمل المکنونات پیدا ہوئے۔ یسین آپ کا اسم مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور ویلی میں نے مسند الفردوس میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ محمد، احمد، فاتح، خاتم، ابوالقاسم، حاشر، عاقب، ماجی، یاسین، طہ۔

مِثْلَكَ لَمْ يَكُنْ - الخ یعنی علو درجات میں آپ کی مثل کوئی دنیا میں نہیں آیا۔ مسلم میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھ کو پانچ چیزیں ایسی عنایت ہوئی ہیں کہ اور

کسی کو نہ ہوئی تھیں (۱) یہ کہ مہینہ کی مسافت پر میرے پہنچنے سے پہلے میرے دشمنوں پر رعب اور دباؤ پڑ گیا (۲) تمام روئے زمین میرے لئے سجدہ گاہ مقرر کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا (۴) تمام پیغمبر خاص خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہوں (۵) مجھے شفاعت کبریٰ کا اختیار دیا گیا ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے (۶) جو ام الکلم بھی مجھے عطا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ جامع المراتب ہیں اور کسی کو یہ رتبہ حاصل نہ ہوا۔ بایں جہت آپ بے مثل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عَنْ وَصْفِكَ الشُّعْرَاءُ يَا مُدَّثِرُ | عَجَزُوا وَكَلُوا مِنْ صِفَاتِ غَلَاكَا
 معنی بیت: اے حبیب اللہ کے آپ کی صفت مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے فصحا و بلغا حتی المقدور اپنے انفاس عزیزہ کو آپ کی ثنا گوئی میں خرچ کر کے معترف بقصور ہوئے کیونکہ حصر باوصاف جمیلہ آپ کے ممکن نہیں اور آپ کے محامد اور مناقب اس سے برتر ہیں کہ انسان بیان کر سکے۔

کی شاعروں نے ہر زماں مدح و صفت تیری بیاں
 آخر تھکی سب کی زباں عاجز ہوئے سب بر ملا
 مجموعہ وصف و ثنا ہے تیری ذات مصطفیٰ
 انساں سے ہو کیونکر بھلا احصا ترے اوصاف کا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجیل عیسے قَدْ آتَىٰ بِكَ مُنْجِبًا | وَلَنَا الْكِتَابُ آتَىٰ بِمَدْحِ خُلَاكَا
 معنی بیت: انجیل عیسیٰ اور ہماری کتاب یعنی قرآن مجید آپ کی مدح و ثنائیاں کر رہے ہیں۔
 انجیل عیسیٰ بھی تری مدح و صفت سے ہے بھری
 قرآن میں خالق نے کی ہر جا تری مدح و ثنا

انبیائے سابقین کی کتب میں آپ کا ذکر

واضح ہو کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے اوصاف انبیاء سابقین کی کتابوں میں برابر مذکور ہوتے آئے ہیں اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت کو آپ کی اطاعت اور نصرت کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر ایک نبی اور رسول کو آپ کے ظہور کی خبر دی جاتی تھی۔ ہمیشہ آپ کی معرفت معرفت الہی کے ساتھ رہی ہے اور ہر ایک نبی آپ کی نبوت کو باخبر وحی پہچانتا تھا اور اس پر ایمان لاتا تھا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَإِنَّا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں)۔

اور اگرچہ تمام صحف انبیاء و کتب مرسلین آپ کے محامدِ جمیلہ اور مناقبِ جزیلہ سے مملو ہیں بالخصوص حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب توریت میں جا بجا مذکور ہے چنانچہ سفر پنجم کے جزو دوم میں لکھا ہے کہ میں ان کے واسطے ان کے بھائیوں کی اولاد سے ایک نبی پیدا کر کے اس پر اپنے کلام کو نازل کروں گا اور وہ ان کو وہی کہے گا جس کا اسے حکم دوں گا اور جو شخص اس نبی کی بات کو جو میرے نام سے کہے گا نہ مانے تو میں اس سے بدلہ لوں گا۔ انتہی

اس آیت کا ضمیر نبی آخر الزمان محمد بن عبد اللہ ﷺ کی طرف ہے اور اکابر علمائے یہود سے ستر احبار اس بات پر متفق ہیں اور بھی توریت کے جزو آخر میں جس پر توریت ختم ہوتی ہے۔ ایک آیت ہے

ان مواہب لدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی پیغمبر کو پیغمبری نہیں ملی جب تک کہ اس سے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے واسطے عہد نہ لیا گیا ہو کہ اگر تیری زندگی میں وہ نبی پیدا ہو تو اس کی اطاعت و مدد کرنا اور اپنی امت کو بھی یہی تاکید کر جانا بلکہ اس کو اپنی امت سے اس نبی آخر الزمان کی بیعت لینے کا حکم ہوتا تھا۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا سیناء سے نکلا اور ساعیر پر چڑھا اور کوہ فاران سے بلند تر ہوا اور بھی تو ریت میں حیقو نبی کا کلام میں درج ہے خدا کا نشان کوہ فاران سے ظاہر ہوگا اور تمام آسمان احمد اور اس کی امت کی تسبیح سے بھر جائیں گے، دریاؤں میں اس کی راہ ہوگی۔ جیسے جنگلوں میں اس کی راہیں ہوں گی۔ اس کو نئی شریعت ملے گی اور صاحب کتاب جامع ہوگا۔ اور یہ امر بعد وقوع خرابی بیت المقدس کے ظہور میں آئے گا اور بھی بضمن کلام شعیب عليه السلام واقع ہے کہ میں نے دو سواروں کو دیکھا جن کے واسطے زمین و آسمان روشن کیا ایک گدھے پر سوار اور دوسرا اونٹ پر سوار ہوگا۔ گدھے والے کا نام مسیح اور اونٹ والے کا نام احمد۔ میری قوم ٹھیک مانو کہ اونٹ والے کا منہ چاند سے زیادہ روشن ہے اور تو ریت میں وصایائے موسیٰ عليه السلام میں مذکور ہے کہ جلد ہے کہ ایک نبی تمہارے بھائیوں کی اولاد سے پیدا ہوگا تم اسے سچا جاننا اور اس کی سننا یعنی اطاعت کرنا۔ اتھی۔ اسی طرح انجیل میں بھی آپ کے اوصاف درج ہیں چنانچہ لوقا باب ۲۴ درس ۴۹ اور دیکھو میں اپنے باپ کے اس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں اور موعود وہ نبی تھا کہ جس کے آنے کی سب کو خبر دی گئی تھی چنانچہ یوحنا سے جب پوچھا گیا کہ تو مسیح ہے تو اس نے کہا نہیں پس آیا تو وہ نبی ہے جو اب دیا، نہیں (یوحنا باب ۱، درس ۱۹، ۲۰، ۲۱) وہ جو اس کو جسے میں بھیجتا ہوں قبول کرتا ہے، مجھے قبول کرتا ہے (یوحنا باب ۱۳، درس ۲۰) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے (یوحنا باب ۱۴، درس ۱۵، ۱۶) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا (یوحنا باب ۱۹، درس ۶) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پر بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا گناہ سے اسلئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے، اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی

راہ بتادے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ نہ کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گی وہ میری بزرگی کرے گی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی سب چیزیں جو باپ کی میرے پاس ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مَاذَا يَقُولُ الْمَادِ حُونَ وَمَا عَسَى | أَنْ يَجْمَعَ الْكِتَابُ مِنْ مَعْنَاكَ
معنی بیت: کیا کہہ سکتے اور لکھ سکتے ہیں آپ کی مدح کرنے والے، اگر کہیں یا لکھیں تو ممکن نہیں کہ وہ آپ کی مدح کا حقہ کر سکیں چنانچہ ان دو بیتوں میں مکرر بطور تاکید بیانی ذکر کیا ہے۔

انسان کا کیا حوصلہ تیری صفت لکھے بھلا

س کی زباں سے ہو ادا وصف پسندیدہ ترا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وَاللَّهُ لَوْ أَنَّ الْبَحَارَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ | وَالشُّعْبُ أَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَ
لَمْ يُقَدِّرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَزْرَهُ | أَبَدًا وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ إِذْرَاكَ
معنی بیت: قسم ہے اللہ کی تحقیق اگر آپ کی مدح لکھنے والوں کے واسطے سب دریا سیاہی ہو جائیں اور تمام دنیا کے درخت قلمیں بنائی جائیں اور تمام گروہ جن و انسان اور فرشتے قیامت تک زور لگائیں تو آپ کے اوصاف جلیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں۔

اشجار ہوں سارے قلم دریا سیاہی ہوں بہم

اور پھر کرے مل کر رقم کل خلقت ارض و سما

ممكن نہیں پھر بھی بیاں ہوں تیرے وصف بیکراں

اے سید والا نشاں اے مظہر نور خدا

کیونکہ آپ کے اوصاف کلمات الہیہ ہیں اور کلمات الہی تحریر و تقریر مخلوق سے فزوں تر ہیں گما

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - لَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ

ساکت ہوں گر میں بے خبر رہتا ہے تو پیش نظر
کہتا ہوں کچھ فرضاً اگر منہ سے نکلتی ہے ثنا!
ہوں بے خبر یا باخبر ساکت ہوں یا ناطق مگر
اے سید خیر البشر جو تماشا ہوں ترا!

تصور شیخ

فَاِذَا سَكَّتِ السَّخ: یہ اس واسطے کہا کہ آپ کا جمال جہان آراء جمال الہی ہے چنانچہ

بقیہ حاشیہ: نظر کسی کا ایسا حق نہیں کہ اس کے بعد ساقط ہو جائے بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام احمد نے ابی ذرؓ سے روایت کیا ہے اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ قَلْبَهٗ لِلْاِيْمَانِ وَ جَعَلَ قَلْبَهٗ سَلِيْمًا وَ لِسَانَهٗ صَادِقًا وَ نَفْسَهٗ مُطْمَئِنَّةً وَ خَلِيْقَهٗ مُسْتَقِيْمَةً وَ جَعَلَ اُذْنَهٗ مُسْتَمِعَةً وَ عَيْنَهٗ نَاطِرَةً فَاَمَّا الْاُذُنُ فَصَمْعٌ وَ اَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَرَّرَةٌ لِمَا يُوْعَى الْقَلْبُ وَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهٗ وَ اَعْيَا تَحْقِيْقَ پيغمبر خدا ﷺ نے فرمایا تحقیق نجات پائی جس نے اپنا دل ایمان کے واسطے خالص اور لوث بغض و حسد سے پاک کر کے متوجہ الی الحق کیا اور اپنے نفس کو مطمئن اور اپنی طبیعت کو مستقیم اور کانوں کو سننے والے اور آنکھوں کو دیکھنے والی۔ کیونکہ کان صراحی تنگ دہان دل کا پیک ہے اور آنکھ ہر شے کو جو دیکھے دل میں بٹھانے والی اور یہ تحقیق نجات پائی جس نے اپنے دل کو حق پریر بنا لیا۔ اس حدیث میں بالجملہ آداب تصور کا بیان ہے (۱) یہ دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرے اور طالب حق ہو، مخلص بنے اور نیت صادق کو لائے۔ (۲) یہ کہ دل میں آمادگی و استعداد بہم پہنچائے (۳) زبان سے سچ بولے اور جھوٹ سے رکے (۴) اور اپنے نفس کو ذکر الہی سے مطمئن رکھے اور بجز اس کے مائل اور راغب نہ ہونے دے۔ (۵) صاحب استقامت بنے (۶) کانوں کو اصوات پر آگندہ سے بند رکھے اور حق نیش بنائے (۷) آنکھوں کو غیر سے دیکھنے سے بند رکھے اور دیکھنے والی بنائے۔ اس آنکھیں تو دیکھنے والی ہیں مراد یہ ہے کہ آنکھوں میں تصور لائے اور دل میں جمائے اسی واسطے حدیث میں یہ جملہ اخیر ہے پہلے رعایت امور مذکورہ بالا کرے پھر آنکھوں میں تصور لائے کیونکہ بجز رعایت امور اول الذکر تصور نہیں ہو سکتا۔ پھر معنی اس حدیث کے تمام فقرے حضرت امام صاحب کے حال پر شاہد ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ میرا چپ رہنا اور بولنا اور سننا اور دیکھنا سب کچھ آپ ہی آپ ہیں اور اس حدیث اور ان چار مصرعوں کے فقروں میں مطابقت تامہ ہے پس آپ مفلح ہیں تاامل فتامل (منہ)

ترمذی میں مروی ہے مَنْ رَانِي فَقَدْ رَاى الْحَقَّ جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے خدا کو دیکھا کیونکہ مرسل قائم مقام مرسل ہوتا ہے اور آپ خلیفۃ اللہ فی الارض و نائبہ تھے اور جملہ فَاِذَا سَكَّتُ کے یہ معنی بھی ہیں کہ جب چپ رہتا ہوں تو آپ ہی کی فکر میں متفکر رہتا ہوں یا یہ کہ آپ ہی کی محبت میں متفکر ہو کر خاموش بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ محبت بایں ذوق و شوق بسر ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ پردہ و سواں اس حائل ہو کر مجھے اس پایہ عالی سے گرا دے کیونکہ انسان کے درجات سے عاشقان جمال محمدی اور والہان نور احمدی کے نزدیک آپ ہی کی محبت مقام برتر اور منزل اعلیٰ اور رتبہ ارفع ہے بخوانے حدیث مرویہ بخاری المرء مع من احب۔ محبت محبوب کے درجہ میں ہوتا ہے اور آپ کا مقام و درجہ اللہ کے نزدیک سب سے اعلیٰ ہے۔

نبی کریم سب سے افضل نعمت ہیں

فکر اس لئے کہ قرآن میں ہے اذْکُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ (پ ۴، ع ۲۶) اور حدیث میں تَفَكَّرُوا فِیْ آلَاءِ اللّٰهِ اللّٰهِ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو چونکہ سب نعمتوں سے آپ افضل نعمت ہیں اس لئے آپ کا ذکر و فکر کرنا گویا فرض ہے۔

وَ اِذَا نَطَقْتُ الْخ حَدِيثٌ فِي عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ صَلْحًا كَاذِكْرُ كَرْنِ كِ وَ قْتِ رَحْمَتِ الْهٰی نَا زِلْ هُو تِی هِی۔ اَ پ كُو ا ص لِحِ الْصَّ ا لِحِی نِ هِی ا س لَئِی اَ پ كَا ذِكْرِ ا و لٰی هِی۔ جِی سَ ص لَ ا حِی تِ مِی اَ پ كِی شَا نِ بَر تَرِ هِی اِی سَ هِی وَ قْتِ ذِكْرِ اَ پ كِ كِ اَعْلٰی حِ صَ رَحْمَتِ الْهٰی كَا ذِكْرِ پَر نَا زِلْ

ان حضرت امام جعفر علی جدہ و علی آباءہ و علیہ السلام نے کسی عالم سے پوچھا کہ اللہ نے فرمایا ہے ثُمَّ لَتَسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (پ ۳۰، ع ۲۷) وہ کونسی نعمتیں ہیں کہ حق تعالیٰ قیامت کو اپنے بندوں سے پوچھے گا۔ اس نے جواب دیا رزق پانی وغیرہ آپ نے فرمایا بھلا اگر تو کسی کو پانی پلائے یا روٹی کھلائے تو کیا اس کو جتلائے گا؟ اس نے کہا نہیں یہ تو مروت سے بعید ہے آپ نے فرمایا پھر کونسی ایسی نعمتیں ہے جس کا جتلا نا ہی مروت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ قرآن اور نبوت آپ کے گھر نازل ہوئے آپ ہی جانیں۔ فرمایا وہ دونوں نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کا حق یہی ہے اور جتلا نا ہی شرط مروت ہے۔ ایک قرآن دوسرے محمد ﷺ اس نے عرض کیا کہ حق یہی ہے جو ارشاد ہوا۔ فقیر محمدی (منہ)

ہوتا ہے۔ بالخصوص آنجناب تحیۃ اللہ و سلامہ علیہ تو خود بذات اقدس رحمت ہیں وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آپ رحمت ہیں۔

حضور کا سایہ نہ تھا

اسی واسطے آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ رحمت ایک کلمہ ہے اور کلمہ کا سایہ نہیں ہوتا۔

ان مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔ یہ محمد یوں اور عیسائیوں کی کتابوں سے ثابت نہیں لیکن ذات کریم پر تو نور الہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا تو فریقین کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے چنانچہ المرتجی بالقبول فی خدمة قدم الرسول میں بتقل ثقات لکھا ہے مَا وَقَعَ ظِلُّهُ عَلَى الْأَرْضِ قَطُّ آپ کا سایہ ہرگز زمین پر نہ پڑتا تھا اور صاحب "لائف آف محمد نے" لکھا ہے کہ اس کا زمین پر سایہ نہ دکھائی دینا بھی آسمانی نشان ہے اور اکثر بے خبر عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے سایہ نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں مسیح کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہا گیا ہے اور کلمۃ اور روح کا سایہ نہیں ہوتا۔ ان جاہلوں کو یہ خبر نہیں کہ قرآن میں یہ دونوں لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کئی جگہ پر مذکور ہوئے ہیں (پ ۱۰، ع ۱۲) وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا اور اللہ نے کلمہ ناحق شناساں کو کہ مسیح ابن مریم ہے نچا کر دیا اور کلمہ حق شناساں کو کلمۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ ہے اونچا کر دیا۔ کلمۃ اللہ کی تفسیر اگر آیت وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا (پ ۳، ع ۱۷) الایۃ سے کریں تو یہ معنی الاسلام ہے اور اگر آیت وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ ذُرَجَاتٍ ط (پ ۳، ع ۱۷) اور آیت وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ (پ ۲۲، ع ۲۶) سے کریں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس مفہوم اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مفہوم محمد اسلام لَانَهُمَا مُتَلَاذِمَانِ إِذَا ذُكِرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا ذَلَّ عَلَى الْآخِرِ (پ ۲۵، ع ۳۷) وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُصِّلَ بَيْنَهُمْ (اگر کلمہ فصل یعنی محمد نہ ہوتا تو ابھی ان پر عذاب نازل ہوتا) حضرت کلمۃ الفصل ہیں جس سے کفر و اسلام کا فیصلہ ہوتا ہے چنانچہ اس کی تفسیر حدیث صحیح مرویہ مسلم میں مُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانُوا فِي فَرْقٍ هُوَ۔ اور آیت میں یہ شرط کہ کلمہ فصل نہ ہوتا تو ان کا کام تمام ہو جاتا، مویذ اس آیت سے ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (پ ۹، ع ۱۸) اللہ ان کو اس لئے عذاب نہیں دیتا کہ تو رحمت للعالمین ان کے بیچ ہے۔ پس آپ کلمہ کلمۃ اللہ کلمۃ الفصل ہیں۔ باقی روح یا روح القدس سو ہر چند کہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت روح ان معنی میں مذکور نہیں جن کو عیسائی سمجھتے ہیں۔ ولو فرضنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا (پ ۲۵، ع ۶۷) اگر یہاں روح سے مراد قرآن لیں تو تو بھی انہما متلازمان لَنْ يَتَفَرَّقَا إِذَا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر جاری ہے)

وَإِذَا سَمِعْتَ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا | وَإِذَا نَظَرْتَ فَمَا أَرَى إِلَّا كَأَنَّ
 معنی بیت: جب سنتا ہوں تو آپ ہی کا ذکر خیر سنتا ہوں اور جب دیکھتا ہوں تو آپ کے سوا اور کچھ نظر
 نہیں آتا۔ سوائے کلام حسن و جمال صورت و سیرت آپ کے اور کچھ سننے کو دل نہیں چاہتا اور آپ کی
 پیاری صورت کا تصور ایسا پیش نظر ہے کہ جدھر دیکھتا ہوں آپ ہی نظر آتے ہیں

آتی ہے کانوں میں سدا یا سیدی تیری صدا
 جب دیکھتا ہوں آنکھ اٹھا ہوتا ہے تو جلوہ نما

امام اعظم اور درجہ فنا فی الرسول

امام صاحب نے ان مصرعوں میں بیان محویت کیا ہے جو ان کو ذات اقدس جناب مصطفوی میں
 تھی یہ درجہ فنا فی الرسول ہے۔

امام اعظم اور علم حدیث

ف: نظر بر اذا لفظ عن سے ثابت ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوائے اس کلام کے کہ جس میں عن
 رسول اللہ کہا جائے اور کسی طرح کا کلام نہ سننا چاہتے تھے جو بات عن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ہو اسی کو حدیث کہتے ہیں۔ یہ درجہ شاید کسی کو ہی حاصل ہوا ہوگا کہ سوائے الفاظ
 حدیث یعنی قال الرسول کے کہ فی الحقیقت قال اللہ ہے اور کوئی لفظ بول چال میں نہ آئے اس کے
 مدعی آپ ہی ہوئے ہیں جس کے تصدیق آپ کے تذکروں سے ہو چکی ہے اور غرض کثرت سماع

(بقیہ حاشیہ) ذِکْرٌ وَاحِدٌ مِنْهُمَا ذَلَّ عَلَى الْآخِرِ اور اگر روح کو منادی کریں تو مراد محمد سے ہیں اور یہ معنی صحیح تر
 معنی اول سے ہے کیونکہ قرآن اس کو خود واضح کرتا ہے اسْتَجِیْبُوا لِلَّهِ وَ لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ
 (پ ۹، ع ۱۷) یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب تم کو پکارے تو حاضر ہو جاؤ کیونکہ وہ تم کو زندہ کرتا ہے چونکہ زندگی روح
 سے ہے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم روح ہیں اور صحیح بخاری میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفْسٌ فِی
 رُوْحِی رُوْحِ الْقُدُسِ مجھ پر ڈالا گیا ہے۔

حدیث کی اور اجتناب کلام غیر سے ہے پھر کیونکر آپ کے مذہب کو ترجیح نہ ہو کہ آپ سوائے عن رسول اللہ کے عن فلاں کوسننا اور کہنا نہ چاہتے تھے چنانچہ مصرع دوم بیت اول کے فقرہ و اِذَا نَطَقْتُ سے بصراحت تمام ثابت ہے کہ جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں منکر ہیں، بے انصاف ہیں اور حقیقت مذہب سے بے خبر ہیں اَعَاذَنَا اللَّهُ مِمَّا يَفْتَرُونَ یہ کچھ تھوڑی بات نہیں کہ شخص کو ایسا درجہ عطا ہو کہ اس کا سننا اور کہنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو کیوں نہ حسد کریں۔ یہ درجہ اسی شخص کو ملتا جو محی الدین، محی النسب، محدث، ملہم، محقق، مجدد، امام، فقیہ ہو۔

ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

وَ اِذَا نَظَرْتُ النِّخ: نظر اظہار صواب کیلئے غور و فکر کرنا۔ امام صاحب کی مراد یہ ہے کہ جب میں غور کرتا ہوں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس میں آپ کا حکم بین نہ ملے اور ہر ایک مسئلہ میں آپ کا قول فیصل نہ ہو۔ قیاس و رائے کی کہیں کچھ بھی حاجت نہیں۔ یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کا طریق استنباط ادق و احوط ہے کہ ہر ایک کی عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی واسطے ان کو بعض مسائل میں بظاہر خلاف حدیث معلوم ہوا ہے اور یہی باعث ان کے طعن کا تھا عَفِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَعَافَاهُ اللَّهُ وَ اِيَّانَا عَنْ كُلِّ غَيْبٍ۔ سبحان اللہ امام صاحب کا شغل عبادت میں کیا عالی شان ہے کہ خاموشی (کہ بجائے خود ایک عبادت ہے) میں ان کو خیال آپ کا تھا اور گویائی (کہ ایک خاصہ وصف، انسانی ہے) میں ذکر آپ کا اور شنوائی (کہ ایک کمال خلقت ہے) میں قول و فعل آپ کا سننا تھا اور بینائی (کہ معنی تخلیق ہے) دیکھنا جمال جہاں آراء آپ کا تھا۔ یہ درجہ اور ایسی نعمتیں سوائے آپ کے اور کس کو حاصل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

يَا مَالِكِي كُنْ شَافِعِي فِي فَاقَتِي | اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَرَى لِعِنَاكَ

معنی بیت: اے مالک گناہوں میں میری شفاعت کجو، میں آپ کی شفاعت کا محتاج ہوں۔

انہ جس کی زبان پر حق جاری ہو اور واقعات آئندہ اس پر مکشوف ہوں۔

خواہاں شفاعت کا ہوں میں، طالب حمایت کا ہوں میں
 حامی ہے بس تو ہی مرا اے شافع روز جزا
 اَغْنَاكَ رَبُّكَ عَنْ غَنِيٍّ اَعْطَاكَ حَوْضًا كَوْثَرًا!
 كُنْ شَافِعِي فِي فَاغِيٍّ اِنِّي فَقِيرٌ فِي الْوَرَى

طلب شفاعت اور استغاثہ

فاقہ تہی دستی یعنی میرے پاس اعمال صالحہ سے کچھ بھی نہیں۔ صرف آپ کی غنا یعنی عفو و مہربانی و
 نوازش کا امیدوار ہوں۔ فاقہ لغت ایک حالت کے درمیان دوسری حالت متضادہ کا آنا اور غنا بے
 نیازی اور طبیعت پر حالت متناکرہ نہ آنا۔

قبض و بسط کی حالت

بس فاقہ سے مراد قبض کی اور غنا سے مراد بسط کی ہے اور یہ ہر دو حالتیں سالکان مسالک الہی کو
 پیش آتی ہیں کہ کبھی باعث میل علائق دنیوی ایک خفیف سا پردہ دل پر آجاتا ہے جو غیب اور شہادت
 کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ ادراک مافات آیا گا ہے خود بخود بے علم صاحب حالت اٹھ جاتا ہے۔
 رسول اللہ ﷺ کو بھی ابتدا میں یہ حالت پیش آیا کرتی تھی لیکن آپ کا قبض غیر کے بسط سے کروڑ
 درجہ بہتر تھا گویا قبض آپ کا بسط غیر ہے کیونکہ ولی کی انتہائی کی ابتدا ہے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ
 الْمُفْرَبِينَ کے یہی معنی ہیں۔ آپ کا توجہ الی الخلق بھی محض عبادت تھا اور فی الحقیقت توجہ الی الحق تھی۔
 کیونکہ آپ مامور اور مرسل الی الخلق تھے اور دوسروں کو یہ امر نہیں ہے۔ امام صاحب جناب مصطفوی
 ۱۔ مشاہدۃ الابرار بین المتجلی والاستار۔

۲۔ وہ استغفار اور اعراض عن الغیر ہے چنانچہ آپ نے فرمایا اِنِّي لَا اَسْتَغْفِرُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً تَوْحِ الْغَيْبِ (منہ)
 ۳۔ قبض و بسط منتہی رابدان مشابہ است کہ خوف ورجا مبتدیاں را وگفتہ اند خَالَةَ الْقَبْضِ خَالَةَ الْاِفْتِقَارِ وَ خَالَةَ
 الْبَسْطِ خَالَةَ الْاِفْتِيخَارِ سَلَكِ السُّلُوكِ (منہ) قبض کی حالت متناکرہ اور بسط کی حالت قابل فخر ہے۔

میں کہ مرشد منازل حقانی اور معلم مسابک ربانی ہیں بطور استغاثہ اپنے حال کی شکایت کرتے ہیں کہ آپ اپنی اس حالت سے کہ استغراق ذات و مشاہدہ انوار اور بے نیازی اور اعراض عن الغیر و تبری عما سواہ ہے مجھے بھی کچھ عطا فرمائیے کہ میں ہر وقت مشاہدہ حق میں رہوں۔ اہل علم اس کو استفاضی روحی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَدَى | جُدِّ لِي بِجُودِكَ وَارْضِنِي بِرِضَاكَ
معنی بیت: اے موجودات سے اکرم اے خزانہ نعمائے الہی جو کچھ آپ کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشئے اور جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی کیجئے۔

اے محزن جود و سخا میں بھی ہوں طالب جود کا
ہر لحظہ خواہاں لطف کا ہر وقت راضی با رضا

استمداد

يَا اَكْرَمَ الْخ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَا هُمْ فِي الْبَرِّ وَ
الْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (اور بے شک
ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور
ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔۔۔ پ ۱۵ ع ۷) نوع انسانی دیگر انواع بری و بحری سے مکرم و
مفضل ہے اور نبی اللہ مکرم مفضل بنی آدم ہیں اس لئے اکرم و افضل مخلوقات ہوئے جو وہ ہے کہ اس
میں تمیز نہ ہو اور جو کچھ ہو بے غرض اور بے سبب ہو (کشف المحجوب ۱۲)

اسا لکان راہ الہی اور مستقیہان بارگاہ نبوی کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول اَمَّا اَنَا رَبَّانِي
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ لَا عَلَيَّ مِثْنَةٌ لَّا خِبْدَ بَعْدَهُ (میں ایسا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی میری پرورش کی ہے اور آپ
کے بعد کسی اور آدمی کا مجھ پر احسان نہیں) سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ | لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي الْأَنْامِ سِوَاكَ

اے بحرِ ذخارِ عطا طامع ہوں تیرے جود کا
اس ابوحنیفہ کا بھلا اب کون ہے تیرا سوا
عبد احد احد ہے تو پیش احد احمد ہے تو
افضل ہے تو امجد ہے تو اے مظہر لطفِ خدا

معنی بیت: میں دل سے آپ کے فیض و شفاعت کا امیدوار اور خواہش مند ہوں۔ آپ کے سوا مجھ کے
چارے ابوحنیفہ کا جہاں میں کوئی ذریعہ نہیں ہے جود پر الف لام عہد ذہنی ہے اور معنی جود کے پچھلی بیت
میں مذکور ہو چکے ہیں۔ ابوحنیفہ آپ کی کنیت ہے جو بجائے اسم کے معرفہ علم ہو کر جہاں میں معروف
و معلوم ہے اور یہاں اپنے آپ کو ممکن کر کے مضاف الیہ کرنے سے اظہار کمالِ عجز و ابہتال ہے
کیونکہ جب عرض کرتے کرتے معروض علیہ کے معرض بیان میں یوں کہیں کہ میرے آقا بہ بندہ مسکین
فلاں بن فلاں مثلاً اے میرے مولیٰ اللہ کے رسول اور اس کے حبیب یہ عاجز گنہگار آپ کا غلام
خاکسار بندہ محمد اعظم بن محمد یا آپ کی جناب اقدس سے رحم اور دستگیری کا امیدوار ہے۔ مصرع۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

تو اس طرح البتہ اقرارِ عجز و انکسار کر کے اپنے حال زار پر توجہ دلانا ہے اور حدیث میں ہے سَلِّ
اللَّهُ لِي الْوَسِيلَةَ جَنَابِ اللَّهِ مِنْ رَبِّي وَأَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا رَبِّي يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ
ہے اور اس زاری و انکساری سے مراد یہ ہے کہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيهِ عِنْدَ حِسَابِهِ | فَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّكًا بِعُرَاكَ

معنی بیت: خدا کرے آپ رحم میں آ کر قیامت کے دن کہ سخت مشکل اور وقت حساب ہے میری

۱۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام جب دعائے نجات تو اپنے آپ کو بایں لفظ تعبیر کرتے غَبْدُكَ وَ ابْنُ غَبْدِكَ
حضرت عیسیٰ النبیؑ یوں کہا کرتے غَبْدُكَ وَ ابْنُ اَمْتِكَ۔

شفاعت کریں اور خدا سے مجھے مانگ لیں۔

کیا خوب ہو روز جزا تو از رہ لطف و عطا
ہو پیش ذات کبریا میری شفاعت کو کھڑا

☆☆☆☆☆☆☆☆

قَلَانَتْ أَكْرَمَ شَافِعٍ وَ مُشَفِّعٍ | وَمَنْ التَّجَى بِحِمَاكَ نَالَ رِضَاكَ
معنی بیت: اللہ کے نزدیک آپ بہت معزز ہیں اور آپ شفاعت کے مجاز بھی ہیں اور آپ کی شفاعت
قبول ہے جس نے آپ کی پناہ لی آپ کی خوشنودی حاصل کی۔

پیش جناب کبریا ہے مرتبہ تیرا بڑا
کی جس نے تجھ سے التجا حمایت میں ہوا

فضائل نبی کریم ﷺ

اَنْتَ اَكْرَمَ تَرْمِذِي وَ دَارِي فِي حَضْرَتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفِّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحْرِكُ حَلَقَ
الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَ مَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَا اَكْرَمُ الْاَوْلِيَيْنِ
عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرَ۔ میں ہی سب سے پہلے پہل شفاعت کیلئے کھڑا ہوں گا اور شفاعت کیلئے اجازت
دیا جاؤں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ سب سے اول جنت کا دروازہ میں ہی جا کر کھٹکھاؤں
گا لیکن میں اس پر کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ بہشت کے دروازے میرے لئے کھول دے
گا۔ میں سب سے پہلے بہشت میں جاؤں گا اور میرے مسکین مومنین میرے ساتھ ہوں گے۔ میں اس
پر بھی کچھ اپنا فخر بیان نہیں کرتا اور اللہ کے نزدیک سب پیغمبروں سے مکرم تر ہوں میں اس پر کچھ فخر بیان
نہیں کرتا اور داری کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مرسلین و انبیاء کا پیشوا میں
ہوں گا اور خاتم الانبیاء بھی میں ہی ہوں۔

فَاَجْعَلْ اِقْرَاكَ شَفَاعَةً لِي فِي غَدٍ | فَعَسَى اُرَى فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لَوَاكَا
 معنی بیت: اے میری آنکھوں کے نور حشر میں مجھے بھی اپنا شفاعت سے بہرہ مند کرنا اور اپنے لوائے حمد
 کے زیر سایہ جگہ دینا۔

اے جلوۂ نورِ خدا اے نورِ چشمِ اصطفیٰ
 ہو کاش تو شافعِ مرا لے مجھ کو بھی زیرِ لوا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ يَا عِلْمَ الْهُدَى | مَا حَزَنٌ مُشْتَاقٌ اِلَى مَثْوَاكَا
 معنی بیت: اے ہدایت کے نشان اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ پر بقدرِ شوق دل مشتاقانِ زیارتِ بابرکت
 درود نازل فرمائے۔

پہونچے قیامت تک شہا تجھ پر درود اللہ کا | صبح و سارے انتہا عدد التماس کھلا

فصائل درود شریف

ف: رسول مقبول ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت جس قدر حدیثوں میں مذکور ہے ان سب کو شمار کرنا کچھ
 آسان نہیں۔ بقدر ماتیسر ہر ایک اہل علم نے اپنے اپنے مصنفات و مولفات میں ان کو روایت کیا ہے
 صحیحین میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا
 جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دس بار اس پر رحمت بھیجتا ہے یعنی ہر ایک کے
 بدلے دس حصہ زیادہ عوض ملتا ہے چونکہ یہ درخت بحکم آیت ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ
 طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا (اللہ نے کسی
 مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔ ہر وقت
 اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے۔۔۔ پ ۷۸) بہت بار آور اور یہ تجارت بامر کریمہ مَنْ جَاءَ

اے فَاَجْعَلْ اِقْرَاكَ شَفَاعَةً لِي فِي غَدٍ

بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْتَالِهَا (جو ایک نیکی لائے تو اس کیلئے اس جیسی دس ہیں۔۔۔ پ ۱۶۸) نفع بخش اور سود مند ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ عزاسمہ محض فضل و کرم سے خیر خواہی بندوں کیلئے فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (پ ۲۲، ۴۷) تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی (محمد) پر درود بھیجا کرتے ہیں۔ ایمان والو اگر تم بھی ہماری اور ہمارے فرشتوں کی موافقت کیا چاہتے ہو تو آؤ ہمارے ساتھ ہو جاؤ اور تم بھی ہمیشہ اس پر درود بھیجا کرو اور سلام کیا کرو۔ بخاری میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کرنا تو ہم سیکھ چکے درود کس طرح بھیجا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا قُولُوا (یوں کہا کرو) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ ف: جب کوئی آپ کا نام پاک لے تو لینے والے اور سننے والے دونوں کو فی الفور درود پڑھنا چاہئے اور اگر کوئی آپ کا اسم مبارک لکھے تو اس کو لازم ہے کہ آپ کے نام کے ساتھ صیغہ درود و سلام کا لکھ کر آگے کو لکھے کیونکہ احادیث صحیحہ میں ترک صلاۃ و سلام پر سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں۔

ف (۲): ہر چند کہ صلاۃ و سلام کے صیغے مختلف عبارتوں میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین و دیگر صلحاء و علماء کرام سے مروی ہیں لیکن افضل وہی صیغہ ہے جو آپ کا ارشاد ہے اور آپ کی زبان پاک سے نکلا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَوْ رِیْہ صِغَہٗ بَہِی اَمْتَالِ اَمْرِ اَلِہِی مِیں جَامِع صِغَہٗ ہِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ف (۳): جب کوئی زبان سے درود کہے یا قلم سے لکھے تو اس پر واجب ہے کہ آل محمد کو ضرور ساتھ ملا دے کیونکہ بروایت صحیحین حدیثوں میں اس کی بہت تاکید ہے۔

ف: جب آپ کے نام نامی پر درود لکھنا ہو تو صاف اور سیدھی سطر میں لکھے صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور نام

اصلوٰۃ جب اسم ذات اللہ سے مضاف ہو تو بمعنی رحم ہے اور ملائکہ سے مضاف ہو تو دعا ہے اور آدمیوں سے مضاف ہو تو رحم طلبی اور قبول شفاعت ہے۔ ق ن ج و مع (منہ)

کے اوپر رمز و کنایہ سے کسی علامت پر اکتفا نہ کرے مثل یا صلعم کیونکہ یہ طریق مستحدثہ بنی امیہ کا ہے تحفۃ
الباقی شرح الفیہ عراقی۔

آل کے معنی اور مراد

آل : لغویوں کے نزدیک لفظ آل بمعنی اہل ہے اور صحابہ اور تبع تابعین اور تمام متبعان کتاب
وسنت اور مطیعان امر اہل رسول ﷺ ہیں اور اس کے دلائل کتاب مبسوطہ میں درج ہیں۔ اس میں کچھ
شک نہیں کہ ہواداران جناب مصطفوی (صَلَاةُ اللَّهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ) کو لیاقت شمول
اور اہل بیت دخول حاصل ہو جاتی ہے، اس کو دخول حکمی کہتے ہیں۔ شواہد النبوت میں لکھا ہے سمعوم بن
یوحنا رضی اللہ عنہ جب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر لواء جنگ لیلۃ الہرہ میں شہید ہوئے تو جناب امیر بنفس نفس ان کو غسل
دے رہے تھے اور زبان حق بیان سے فرماتے ہیں هَذَا رَجُلٌ مِّنَّا اَهْلُ الْبَيْتِ يَهْمُ هَمَّ هَارِ
خاندان نبوت سے ایک مرد ہے۔ اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حق میں
جنگ خندق میں فرمایا تھا (السَّلْمَانُ مِّنَّا اَهْلُ الْبَيْتِ) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ یہ دخول
حکمی ہے ورنہ سلمان فارس کے اور کسریٰ کی اولاد سے تھے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى -- مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ
وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (رضی اللہ عنہ) بن عبد اللہ کی تابعداری کرے وہ ان لوگوں کے
ساتھ ہوگا جن کو خدا تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں، نبی صدیق، شہید، صالح دیکھو یہ دخول حکمی ہے غرضیکہ
تمام فرمانبردار صادق و راسخ ثابت قدم متقی صالح دل و جان سے آپ کی اور آپ کی آل و اولاد کی محبت
رکھنے والے حکماء آل ہیں اور صلاۃ کے معنی رسول اللہ کے واسطے خوشنودی اور حصول اجازت شفاعت
اور بعثت فی مقام محمود ہے اور آل کے واسطے معنی برکت اور کثرت اطاعت اور قبولیت اور عطاءئے نور
اور حصول درجات ہے۔

ف (۵): بعض جاہل جب تک کسی فقیر سے اجازت نہ لے لیں درود شریف نہیں پڑھتے خود احمق اور

بے علم فقیروں کا اپنا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بے وقوف یہ نہیں جانتے کہ مرشد حقیقی بامر مدامی صَلُّوا
وَسَلِّمُوا تمام جہاں کو قیامت تک اجازت دے چکا ہے پھر کسی کی اجازت کی کیا حاجت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وَعَلَىٰ صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيعِهِمْ | وَالتَّابِعِينَ وَكُلِّ مَنْ وَالَاكَ

نیز آل پر اصحاب پر اخیار پر ابرار پر

رحمت رہے شام و سحر تیر طفیل اے مقتدا

معنی بیت: اور آپ کے اصحاب پر بھی جو اہل کرامت ہیں بالتمام اور اصحاب کے دیکھنے والوں پر پھر ان
پر بھی جو آپ کی محبت رکھیں۔

ف: بیشک جو لوگ آپ کی اطاعت کریں اور ظاہر و باطن آپ کی محبت رکھیں ان پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا

ہے جسے خود فرماتا ہے هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ (پ ۲۲، ع ۳) اللہ وہ ہے جو تم پر

درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ صحابہ وہ ہیں جن کو آپ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرات چہار یار

اور جناب امام حسن اور جناب امام حسین ؑ اور حضرات ازواج النبی، امہات المؤمنین اور جناب سیدہ

فاطمہ رضی اللہ عنہن اور تمام بیٹے اور تمام بیٹیاں آپ کے فیض صحبت نبوت میں شامل ہیں۔ اسی طرح

بعض آپ کے ان سے ملنے والے اور علم الہی لینے والے مرد ہوں یا خواہ عورت تابعین میں داخل

ہیں۔ اسی طرح آپ کی محبت رکھنے والے صحابی ہوں یا تابعی تبع ہوں یا اور قیامت تک تمام آپ کے

ہو خواہ ذکور اناث، علما و فقرا، محدثین و فقہاء، درویش و اغنیاء، ائمہ اہل بیت سب لفظ و الّا میں مندرج

ہیں۔ سبحان اللہ! امام صاحب ؑ نے کیسی مختصر تقریر میں کس لطف سے سب کو شامل کیا ہے الحق یہ

آپ ہی کا حق ہے

صَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيْبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(تمت)

گہرائے عقیدت بحضور امام اعظم

ابوالطاہر فدا حسین فدا

اک عکسِ جمالِ فطرت ہے تصویرِ امامِ اعظم کی
ہیں نقش و نگارِ روئے نبی تحریرِ امامِ اعظم کی

اللہ رے نطقِ روحِ قدسِ تقریرِ امامِ اعظم کی
ہے ارض و سما میں گونج رہی تکبیرِ امامِ اعظم کی

ہر ذکرِ حدیث و قرآن ہے، ہر فکرِ اساسِ ایماں ہے
تائیدِ جنابِ ایزد ہے تدبیرِ امامِ اعظم کی

تھے برشِ تیغِ یدِ الہی اور قاطعِ باطل، سیفِ زباں
دیکھی ہے سلاطین نے چلتی شمشیرِ امامِ اعظم کی

وہ بقعہ نورِ عشق بنا اور مہبطِ سرِ الوہیت
جس ظلمتِ خانہ دل پہ پڑی تنویرِ امامِ اعظم کی

مداحِ زباں سوسن کی ہوئی مخمور ہے چشمِ زرگس بھی
ہر جنسِ نظر آتی ہے یہاں نخبیرِ امامِ اعظم کی

ہے حق و صداقت کی مظہر مہمیز پئے تکذیب و خطر
تحریر امام اعظم کی، تقریر امام اعظم کی
مقبول خدائے واحد ہیں، محبوب رسول اکرم ہیں
سبحان اللہ! ماشاء اللہ، تقدیر امام اعظم کی
ہیں مظہر نور نبوت بھی، تزئین حریم وحدت بھی
ہے کوشک ملت و شرع نبی تعمیر امام اعظم کی
ہے جن و بشر کا ذکر ہی کیا، کہتے ہیں یہ حور و غلاماں تک
لا ریب بیان کرتے ہیں سبھی تطہیر امام اعظم کی
اللہ رے اوج بخت رسا یہ عظمت صاحب رشد و ہدیٰ
ہے محفل کون و مکان و زماں جاگیر امام اعظم کی
ہے جاہل و حاسد کور نظر اور دین سے بھی وہ بیگانہ
جو راندہ درگہ کرتا ہے تحقیر امام اعظم کی
لمعات جمال ماہ عرب ہوں کیوں نہ فروزاں دل میں فدا
ہے میرے تصور میں ہر دم تصویر امام اعظم کی

امام المسلمین امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

ابوالاثر آفاق ظفر کینی میرونی قادری



امام اعظم ابوحنیفہ کی ذات اقدس بڑی مقدس
ہوئی ولادت جناب والا کی جس گھڑی وہ گھڑی مقدس

ہے اسم نعمان ابن ثابت تو کنیت ہے ابوحنیفہ
جناب کی کنیت میں مضمحل ہے آپ کی دختر شریفہ

امام اعظم ابوحنیفہ ہمارے مذہب کے پیشوا ہیں
امام اعظم ابوحنیفہ ہماری کشتی کے ناخدا ہیں

امام اعظم شریعتِ مطہرہ کے سرخیل و پاساں ہیں
امام اعظم ابوحنیفہ حدیثِ قدسی کے ترجمان ہیں

امام اعظم کو اپنی آغوش میں لیا تھا میرے نبی نے
میری شریعت کو زندہ کر دے گا یہ کہا تھا میرے نبی نے

امام اعظم کلامِ ربانی کے معلم ہیں درحقیقت
امام اعظم کو فہمِ قرآن میرے خدا نے کیا ودیعت

امام اعظم کا رہتی دنیا تک رہے گا یہ نام روشن
کروڑوں لوگوں نے تھام رکھا امام اعظم کا پاک دامن

امام کے چہرہ مقدس سے تھی ہویدا خدا کی عظمت
دلیل اس بات کی یہ ہی ہے امام اعظم کی پاک سیرت

امام اعظم تھے صائم الدھر قائم اللیل مردِ مومن
امام اعظم ابو حنیفہ تو اہل اسلام کے ہیں محسن

ابو محمد امام جعفر امام اعظم کے تھے معلم
اسی لئے تو حدیث و فقہ میں آپ کی فکر ہے مسلم

امام اعظم نے عترتِ مصطفیٰ کے زیر اثر ہے پایا
قرآن کا فہم بھی حدیث رسول اکرم کے زیر سایہ

امام المسلمین کا جن کو نبی نے بخشا خطابِ اعلیٰ
وہ ہی تو ہیں یہ امام اعظم ابو حنیفہ جناب والا

حضور اکرم کے سب فرامین پر عمل عمر بھر رہا ہے
حدیث و قرآن میں جو لکھا ہے امام اعظم نے وہ کیا ہے

امام اعظم قبول فرمائیے گا ادنیٰ سلام میرا
قبولیت کا جو شرف بخشیں ہے پیش خدمت کلام میرا

امام اعظم عطاءئے خیر البشر ہیں کیفی برائے امت
امام اعظم ابو حنیفہ امام اعظم ہیں تا قیامت

نفس الوعظین

ترجمہ
حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد شفیع شاہ صاحب قسوری

خواتین کی بارہ تقریریں

مصنفہ

نسیم فاطمہ

سنہری عبادت

ترجمہ
کتابت سعادت
حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد شفیع شاہ صاحب قسوری

آئینہ توحیح

مصنفہ
مفتی احمد اویسی

عبدالوحید ہادی



اہتمام

مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

نفس الوعظین

ترجمہ
حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد شفیع شاہ صاحب قسوری

خواتین کی بارہ تقریریں

مصنفہ

نسیم فاطمہ

سنہری عبادت

ترجمہ
کمال سعادت
حضرت علامہ مولانا الحاج
محمد شفیع شاہ صاحب قسوری

آئینہ توحیح

مصنفہ
مفتی احمد اویسی

عبدالوحید ہادی



اہتمام

مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور